CHURCH HISTORY
to 451 A. D.

مسیحی کلیسیا کی تواریخ

سنہ ۴۵۱ عیسوی تک

کریسچن نالج سوسائٹی

انارکلی لاہور

۱۹۰۸ء

طبع دوم - تعداد جلد ۳۰۰۰ S. P. C. K. LAHORE. قیمت فی جلد ۶؍

CHURCH HISTORY

to 451 A. D.

مسیحی کلیسیا کی تواریخ

سنہ ۴۵۱ عیسوی تک

کرسچن نالج سوسائٹی

انارکلی لاہور

۱۹۰۸ء

طبع دوئم - تعداد جلد ۳۰۰۰ S. P. C. K. Lahore. قیمت فی جلد ۶ر

فہرست مضامین

پہلا باب

انجیل کی اشاعت

مسیحی مذہب کے پھیلنے کی تواریخ کسی قدر اعمال کی کتاب میں مندرج ہے۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ انجیل یروشلم سے شروع ہوکر سامریہ اور سوریہ میں پھیل گئی اور پولس رسول کی مشنری محنتوں کے وسیلے سے ایشیا کوچک اور کپرُس میں داخل ہوئی اور پھر پچھم کی طرف بھی گذر کر مقدونیہ اور اخایہ میں پھیل گئی۔ اعمال کی کتاب کا مضمون پولوس رسول کے جہان کا دارالسلطنت روما میں پہنچ جانے پر ختم ہوتا ہے۔ باقی رسولوں کی منادی کی بابت ہمیں کچھ بتایا نہیں گیا اور اُن کی بشارت دہی کی اکثر روائتیں اس قدر قدیم نہیں کہ ہم اُن کے بیان پر بھروسہ کریں پر اتنا ثابت ہوچکا ہے کہ مقدس پطرس روما کو گیا اور وہاں شہید ہوُا اور یہ کہ مقدس یوحنا نے مدت تک افسس میں

محنت کی لیکن کل مجمع رسولی کی سرگرم محنت کا ثبوت مسیحی مذہب کے دوسری صدی میں دُور دُور تک پھیل جانے سے ملتا ہے۔ رُوح القدس کی مدد سے اُنھوں نے کلیسیا کی عمارت بنانے میں ایسا آغاز کیا کہ خوشخبری کو بہت قوموں کے پاس پہنچا دیا +

بہت سے مصنّف اگرچہ یہ نہیں لکھتے کہ انجیل کس طرح پھیلی تاہم یہ بتلاتے ہیں کہ دوسری صدی میں اُس کی اشاعت بہت دُور دُور تک ہوئی۔ سب سے پہلا مصنّف ایک بت پرست ہے یعنی پلینی (Pliny) جو روما کے ماتحت صوبہ بائی تھینیا کا گورنر تھا۔ پاک رُوح نے پولوس رسول کو اِس ضلع میں منادی کرنے سے منع کیا تھا (اعمال ۱۶ باب ۷ آیت) لیکن اِس کام کے واسطے اور قاصد پیدا کئے گئے اور اُن کی محنتیں بہت ہی پھل دار ہوئیں +

پلینی (Pliny) نے مُقدّس یوحنّا کی وفات کے تقریباً ۱۵ برس بعد یوں لکھا کہ مختلف عمروں اور مختلف درجوں کے بہت سے مرد اور عورتیں اِس تعلیم میں پھنسنے کے خطرے میں ہیں اور گمان غالب ہے کہ یہ حال بڑھتا جائے گا اور نہ فقط بڑے شہروں میں بلکہ گاؤں اور دیہاتی علاقوں میں بھی اِس وہم کا مرض پھیل گیا ہے قریباً اُنہی دنوں میں رسولی بزرگ اگنے شیش

(Ignatius) نے کلیسیا کو کیتھولک یعنے جامع کا لقب
دیا اور دعوے کیا کہ ہر زبان کے لوگ ایمان لائے ہیں اور
اور مسیحی مذہب میں شامل ہو کر خدا کی قربت حاصل کرتے
ہیں۔ دوسری صدی کے بیچ میں جسٹن شہید Justin
Martyr نے دعوے کیا ہے کہ انجیل کا پھیلاؤ قوم یہود کے
پھیلاؤ سے زیادہ ہے باوجودیکہ قوم یہود بہت دُور دُور
تک پھیلی ہوئی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ کوئی ایسی قوم نہیں ہے
خواہ وہ یونانی ہو خواہ وحشی خواہ وہ کسی بادشاہ کے تابع
ہو یا آوارہ ہو خانہ بدوش ہو یا پاسبانی کرتی ہو جس میں
مسیح مصلوب کے نام کے وسیلے سے دُعا اور شکرگذاری
پیش نہیں کی جاتی۔ اِس کے قریب ۲۵ برس کے بعد
آیرینئوس (Ireaneus) کہتا ہے کہ کلیسیا کل جہان
میں یعنے زمین کی انتہا تک رسولوں اور اُن کے شاگردوں
سے خدائے واحد اور برحق کا اعتقاد حاصل کر کے پھیل گئی۔
دوسری صدی کے آخر کے قریب سکندریہ کا کلیمنٹ
(Clement) لکھتا ہے کہ ہمارے مربی کا پیغام کل دُنیا
میں پھیل گیا ہے اور یونانیوں اور وحشیوں کے درمیان تمام
قوموں اور گاؤں گاؤں اور شہر شہر میں خاندانوں اور علیحدہ
رہنے والے لوگوں کو ترغیب دے کر اُن کو سچائی کی طرف
لا رہا ہے۔ فیلسوفوں میں سے بھی کتنے ہی رجوع ہوئے
ہیں۔ آخر میں ترتلین (Tertullian) دوسری صدی

کے اختتام میں اُسی بات کی بابت بہت سی گواہیاں پیش
کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ برطانیہ کے بعض حصّے جہاں رومی
بھی نہیں پہنچے مسیح کے مطیع ہیں اور کئی اور مُلکوں کی بابت
بھی یہی کہتا ہے۔ بُت پرستوں سے مخاطب ہوکر وہ کہتا ہے کہ
مندروں کے علاوہ ہم نے تمہارے پاس اور کچھ نہیں چھوڑا
شہر۔ جزائر۔ قصبے کونسلیں۔ جنگی۔ فوجیں۔ شاہی محل۔ سب ہم ہی
لوگوں سے بھری ہوئی ہیں۔ ایک صوبہ میں ہماری تعداد اتنی
ہے کہ تمہاری کل فوج برابری نہیں کرسکتی۔ ان الفاظ سے
صاف ظاہر ہے کہ رسولی جماعت نے بڑی بڑی اولوالعزم
محنتیں انجیل کی اشاعت میں کیں لیکن اُن کی محنتوں کے
قلم بند کرنے کے واسطے کوئی مورخ موجود نہ تھا۔ روایتاً
معلوم ہوتا ہے کہ توما رسول ہندوستان کو گیا فلپُس پارتھیہ
کو متی حبش کو اور یہودا فارس اور عرب کو لیکن اِن روایات
پر پورا اعتبار نہیں ہوسکتا البتہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نہ
کسی وسیلے سے انجیل ان سب مُلکوں میں پھیل گئی اور ممکن
ہے کہ مذکورہ بالا روائیتیں درست ہوں۔ ترتلین (Tertullian)
کی تصنیفات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے زمانے میں
شمالی افریقہ سرسبز کلیسیاؤں سے گلزار تھا۔ کلیسیاؤں
کے پاس پاک نوشتے لاطینی زبان میں تھے لیکن اِن
کلیسیاؤں کے آغاز کی بابت ایک حرف بھی ہم تک نہیں
پہنچا۔ اسی طرح آئی رینیوس (Ireaneus) کے کلام

سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے زمانے میں فرانس میں بھی ایک مضبوط کلیسیا تھی لیکن کسی مصنف کے موجود نسخوں میں یہ نہیں لکھا ہے کہ اِس کلیسیا کی بنیاد کس نے ڈالی۔ یہ سب کام رُوح القدس کا تھا مگر اُس کے قاصدوں کے ناموں کی ہمیں خبر نہیں یہ کام خدا کا تھا نہ انسان کا۔ اِس واسطے اِس کے کرنے والوں کے نام ہمیں معلوم نہیں +

ہمارا نجات دہندہ دنیا میں اُس وقت آیا کہ جب وقت پورا ہو چکا تھا (گلاتی ۴ - ۴) اور جب دُنیا اُس کی رہائی بخش پیغام کے واسطے تیار تھی۔ اگر ہم اِن امور میں سے چند پر غور کریں کہ جنھوں نے انجیل کے جلد پھیلنے میں معاونت کی تو معلوم ہوگا کہ وقت کے پورا ہونے سے کیا مراد ہے +

(۱) سلطنت روما نے اپنے انتظام کے وسیلے سڑکیں بنوائیں جو سفر اور آمد و رفت کی آسانی کے لئے کام دیتی تھیں اور دیگر بندوبست جو پہلے نہ تھے مہیّا کر دیئے تھے رومی سلطنت نے قومی حدود توڑ دی تھیں اور مختلف قوموں کے درمیان تعلق پیدا کرنے سے قومی مذاہب کی بندشوں کو کمزور کر دیا تھا +

رومی قانون نے سب کے واسطے انصاف کا دروازہ کھول دیا تھا اور کلیسیا اِس کے سایہ حمایت میں اپنے

بچپن میں بڑھتی گئی۔ شہنشاہ کا حُکم تھا کہ تمام مفتوح قومیں میری پرستش کریں۔ یہ حُکم مسیحیوں کے واسطے بجائے خود تو نہایت ہی مکروہ تھا اور وہ اس حکم کو اپنی تکالیف کا سب سے بڑا سبب سمجھتے تھے لیکن ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس اعتقاد نے بھی کیتھولک اعتقاد کا رستہ کھولا۔ کیونکہ اس حُکم نے جو سب کے واسطے یکساں تھا یہ عام خیال پیدا کر دیا کہ سب قوموں کا ایک ہی مذہب میں داخل ہونا ممکن ہے +

(۲) یونانی زبان اور یونانی خیال اور شائستگی تمام رومی سلطنت میں پھیلی ہوئی تھی اس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ مسیحی منادوں کے واسطے ہر مُلک میں منادی کرنی ممکن ہوگئی اور نیز انجیل کے نسخے بھی اکثروں کے مطالعہ میں آسکتے تھے۔ شہنشاہ روما کی رعیّت سے بہت لوگ جابجا یونانی یا لاطینی زبان سے واقف تھے اور بہت ایسے تھے جو دونوں زبانیں جانتے تھے۔ یونان کے مُلک نے گویا نجات دہندہ کو ایک بولی نذر کے طور پر پیش کی جس کے وسیلہ سے انجیل برحق نہایت درستی سے مختلف قوموں کے پاس پہنچ سکتی تھی اور جس کو تمام تعلیم یافتہ لوگ جانتے تھے +

بت پرست مذاہب اور فلسفے بدفعلی کی اُس طغیانی کو جو قوموں کی زندگی کو تباہ کر رہی تھی روکنے میں قاصر

ناچار تھی بدی نے مذہب کو مغلوب کر رکھا تھا اور بُتوں کی پرستش میں بدفعلی اور خونریزی دخل پا گئی تھی۔ مکّار فیلسوفوں کے باعث قومی مذہب حقیر ہو گیا تھا لیکن اُس کے عوض میں اُن کے پاس اور کچھ نہ تھا عوام الناس کے اخلاق میں کچھ ترقی پائی نہ جاتی تھی چند تعلیم یافتہ اور امیر لوگ قواعد فلسفہ کی پابندی سے اپنے تئیں ضبط کرنے کی طاقت رکھتے تھے لیکن عوام الناس کو اُن قواعد سے کچھ فائدہ نہ تھا ملکی قانون بھی اِس امر میں ناچار تھا اور اگرچہ اخلاقی کتابوں کی مدد ڈھونڈی جاتی تھی پر اُن کے مصنفوں کا چال چلن اِن تصانیف کو جھوٹا ٹھہراتا تھا ؎

جہان کے نجات دہندہ کے سوا اِن دَرد انگیز آفتوں کے لئے کوئی حکیم نظر نہ آتا تھا اور جب مسیحی مذہب کے وسیلے سے نئی زندگی آئی تو دُنیا نزع کی حالت میں تھی زندگی اور صحت فقط انجیل ہی میں پائی گئی اور لوگوں نے معلوم کیا کہ مسیحی مسائل اپنی بزرگی میں لاثانی ہیں پہلے سے دنیا کئی مشہور استادوں سے واقف تھی لیکن اُن میں کسی نے مسیح کی مانند کلام نہ کیا تھا اور نہ اُس وقت سے لے کر اب تک کسی نے کیا۔ یہ نیا مذہب سب قوموں اور شخصوں کے لائق ثابت ہوا۔ یہ مذہب اپنے اصل ہی سے عالمگیر تھا اور انسانی زندگی کے مختلف

انواع کی حاجتوں کو پورا کرنے کی بے حد طاقت رکھتا تھا اور یہی باعث تھا کہ لوگوں نے اُس کا منجانب اللہ ہونا مان لیا۔ انسان نے جو خدا کو پہچاننے کے لئے پیدا کیا گیا ہے فی الحقیقت اپنے خالق کی صورت اِس مذہب میں پہچانی ÷

دوسرا باب

رسولی بزرگ

ابتدائی مسیحیوں میں وہ لوگ جو رسولوں سے ہمکلام ہوئے اور اُن سے تعلیم پائی رسولی بزرگ کہلاتے ہیں اُن میں تین اوّل اور اعلےٰ درجہ کے سمجھے جاتے ہیں کیونکہ اُنھوں نے چند رسالے لکھے جو اب تک ہمارے پاس موجود ہیں اور بیش قیمت مسائل مندرج ہیں اُن مصنفوں کے نام یہ ہیں کلیمنٹ (Clement) اگنیشیس (Ignatius) اور پولی کارپ (Poly Corp) یہ سب مختلف مُلکوں کے رہنے والے تھے کلیمنٹ (Clement) روما کا بشپ تھا اگنیشیس (Ignatius) سوریہ کے انطاکیہ کا یعنے اُس کلیسیا کا جو غیر قوم مسیحیوں کا مادری شہر کہلاتا ہے۔ کیونکہ وہاں کے ایمان دار ابتدا میں مسیحی کہلائے۔

پولی کارپ (Poly carp) ایشیا کے شہر سمرنا کا بشپ تھا۔ باوجودیکہ یہ تینوں مختلف ملکوں کے رہنے والے تھے تاہم اُن کی تصانیف سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا ایمان ایک ہی تھا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شروع ہی سے مسیحی مذہب کا تھالک تھا +

(۱) روم کا کلیمنٹ

اغلب ہے کہ بزرگ کلیمنٹ (Clement) قیصر کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا لیکن اُس کی کوئی قابل اعتبار سوانح عمری موجود نہیں۔ وہ لائینس (Linus) اور کلیٹس (Cletus) کے بعد روما کا بشپ مقرر ہوا ایک خط جو روم کی کلیسیا نے قرنت کی کلیسیا کو لکھا اُسی کے نام سے مشہور ہے کلیمنٹ (Clement) جو مقدس پطرس کے شاگردوں میں سب سے مشہور ہے اسی خط کے باعث جو اُس نے قرنیتوں کو لکھا بزرگ کے القاب سے ملقب ہوا۔ یہ خط پولس کے دونوں خطوں سے جو اُس نے قرنتیوں کو لکھے بڑا ہے اور قرنت کی کلیسیا میں امن اور صلح بڑھانے کی غرض سے لکھا گیا تھا جھگڑے اور جدائیوں کی رُوح رسولوں کے زمانے ہی سے اس کلیسیا کی کمزوری کا باعث تھی اور جس وقت کلیمنٹ (Clement) اُن کو لکھ رہا تھا تو یہ کمزوری اُن میں

موجود تھی۔ یہ خط ۹۵ء کے قریب لکھا گیا اور مقدس یوحنا کی انجیل بھی اسی سال کے قریب لکھی گئی۔ قرنتیوں نے اس خط کی بہت ہی بڑی قدر کی اور اس کو پولوس رسول کے دونوں خطوں کے ساتھ خزانہ کی طرح رکھا اور عبادت عام میں پڑھتے رہے۔ بائبل کے دو ایک قدیم نسخوں میں یہ بھی شامل ہے۔ کلیمنٹ (Clement) اس قدر مشہور تھا کہ کئی اور تصانیف اس کے نام سے شائع کی گئیں لیکن صرف یہ رسالہ جو قرنتیوں کو لکھا گیا اس کی مستند تصنیف باقی ہے +

(۲) انطاکیہ کا اگنیشیس

اگنیشیس (Ignatius) شہید کا دوسرا نام تھیوفورس (Theophorus) تھا۔ بعض اس لفظ کا ترجمہ خداوند کا اٹھایا ہوا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگنیشیس (Ignatius) وہی چھوٹا بچہ تھا جس کو مسیح نے اپنی گود میں لیا تاکہ شاگردوں کے غرور کو کم کرے۔ لیکن اغلب ہے کہ اس لفظ کے معنے خدا کا رکھنے والا ہیں اور اس کو اگنیشیس (Ignatius) نے اس واسطے اختیار کیا کہ مسیح کا نام اس کے دل پر ہمیشہ نقش رہے۔ ٹریجن کی ایذا رسانی کے وقت دشمنوں کی توجہ اگنیشیس کی (Ignatius) طرف ہوئی اور روا

ہے کہ اگنیشیس شہر انطاکیہ (Antioch) میں شہنشاہ کے حضور پیش کیا گیا شہنشاہ نے حکم دیا کہ وہ روما بھیجا جائے اور تماشہ گاہ میں درندوں کے آگے ڈالا جائے اِس حکم کے بموجب دس سپاہیوں کی محافظت میں اگنیشیس اپنے سفر دراز کو روانہ ہوا۔ رستہ میں کئی کلیسیاؤں کے قاصد اُس کے پاس آئے اگنیشیس (Ignatius) نے اُن کی معرفت اُن کی کلیسیاؤں کو خط بھیجے۔ اُن میں سے سات خط ابھی تک موجود ہیں۔ وہ تمام مسیحیوں کو ترغیب دیتا ہے کہ وہ باہمی جھگڑوں سے بچے رہیں اور اپنے اپنے بشپوں کی تابعداری کریں اور پرسبٹروں اور ڈیکنوں کی بڑی عزت کریں۔ یہ خطوط شیریں کلامی سے پُر ہیں اور اُن سے اگنیشیس (Ignatius) کی دینداری اور اولوالعزمی ظاہر ہوتی ہے۔ وہ روما کے مسیحیوں کو لکھتا ہے کہ مجھے رہا کرا دینے کی کوشش نہ کرو بلکہ مجھے درندوں کا شکار ہونے دو تاکہ میں اس کے وسیلہ سے خدا کو حاصل کروں میں خدا کا گندم ہوں اور چاہتا ہوں کہ درندوں کے دانتوں سے پس کر مسیح کے لئے خالص روٹی بنوں۔ پھر وہ لکھتا ہے کہ میں مشرق سے مغرب کو آتا ہوں یعنے جائے طلوع سے جائے غروب کو اور جب میرا دَور ختم ہو جائے گا تو میں زمین پر غروب ہو کر آسمان میں طلوع کروں گا۔ اِس طرح سے یہ بہادر شہید روما پہنچا اور ایک بڑے تہوار

پر درندوں کے آگے ڈالا گیا۔ ہزارہا تماشائی اُسے دیکھ رہے تھے۔ پھر چند مسیحیوں نے اُس کی ہڈیوں کو جمع کیا اور انطاکیہ کو واپس لے گئے۔ روایت ہے کہ اگنیشیس (Ignatius) کی دلیرانہ موت کا ذکر سُن کر ٹریجن (Trajan) نہایت غمگین ہُوا اور ایذا رسانی کے موقوف ہونے کا حُکم دیا۔

(۳) سمرنا کا پولی کارپ

پرسبٹر پولی کارپ (Poly Carp) رسول مقدّس یوحنا کا شاگرد تھا۔ اُس پُرخطر زمانے میں مقدّس یوحنا نے پولی کارپ (Poly Carp) کو ایک معزز اور خوفناک عہدہ پر مقرّر کیا یعنے شہر سمرنا کا بشپ بنایا۔ پولی کارپ (Poly Carp) کی ولادت بھی اسی شہر میں ہوئی تھی۔ بعضوں کا خیال ہے کہ سمرنا کی کلیسیا کا فرشتہ جس کا ذکر کتاب مکاشفہ باب ۲ آیت ۸ - ۱۱ میں ہے پولی کارپ (Poly Carp) ہی تھا۔ اگر یہ سچ ہو تو یہ الفاظ کہ "تو مرنے تک ایمان دار رہ میں تجھے زندگی کا تاج دوں گا" اُس کے حق میں بڑے جلال کے ساتھ پورے ہوئے ایک موقع پر پولی کارپ (Poly Carp) شہر روما کو گیا تاکہ ایسٹر کے عید کی بابت وہاں کے بشپ سے مشورہ کرے۔ ایشیا کوچک کے مسیحی اپنے نجات دہندہ کے مصلوب ہونے کا دِن ہمیشہ یہودیوں کی ماہ نیسان

کی چودھویں تاریخ کو مانتے تھے جو فسح کے برّوں کے
ذبح ہونے کا بھی دِن تھا۔ اِس حساب سے جی اُٹھنے
کا دِن اُس کے دو دِن بعد ہوتا تھا۔ خواہ وہ کوئی دِن ہو۔
رومی مسیحی اُس کے برخلاف قیامت کی عید ہفتہ کے
پہلے روز یعنے خداوند کے دِن کو مانتے تھے اور مصلوب
ہونے کا دِن اُس سے پہلے جمعہ کو۔ رومیوں کا یہ دعویٰ
تھا کہ ہمارا مقدّس دِن پطرس کے حُکم کے موافق ہے
اور ایشیائی کہتے تھے کہ ہمارا مقدّس دِن یوحنّا سے
شروع ہوُا۔ پولی کارپ (Poly Carp) اور انی سی
ٹس (Anicetus) اِس اختلاف کو مٹا نہ سکے۔ لیکن
اِس امر کا ثبوت دینے کو کہ اگرچہ وہ اِس بات پر متفق
نہ تھے تاہم مسیحی محبّت اُن کے درمیان برقرار تھی پولی
کارپ (Poly Carp) نے انی سی ٹس (Anicetus)
کی درخواست کے مطابق اُس کے سامنے پاک شراکت کا
دستور ادا کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ مباحثہ طے ہُوا اور
رومیوں کا دستور مقدّم ٹھیرا اور یہ فیصلہ درست تھا
کیونکہ خداوند کی قیامت کا روز جس کی یادگاری ہر اتوار
کو کی جاتی ہے مسیحیوں کا بڑا دِن ہے اور لازم نہیں
کہ مسیحی یہودیوں کے دستور کے مقیّد رہیں۔ یہ عجیب
معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ کے مسیحی چھٹی صدی تک
ایشیائی دستور کے پابند رہے اور اِس سے یہ معلوم

ہوتا ہے کہ برطانیہ اور گال میں مسیحی مذہب ایشیا سے
پہنچا تھا۔ پولی کارپ (Poly Carp) نے فلپیوں کو ایک
خط لکھا جو ابھی تک موجود ہے۔ اِس میں مقدّس پطرس
کے پہلے خط میں سے بہت سے حوالے ہیں لیکن طرز
عبارت مقدّس یوحنا کا سا ہے اور اِس بات پر دلالت
کرتا ہے کہ وہ اُس کے شاگردوں میں سے تھا۔ پولی
کارپ (Poly Carp) کے شہید ہونے کا حال ایک
خط میں مفصل بیان کیا گیا ہے۔ یہ خط سمرنا کے مسیحیوں
نے دوسری کلیسیاؤں کے فائدہ کے واسطے لکھوا کر
بھیجا۔ شہادت کے وقت پولی کارپ (Poly Carp)
نہایت ہی سن رسیدہ تھا۔ لیکن اُس کی ہمت بالکل کم
نہ ہوئی تھی۔ جب سپاہی رات کے وقت اُس کی تلاش
میں اُس کے مکان پر پہنچے تو پولی کارپ (Poly Carp)
یہ کہہ کر کہ خداوند کی مرضی ہو اُن کے سامنے گیا اور اُن
کی دعوت کی اور دُعا کے واسطے مہلت مانگی اور دو گھنٹے
تک سجدہ میں رہا۔ بعد ازاں ایک گدھے پر سوار ہو کر
سمرنا کی طرف روانہ ہوا۔ اُس کی سن رسیدگی اور معزز
صورت کا حاکم کے دِل پر بڑا اثر ہوا اور اُسنے حتّی المقدور
کوشش کی کہ پولی کارپ (Poly Carp) کو بچائے لیکن
پولی کارپ (Poly Carp) نے شہنشاہ کے نام سے قسم
کھانے کا مطلق انکار کیا۔ حاکم نے اُس کی منت کی کہ

اپنے سفید بالوں کی عزت کر اور مسیح پر لعنت کر لیکن
پولی کارپ نے جواب دیا کہ چھیاسی برس میں نے مسیح
کی خدمت کی ہے۔ اور اُس نے مجھے کچھ نقصان نہیں پہنچایا
اب کیونکر میں اپنے بادشاہ اور نجات دینے والے کے
برخلاف کفر کہوں۔ اِس پر حاکم نے ناراض ہوکر حکم دیا
کہ وہ درندوں کے آگے یا آگ میں ڈالا جائے لیکن اِس
سخت حکم کا بھی اُس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ پولی کارپ
(Poly Carp) نے بڑے زور سے اقرار کیا کہ میں مسیحی ہوں۔ یہ
سُن کر عوام الناس پکارنے لگے کہ اُسے درندوں کے
آگے ڈالو لیکن حاکم نے اُس کے جلائے جانے کا حکم دیا۔
عوام الناس اور خاص کر یہودی لکڑیوں کے گٹھے تماشہ گاہ
میں لائے اور پولی کارپ (Poly Carp) خوشی سے چتا
پر کھڑا ہوگیا اُس نے پہرے والوں سے التماس کی کہ مجھے
مت باندھو کیونکہ خداوند مجھے کھڑے رہنے کی طاقت دیگا
جب آگ روشن کی گئی تو وہ اُس کے چوگرد جلتی رہی لیکن
اُس پر اثر نہ ہوا بلکہ اُس کا چہرہ اور بھی رونق دار ہو گیا۔
آخرکار ایک سپاہی نے تلوار سے اُسے شہید کیا۔ اِس طرح
پولی کارپ (Poly Carp) جان بحق ہوا اُنہی دنوں میں
اور بہت لوگ شہید ہوئے لیکن اُن کا مفصل حال لکھا
نہیں گیا روایت ہے کہ شہادت کے وقت یعنے ۱۶۶ء
میں پولی کارپ (Poly Carp) کی عمر سَو برس کی تھی +

پولی کارپ (Poly carp) مقدّس یوحنّا کا شاگرد اور آرِی نی اس (Irenaeus) کا اُستاد تھا اور اِس طرح وہ ہمارے خداوند کے زمانے اور تیسری صدی کے درمیان گویا وسیلہ ربط ہے۔ مقدّس یوحنّا اور پولی کارپ (Polycarp) کی دراز زندگیاں مسیحی مذہب کا سلسلہ ثابت کرنے کے لئے نہایت ہی کار آمد ہیں۔ آرِی نی اس (Irenaeus) کئی موقعوں پر اُن باتوں کا ذکر کرتا ہے جو اُس نے پولی کارپ (Poly Carp) اور دیگر بزرگوں سے سنی تھیں ✣

رسولی زمانہ کے بعد کی تحریریں

رسولی بزرگوں کے خطوط کے علاوہ بعض نہایت ہی قدیم مسیحی تحریریں موجود ہیں۔ اِن میں سے وہ مصنّف جن کے نام معلوم ہیں رسولی بزرگ کہلاتے ہیں۔ لیکن آج کل کے بڑے محقق اُن مصنّفوں کو دوسرے درجہ پر سمجھتے ہیں یعنے اُن کا درجہ رسولی بزرگوں اور مصدّقین مذہب کے درمیان ہے۔ اُن کے خصائل یہودیوں سے بہت کچھ مشابہت رکھتے ہیں۔ اِس قسم کے پانچ نسخے بعض پورے بعض ادھورے موجود ہیں ✣

(برنباس کا خط) یہ ایک رسالہ ہے جو کسی نے

یہودیوں کے برخلاف لکھا۔ اغلب ہے کہ اُس کا مصنّف شہر اسکندریہ کا کوئی یہودی تھا جو مسیحی ہو گیا۔ اس کا طرز عبارت عبرانیوں کے خط کے موافق ہے۔ لیکن اُس رسولی خط کی میانہ روی اس میں پائی نہیں جاتی اگر یہ خط فی الحقیقت رسول برنباس کی تحریر ہوتا تو ضرور نئے عہد نامہ میں جگہ پاتا۔ لیکن اس خط سے مطلق یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا لکھنے والا برنباس تھا۔ غالباً اس کا مصنّف کوئی اور برنباس تھا جو مسیح کے رسولوں میں شامل نہ تھا۔ یہ ممکن ہے کہ وہ اُن کا ہمعصر ہو +

(ڈیوگنیتس کے نام کا خط) اس کے مصنّف کا نام معلوم نہیں اغلب ہے کہ یہ خط دوسری صدی کے شروع میں لکھا گیا۔ خیالات کی خوبی اور طرز بیان کی عمدگی کے باعث یہ مسیحی مذہب کے قدیم زمانہ کی ایک نہایت ہی عمدہ یادگار ہے۔ لکھنے والا مسیحی مذہب کو ڈیوگنیتس کے پیش کرتا ہے اور اس کوشش میں مسیحیوں کی بردباری کی جو ظلم اُٹھانے کے وقت اُن سے ظہور میں آتی تھی نہایت ہی دلچسپ تصویر کھینچتا ہے +

بارہ رسولوں کی تعلیم

یہ ایک بیش قیمت رسالہ ہے ۔ اِس کتاب کا نام مدّت سے مسیحی عالموں کو معلوم تھا لیکن ۱۸۸۳ء سے پیشتر نہ تو یہ کسی کو دستیاب ہوُا اور نہ چھاپا گیا اِس کا پہلا حِصّہ دو راہوں کے نام سے نام زد ہے اور اِس میں مسیحی چال چلن کے قواعد مندرج ہیں اور راہِ حیات اور راہِ ہلاکت کا ذکر ہے ۔ دوسرا حِصّہ کلیسیائی قواعد کے بارے میں ہے اِس کتاب کی تاریخ تحقیق معلوم نہیں ہو سکتی ۔ تاہم یہ یقیناً کہا جا سکتا ہے کہ دوسری صدی کے پہلے پچیس سال کے اندر لکھی گئی اور ممکن ہے کہ نئے عہد نامہ کی بعض کتابوں سے پیشتر موجود ہو +

پی پیاس کی تفسیر

کلمات ربّانی کے بیان میں

اِس کا مصنّف پولی کارپ (Poly Carp) کا دوست اور شہر ہیرا پولس کا بشپ تھا ۔ اُس نے یہہ کتاب لکھی لیکن اب اِس کا کوئی نسخہ پایا نہیں جاتا ۔ علما خیال کرتے ہیں کہ یہ کتاب ہمارے خداوند کے کلام

کی تفسیر تھی۔ مورخ یوسی بی ئس (Eusebius) نے
جس کے زمانہ میں یہ کتاب موجود تھی اپنی تصنیفات
میں چند جملے اِس میں سے لئے ہیں اُن میں متی اور
مرقس کا ذکر ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اِس کے زمانہ
میں وہی انجیلیں موجود تھیں جو اِس زمانہ میں ہمارے
درمیان رائج ہیں ✦

ہرماس کا پاسبان

یہ بھی ایک قدیم رسالہ ہے آئی رینیس اِس
رسالہ کو پاک نوشتوں میں شامل سمجھتا تھا۔ بائبل
کے ایک نہایت ہی قدیم فہرستِ کتب میں یہ رسالہ
بھی شامل ہے اِس کا طرزِ عبارت مکاشفہ کی مانند
ہے اور مسائلِ مذہب یہود سے مشابہت رکھتے۔ ہیں
اِس میں کئی روائتیں اور تمثیلیں ہیں وہ احکام جو
اِس میں مندرج ہیں ایک فرشتہ کی معرفت جو پاسبان
کی صورت میں ہرماس (Hermas) مصنف کے پاس
آیا پہنچائے گئے تھے۔ اِسی باعث سے کتاب کا نام
پاسبان رکھا گیا ہے ✦

تیسرا باب

مسیحی خدمات اور نوشت

اعمال کی کتاب اور دیگر رسولی خطوط سے جو نئے عہد نامہ میں شامل ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مقدس رسول جب کسی شخص کو دینی خدمت پر مقرر کرتے تھے تو پہلے اُس پر ہاتھ رکھنے کی رسم ادا کرتے تھے۔ اِس طرح رسولوں کے علاوہ ابتدا ہی سے مسیحی خادموں کے دو اور ماتحت درجے قائم ہو گئے یعنے بشپ یا پرسبٹر اور ڈیکن۔ ہر کلیسیا میں یہ درجے مقرر ہو گئے مگر رسولوں کے زمانے میں ہم تین درجے دیکھتے ہیں اوّل رسول دوئم پرسبٹر یا بشپ سوئم ڈیکن۔ اور دوسری صدی کے اخیر میں ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تین درجے تمام کلیسیاؤں میں قائم ہو چکے تھے۔ لیکن بشپ کا خطاب جو پیشتر پرسبٹر کے ہم معنے تھا اب اُن کے لئے مخصوص ہوا جو رسولوں کے جانشین تھے ۔

دوسری صدی کے آخر میں کوئی کلیسیا ایسی نظر نہیں آتی تھی جس میں یہ تین درجے پائے نہ جاتے تھے جو مصنّف اُن کا ذکر کرتے ہیں وہ کامل یقین سے بیان

کرتے ہیں کہ فی الحقیقت بشپ رسولوں کے مقرر شدہ جانشین ہیں اور صحیح مسائل کے محافظ اور کلیسیا کی یگانگت کے ستون ہیں۔ گال اور افریقہ کی سرسبز کلیسیاؤں کی حالت جو ہمیں معلوم ہوئی اُن میں بھی تین درجہ موجود پائے جاتے ہیں۔ اب سوال یہ درپیش ہے کہ یہ تین درجے کہاں سے آئے اِن کا مقرر کرنے والا کون تھا۔ دو قدیم مصنّف ہیں جو اِس بات کی بابت گواہی دیتے ہیں یعنی آئرنیس۔ اور ٹرٹلین۔ پہلا گال کا رہنے والا تھا اور دوسرا افریقہ کا یہ دونو اپنی اپنی کلیسیاؤں کے قدیم مصنّف ہیں۔ آئرنیس لکھتا ہے ہم اُن کی تعداد گن سکتے ہیں جو کلیسیاؤں میں رسولوں کی معرفت بشپ مقرر کئے گئے اور نیز اپنے زمانہ تک اُن کے جانشینوں کی تعداد۔ وہ پھر کسی اور مقام پر لکھتا ہے کہ چونکہ اِس چھوٹی جلد میں تمام کلیسیاؤں کے شجرے لکھنا بڑا طول طویل ہوگا اس لئے میں روما کی رسولی اور عظیم الشان کلیسیا کا شجرہ لکھتا ہوں +

ٹرٹلین نوسٹکوں (Gnostics) کی بابت لکھتا ہے کہ اگر اُن میں طاقت ہو تو اپنی کلیسیاؤں کا آغاز بتلاویں اور اپنے بشپوں کا شجرہ کھولیں۔ کیا وہ یہ بتلا سکتے ہیں کہ اُن کے بشپوں نے ہمارے بشپوں کی طرح رسولوں یا رسولی بزرگوں سے اختیار پایا ہے۔

مگر ہماری کلیسیائیں ایسے شجرے رکھتی ہیں اور اپنے بشپوں کے اختیارات کا ثبوت دے سکتی ہیں۔ چنانچہ سمرنا کی کلیسیا بیان کرتی ہے کہ پولی کارپ کو مقدس یوحنا نے مقرر کیا روما کی کلیسیا کا دعوےٰ ہے کہ کلیمنٹ کو پطرس نے مقرر کیا۔ اسی طرح باقی کلیسیائیں اُن بزرگوں کے نام بتلا سکتی ہیں جن کو مقدس رسولوں نے اُن کلیسیاؤں کا بشپ مقرر کیا۔ ایسے بشپ صحیح رسولی تعلیم اور انتظام کو اپنی کلیسیاؤں تک پہنچاتے ہیں۔ مغرب کی ابتدائی کلیسیاؤں کی تواریخیں نہایت ہی ناکامل ہیں۔ چنانچہ اُن میں سے کسی میں بھی یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اٹلی گال ہسپانیہ افریقہ یا برطانیہ میں ایسی کلیسیا تھی جس میں کسی زمانہ میں بشپ نہ تھے۔ اِن تاریخوں سے یہ بھی صاف گواہی نکلتی ہے کہ بشپ رسولوں کے جانشین ہیں۔ دوسری صدی کے شروع ہی سے مشرقی ملکوں میں اُسقفی درجے مقرر ہو چکے تھے چنانچہ اگنی شس جو مقدس یوحنا کا شاگرد تھا ایک بشپ کے بعد جو مقدس پطرس کا مقرر کیا ہوا تھا انطاکیہ کا بشپ ہوا۔ اُس کے سات خطوط جن کے مستند ہونے میں کچھ شک نہیں اُسقفی درجہ کی ضرورت پر بہت ہی زور دیتے ہیں۔ اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ خادمانِ دین کے تین مذکورہ بالا درجے اگنی شس کی رائے

ہیں خدا کے مقرّر کئے ہوئے تھے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ اگر
کسی فریق میں یہ تین درجے نہ ہوں تو اُس فریق کا کچھ
حق نہیں کہ اپنے آپ کو کلیسیا کے لقب سے ملقب کرے
اُس کی تحریر میں سے فقط ایک مشہور حصّہ یہاں پر
لکھا جا سکتا ہے۔ جب وہ اپنی شہادت کی راہ پر چلا جاتا
تھا تو راستے میں سمرنا کی کلیسیا کو جس کا بشپ پولی کارپ
تھا اُس نے یوں لکھا۔ اندرونی پھوٹ کو ساری برائیوں
کی جڑ سمجھ کر اُس سے دور رہو۔ تم سب اپنے بشپ
کے پیرو بنو جس طرح مسیح اپنے باپ کا پیرو ہوا۔ اور
پرسبٹروں کی رسولوں کی طرح عزّت کرو۔ اور ڈیکنوں کی
ایسی عزّت کرو کہ گویا اُن کی عزّت کرنا خدا کا حکم ہے۔
کوئی آدمی کسی ایسے کام کو جو کلیسیا کے متعلق ہو بغیر
بشپ کی اجازت کے نہ کرے۔ وہی عشاء ربّانی جائز
سمجھی جاوے جس کو بشپ عمل میں لاوے یا کوئی ایسا
شخص جس کو بشپ نے مقرّر کیا ہو۔ کلیسیا ہمیشہ اپنے
بشپ کے ساتھ رہے جس طرح کا تھولک کلیسیا مسیح کی
حضوری پر موقوف ہے۔ بشپ کی منظوری بغیر بپتسمہ
یا محبت کا کھانا جائز نہیں جو امر بشپ کو منظور ہو وہ خدا
کو بھی منظور ہوگا اور یہی ایک طریقہ ہے جس سے تمہارے
سب کام دُرست اور جائز ٹھہرائے جا سکتے ہیں پس
ان گواہیوں کی بابت جو ہم نے اس قدیم بزرگ کی

تحریرات سے پیش کی ہیں شک کی جگہ بہت کم ہے اور
اس سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ ایشیا کے
بشپ مقدس یوحنّا سے اختیار پاتے تھے بلکہ اس سے
بڑھ کر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مقدس یوحنّا کے ساتھ
اور رسول بھی اس تقرر میں شامل تھے چنانچہ آئرنیس
اپنے اُستاد پولی کارپ کی بابت کہتا ہے کہ وہ نہ فقط
رسولوں کا شاگرد ہوا اور نہ صرف اُس نے ایسے کئی
شخصوں سے گفتگو کی جنھوں نے خداوند کو دیکھا تھا بلکہ وہ
ایشیائی رسولوں کی طرف سے سمرنا کا بشپ مقرر کیا گیا
پیشتر اس سے کہ نئے عہد نامہ سے حوالہ دینے کا دستور
جاری ہوا رسولی سلسلہ کی اس لئے عجیب قدر ہوئی کہ
اُسی کے وسیلے سے سچے مسائل اور روایات محفوظ رہے
اور اُسی کے وسیلے سے جھوٹے اُستادوں کی نئی تاویلات
کی تردید ہوتی رہی۔ بدعتوں کے برخلاف کلیسیائی معلم
یہ دعوےٰ کرتے ہیں کہ ہمیں ضرور ہے کہ رسولوں کے
مقرر کئے ہوئے بشپوں اور اُن کے جانشینوں سے رسولی
ایمان حاصل کریں۔ علاوہ رسولوں کے جو دورہ کرتے
ہوئے اکثر کلیسیاؤں کی نگرانی کرتے تھے ہم نئے عہدنامہ
میں ایسے اُسقفوں کا بھی پتہ پاتے ہیں جو اپنی اپنی
کلیسیاؤں میں رہ کر اس عہدہ پر ممتاز تھے۔ ظاہر ہے
کہ مقدس یعقوب اسی قسم کے اختیارات رکھتا تھا کیونکہ

یروشلم کی مجلس عام کے فتوے اسی کی معرفت مشتہر ہوئے اور اس سبب سے یقیناً کہا جا سکتا ہے کہ مقدس یعقوب یروشلم کا پہلا اُسقف تھا۔ اسی قسم کے اسقفی اختیارات مقدس پولوس نے تمطاؤس کو افسس کی کلیسیا پر اور طیطس کو کریٹ کی کلیسیا پر دیئے۔ بعض یہ سمجھتے ہیں کہ ایشیا کی سات کلیسیاؤں کے فرشتے جن کے نام کے خط مکاشفات کی کتاب میں ہیں اُن کلیسیاؤں کے مقامی بشپ تھے۔ اس بات کو ماننا کچھ دشوار نہیں کیونکہ اور مقاموں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایشیائی کلیسیاؤں میں دوسری صدی کے شروع ہی سے یعنی مقدس یوحنا کے زمانہ سے بشپ موجود تھے ✤

(۲) نئے عہد نامہ کے نوشتے

نیا عہد نامہ مسیحی کلیسیا کے ذریعہ سے پیدا ہوا۔ کلیسیا کی عمر کم از کم بیس برس کی تھی جب نئے عہد نامہ کی کتابیں لکھی جانی شروع ہوئیں۔ ابتدائی مسیحی تقریری تعلیم کو تحریری کی نسبت زیادہ معتبر سمجھتے تھے۔ جب تک وہ اشخاص جو مسیح کے ساتھ ہمکلام ہوئے یا اُن کے تابعین وفات نہ پا چکے اُن کی تصنیفات کی اتنی قدر نہ ہوئی جب بدعتیوں نے

دعوے کرنا شروع کیا کہ ہمارے پاس بھی سچی روائتیں موجود ہیں اُس وقت یہ ضرور ہوا کہ رسولوں کی تصنیفات مقابلہ کے لئے پیش کی جاویں لیکن جب تک گواہ خود زندہ رہے لکھی ہوئی سندیں دوسرے درجہ پر سمجھی جاتی تھیں +

وہ مقدس نوشتے جو پُرانے عہدنامہ سے امتیاز کرنے کی غرض سے نیا عہدنامہ کہلائے اور جن کو مسیحیوں نے شروع ہی سے مستند سمجھ رکھا تھا رفتہ رفتہ جمع ہو گئے۔ ابتدائی زمانہ میں نئے عہدنامہ کے مختلف خطوط اور اناجیل اور بہت سی دیگر قدیم کتابیں علیحدہ علیحدہ رائج تھیں اور مختلف جگہوں میں اکٹھی ہو رہی تھیں۔ چونکہ اس زمانے میں میل اور ملاقات کے وسائل دشوار اور ناکامل تھے اس لئے کئی سال تک کل کتابیں بعض بعض کلیسیاؤں کو دستیاب نہ ہوئیں۔ بالیقین کہا جاسکتا ہے کہ دوسری صدی کے آخر میں نئے عہدنامہ میں وہی کتابیں شامل تھیں جو آج کل ہیں۔ فقط بعض مُلکوں کی کلیسیائیں ان میں سے بعض کتابوں سے اُس وقت تک واقف نہ تھیں یا کسی باعث سے اُن کو مستند نہ سمجھتی تھیں۔ چونکہ ابتدائی مسیحی تصنیفات کے نسخے ہمارے پاس بہت کم ہیں۔ اور نیز اُن کے مصنف علم تحقیق میں چنداں دسترس نہ رکھتے

تھے اِس لئے نئے عہد نامہ کی کتابوں کی جمع ہو جانے
کی تواریخ کا بِل دُرستی سے معلوم کرنی نہایت ہی
مشکل ہے۔ سب سے پہلا مسیحی جو انجیل کے مصنّفوں
کا تذکرہ نام لے لے کر کرتا ہے ہیرا پولس کا بشپ
پی پیئس (Papias) ہے وہ متی اور مرقس کا
ذکر کرتا ہے۔ (سنہ ۱۳۰ء) جسٹن (Justin) کسی انجیل
نویس کا نام تو نہیں لکھتا تاہم چار انجیلوں کا ذکر کرتا
ہے جن کو وہ رسولوں کی سرگذشت کہتا ہے۔ اُس
کے طرز بیان پر غور کرنے سے کچھ شک باقی نہیں
رہتا کہ وہ انہیں موجودہ چار انجیلوں کی طرف
اشارہ کرتا ہے۔ دوسری صدی کے درمیان مُلک
اسور کے ایک مسیحی ٹے شئن (Tatian) نے
(سنہ ۱۷۰ء) انہیں چار انجیلوں کے بیان کو بترتیب
لکھا اور چند سال گذرے جو یہ کتاب دستیاب بھی
ہوگئی۔ مقدّس پولوس کے خطوط بہت جلد مروج ہو
گئے لیکن خطوط عام میں سے (یعنی یعقوب۔ پطرس
یوحنا۔ یہوداہ) بعض بہت عرصہ تک فقط کئی خاص
خاص جگہوں میں قبول کئے گئے تھے۔ اِس کا باعث یہ
تھا کہ بعض کلیسیائیں اُن سے ناواقف رہیں۔ پہلا
مسیحی جس کے پاس نئے عہد نامہ کا کل مجموعہ تھا
شہر قیصریہ کا ایک باشندہ بنام پمفائلس (Pamphilus)

تھا۔ یہ شخص ۳۰۹ء میں شہید ہوا کلیسیا کی پہلی کونسلیں جنھوں نے نئے عہد نامہ کی کتابوں کو مستند ٹھیرایا لیوڈسیا اور کارتھیج میں منعقد ہوئیں اُن کی تاریخیں ۳۶۳ء اور ۳۹۷ء ہیں۔ مذکورہ بالا کونسلوں میں سے دوسری نے موجودہ نئے عہد نامہ کو کمال یقین سے قبول کیا۔ مستند رسولی تصانیف کو جعلی کتابوں سے جدا کرنے میں ڈیوکلی شی اُن (Diocletian) کے ظلم عام نے (۳۰۳ء و ۳۱۲ء) خدا کے فضل سے بڑی مدد دی۔ اس نازک وقت میں مجبوراً مسیحیوں کو یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ کون سی کتابیں ہیں جن کو باوجود بڑے بڑے خطرے کے بچانا ضرور ہے اور کونسی کتابیں ہیں جن کے حوالہ کر دینے میں کچھ گناہ نہیں +

چوتھا باب

مسیحی کلیسیا اور رومی سلطنت

پہلے تین برس کے عرصہ میں مسیحی کلیسیا استقلال کے ساتھ رومی سلطنت کے سایہ حمایت میں ترقی

یہ ملک پھیلتی رہی۔ ان ابتدائی دنوں میں عوام النّاس مسیحی مذہب اور مذہب یہود میں کچھ امتیاز نہ کرتے تھے۔ چونکہ یہودیوں کا مذہب از روئے قانون جائز سمجھا گیا تھا اس لئے جب تک یہ غلطی درست نہ کی گئی۔ مسیحی بے خوف و خطر رہے۔ اُن کے نام ہی سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اِن کا مذہب یہودیوں کا ایک فرقہ ہے اور اِس نئے مذہب کے پیرو عوام النّاس کے نزدیک متعصب یہودی سمجھے جاتے تھے ۔

اغلب ہے کہ شہنشاہ کلاڈیس (Claudius) کے زمانے میں شاہی توجہ پہلی دفعہ مسیحیوں کی طرف راغب ہوئی۔ ایک رومی مورخ کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شاہی حکم جس کے باعث یہودی روما سے نکالے گئے اُن ہنگاموں کے باعث جاری ہوا جو یہودیوں اور مسیحیوں کے درمیان ہوا کرتے تھے لیکن نیرو (Nero) کے عہد سلطنت میں مسیحی اِس قدر مشہور ہوئے۔ اور عوام النّاس کے نزدیک ایسے مکروہ سمجھے گئے کہ شہنشاہ نے شہر کو آگ لگانے کا الزام اُن کے ذمّہ لگایا۔ مسیحیوں پر جو پہلا ظلم عام ہوا۔ وہ ایک تواریخی حادثہ کہا جا سکتا ہے۔ ضرور تھا کہ شہر کو آگ لگانے کے واسطے کسی نہ کسی کو سزا دی جاوے۔ مسیحی اُس زمانے

میں ایک حقیر جماعت تھے۔ اور ہر قسم کے جُرم کے
مرتکب سمجھے جاتے تھے۔ اس ظلم عام کے تشدّد پر بُت
پرست مورخ بھی گواہی دیتے ہیں۔ بعض مسیحی جنگلی
درندوں کے چمڑوں میں سیئے گئے۔ اور بعد ازاں کتوں
سے پھڑوائے گئے۔ بعض پر تیل ڈالا گیا۔ اور بلیّوں
کے ساتھ جکڑ کر آگ سے جلائے گئے۔ گویا وہ شاہی
باغ کو روشن کرنے کے لئے چراغ تھے۔ اس ظلم عام
کا شہر کی چار دیواری کے باہر حکم نہ تھا تاہم بادشاہ
کے نمونے پر سلطنت کے بہت سے حصّوں میں
ایذا رسانی ہوئی۔ اس کے تیس برس بعد ظالم
ڈومیشین (Domitian) کی توہمات نے مسیحیوں پر
دوسرا ظلم عام وارد کیا۔ اس ظالم نے ہمارے خداوند
کے بھائی یہودا کے پوتوں کو کنعان کے ملک سے
گرفتار کرکے بلوایا۔ لیکن اُنھوں نے حاضر ہوکر عرض
کی۔ کہ ہم تو سادہ مزاج دہقان ہیں اور شاہی تخت
کی طمع کرنا ہم سے بعید ہے۔ اُس زمانے کے مسیحی
ہمیشہ اپنے بادشاہ یسوع کا ذکر کرتے رہتے تھے۔
گمان غالب ہے کہ یہ ذکر اراکین سلطنت کے کانوں
تک بھی پہنچا اور بادشاہ کو شک ہُوا کہ مسیحی کسی
اور شخص کو بادشاہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس ظلم عام
کے برپا ہونے کا شاید یہی باعث ہُوا۔ اور اسی طرح

ممکن ہے کہ پہلے ظلمِ عام کا باعث یہ ہُوا ہو کہ مسیحی ایک آنے والی عدالت کا ذکر کرتے تھے جو بوسیدہ آگ کے ہونے والی تھی۔ اس ذکر کو سُن کر شہنشاہ نے خیال کیا کہ آگ کے لگانے کا باعث انہی لوگوں کو سمجھنا چاہیے۔ لیکن اب تک شہنشاہ نے یہ پالسی اختیار نہ کی تھی۔ کہ مسیحی مذہب کو بالکل دفع کردینا چاہیے۔ اس واسطے یہ دونوں ظلمِ عام چند روزہ تھے +

دوسری صدی کے قریب لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ مسیحی مذہب مذہبِ یہود سے بالکل مختلف ہے اور تمام جہان کی بادشاہت کا دعوے کرتا ہے۔ رومی سلطنت غیر مذاہب میں دست اندازی نہ کرتی تھی اور ہر قوم کو اپنے مذہب پر چلنے کی اجازت ہوتی تھی بشرطیکہ اُن میں شاہی مذہب یعنی شہنشاہ کی پرستش شامِل کرلی جاوے۔ اس کے برعکس مسیحی ہر قوم کے سامنے منادی کرتے تھے اور شہنشاہ کی پرستش سے بالکل منحرف تھے +

جب یہ معلوم ہونے لگا کہ سلطنت اِس مذہب کے باعث بڑے خطرے میں ہے۔ تب ضرور ہُوا کہ اس کے مٹانے کا تردّد کیا جائے اس لئے مسیحی مذہب مذہب یہود سے بالکل علیحدہ ہوگیا اور قانون کی رو سے ناجائز سمجھا گیا۔ یہ نہ فقط اِس لئے تھا کہ یہ مذہب

قانوناً ناجائز تھا بلکہ اس لئے بھی کہ یہ ایک خفیہ فریق تصور کیا گیا۔ شہنشاہ تریجن (Trajan) نے اپنی عہد سلطنت کے شروع میں ایک حکم پولٹیکل جماعتوں کے برخلاف جاری کیا۔ اُس کو یقین تھا کہ ایسی جماعتیں سلطنت کے حق میں خطرناک ہیں۔ اس امر کے متعلق باتھینا کے گورنر پلینی (Pliny) نے شہنشاہ سے مشورہ کی درخواست کی اور دریافت کیا کہ مسیحیوں سے کیا سلوک کرنا چاہئے۔ اُن کا شمار اُس کے صوبہ میں بہت تھا اور اُس نے اُن کے کل حالات دریافت کرنے کی کوشش کی تھی۔ سوائے اس کے کہ وہ سخت ضد کے ساتھ اپنے ایمان پر قائم رہتے تھے۔ اُس نے اُن میں کوئی جرم نہ پایا۔ پلینی نے شہنشاہ سے دریافت کیا۔ کہ آیا اُس مذہب کا مقلد ہونا جرم ہے یا نہیں۔ تریجن نے اس کے جواب میں لکھا کہ مسیحی مذہب جرم ہے اور جو آدمی اس مذہب میں شامل ہو مجرم کے طور پر سزا پاوے۔ ساتھ ہی اُس کے اُس نے یہ بھی لکھا کہ مسیحیوں کے برخلاف مخبروں کو دلیری نہ دینی چاہئے اور اگر کوئی مسیحی شہنشاہ کے نام پر قربانی چڑھائے تو وہ معاف کر دیا جائے جب قانون کا یہ حال ہو گیا تو مسیحی بالکل صوبیداروں کے قبضہ میں آ گئے۔ بعض جگہ کے حاکم اُن کو سخت

تکلیف دیتے تھے لیکن بعض حاکم مخبروں کی نہ سُنتے تھے اور مسیحیوں کی حمایت کرتے تھے۔ اس کے بعد کی صدی میں ظلم سلسلہ وار نہ ہوا۔ ایک صوبہ میں اُن پر ظلم ہوتا تھا لیکن دوسرے میں وہ لوگ امن کے ساتھ رہتے تھے۔ ترِیجن کی سلطنت میں مقدّس اگنیشیس (Ignatius) شہید ہوا وہ یوحنّا رسول کا شاگرد تھا اور ۷۰ء کے قریب انطاکیہ کا بشپ مقرّر ہوا۔ کسی موقع پر ترِیجن انطاکیہ کو گیا اور اگنیشیس اُس کے سامنے حاضر کیا گیا شہنشاہ نے حُکم دیا کہ وہ روما کے تماشہ گاہ میں درندوں کے آگے ڈالا جائے۔ جب شہادت کے لئے جا رہا تھا تو کئی کلیسیاؤں کے قاصد اس کے پاس آئے۔ اُس نے اُن کے ہاتھ سات خط مختلف کلیسیاؤں کو لکھے جو اب تک موجود ہیں٭

اگنیشیس کے سات مستند خطوط جو اُس نے اپنی شہادت کے سفر پر لکھے مسیحیوں کی تحریر کے خزانہ میں نہایت ہی بیش قیمت جواہر ہیں وہ اپنے خطوط میں اسقفی درجہ پر بہت زور دیتا ہے اور یہ امر بڑے غور کے قابل ہے جو اُس نے رومیوں کے نام کے خط میں لکھا۔ وہ شہید ہونے کی بڑی خواہش ظاہر کرتا ہے۔ اور اُن سے کمال

التماس کرتا ہے کہ مجھے بچا کے شہادت کا تاج مجھ سے نہ چھینو۔ وہ لکھتا ہے کہ میں مشرق سے مغرب کو آتا ہوں۔ یعنے آفتاب کے جائے طلوع سے اُس کی جائے غروب کی طرف۔ تا کہ میں بھی زمین پر غروب ہوکر آسمان میں طلوع ہوں +

عوام کا جاہلانہ جوش مسیحیوں کی بہت تکلیفوں کا باعث تھا جب زلزلہ یا قحط یا کوئی اور بڑی مصیبت وارد ہوتی تو عوام الناس یہ شور مچاتے تھے کہ مسیحیوں کو شیروں کے آگے ڈالو اور حاکموں کی مجال نہ ہوتی تھی کہ اُن کی خواہش کی مخالفت کریں۔ مسیحی لوگ بت پرستوں کے خیال میں آدمیوں اور دیوتاؤں کے دشمن تھے۔ اِس لئے ہر آفت کا باعث وہی لوگ سمجھے جاتے تھے اِس خرابی کے دُور کرنے کو شہنشاہ ھیدریان نے ایشیا کے صوبہ میں ایک حکم بھیجا جس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ مسیحی فقط عوام الناس کی خواہش یا واہیات شور و غل کی خاطر قتل نہ کئے جائیں۔ بلکہ اس کے برعکس انصاف پر عملدرآمد کیا جائے شہنشاہ انٹو نائنس پائس (Antoninus Pius) نے بھی اِس بات پر زور دیا۔ کہ مسیحیوں پر بیدینی کا الزام لگانے کے بجائے اُن کی دینداری کی نقل کرنا زیادہ

مشہور ہیں۔ پولی کارپ مقدس یوحنا کا شاگرد رہ چکا تھا۔ جب وہ شہید ہوا۔ تو اُس کی کلیسیا نے اوروں کی تقویت کے واسطے اُس کی شہادت کا احوال لکھ کر مشتہر کیا۔ لیکن خدا کے فضل سے پولی کارپ کی موت کا یہ نتیجہ ہوا کہ ظلم عام بند ہوگیا +

اُسی عہد میں ایک ظلم شدید مُلک گال میں شروع ہوا اُس کی کل کیفیت ایک خط میں مندرج ہے جس کو لائنس اور وئین شہروں کی کلیسیاؤں نے لکھا۔ گال کے مسیحیوں نے طرح طرح کے جسمانی عذاب سہے۔ بعض آگ میں ڈالے گئے۔ بعض مصلوب ہوئے بعض درندوں کے آگے پھینکے گئے۔ اور نیز۔ جو رومی حقوق رکھتے تھے وہ قتل کئے گئے۔ اِس ظلم عام کے شہیدوں میں سب سے مشہور بزرگ بشپ پوتھائنس (Pothinus) اور ایک لونڈی بنام بلاندینا (Blandina) تھے۔ بعد کے شہنشاہوں کے عہد میں بھی اسی طرح کبھی ظلم اور کبھی امن برپا رہا۔ اور یہ شہنشاہوں اور حاکموں کی طبعیت پر موقوف پر تھا۔ سیویرس (Severus) نے حکم جاری کیا۔ کہ کوئی شخص مسیحی مذہب اختیار نہ کرے۔ اِس حکم کے باعث شمالی افریقہ میں ظلم شدید برپا ہوا اور مقدسہ پرپٹوا (Perpetua) اور

اُس کے ساتھی شہید ہوئے اپنی مصیبت کا دلچسپ
قصہ اُس نے خود لکھا جو ابھی تک موجود ہے۔ اس
ظلم عام میں تمام مرد درندوں کے آگے پھینکے گئے
اور عورتیں ایک جنگلی ببر کے سامنے پھینکی گئیں۔ بی بی
پرپٹیوا نے ایسی ہمت دکھائی کہ اُس کے عذاب دینے
والے عاجز آگئے اپنے قاتل کی تلوار اُس نے خود اپنے
جگر میں لی اور تمام تکالیف سے رہائی پائی۔ لیکن ڈی
شیس (Decius) کے عہد میں مسیحی مذہب کے
بالکل دفع کرنے کی خاص کوشش کی گئی۔ کیونکہ رومی
اور مسیحی مذہب کا آیندہ یکجا رہنا ناممکن ثابت ہوگیا
یہ پہلا ظلم تھا جو ساری سلطنت میں ایک دفعہ وارد
ہؤا۔ بشپوں اور دیگر بزرگوں پر خاص حملے کئے گئے اور
اس سے یہ قوی اُمید کی گئی تھی۔ کہ جب بزرگ مارے
جاوینگے تو کل مذہب دفعتاً جاتا رہے گا۔ کلیسیا کے
واسطے یہ امتحان بڑا ہی سخت تھا۔ شہید بہت ہوئے
لیکن مرتدوں کا شمار بھی کچھ کم نہ تھا۔ خوش قسمتی
سے یہ ظلم عام فقط ایک سال رہا۔ لیکن اس
حکمت عملی کو ولے رین (Valerian) نے پھر
جاری کیا۔ اُس نے حکم دیا کہ کل خادمان دین مروا
دیئے جاویں۔ اور مختلف درجوں کے مسیحیوں کے
واسطے خاص خاص سزائیں مقرر ہوئیں۔ مگر ولے رین

کی حکمتوں نے اُس کلیسیا پر جو ڈومشی اِن (Domitian) کے ظلم کے امتحان میں گذر چکے تھے کچھ اثر نہ کیا مرتدوں کا شمار بہت ہی کم تھا۔ برعکس اِس کے شہیدوں کی دلیری تمام کلیسیا کو تقویت دیتی تھی۔ اور جلا وطن شدہ گروہیں حق کی پہچان چاروں طرف پھیلا رہی تھیں۔ کارتھیج کا مشہور بشپ سپرئین (Cyprian) اسی ظلم میں شہید ہُوا۔ اِس کے تین برس بعد ولیرین (Valerian) فارسیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہُوا اور اُس کی موت کے ساتھ ہی یہ ظلم عام بھی ختم ہو گیا +

شہنشاہ گالنیس (Galenius) نے جو ولیرین (Valerian) کے بعد تخت نشین ہوا ظلم کو حکماً بند کیا۔ اور تمام مسیحیوں کو جو جلا وطن کئے گئے تھے واپس آنے کی اجازت ملی۔ گویا مسیحی مذہب قانوناً ایک آزاد اور جائز مذہب سمجھا گیا۔ یہ امن چالیس برس تک رہا اور بڑی ترقی کا باعث ہُوا۔ عبادت گاہیں بڑی شان و شوکت سے تعمیر اور آراستہ ہوئیں۔ اعلیٰ درجہ کے لوگ مرید ہوئے اور علانیہ اقرار کرنے والے بادشاہ کے ماتحت بڑے بڑے مُلکی عہدوں پر مقرر ہوئے۔ یہاں تک کہ اُن میں سے بعض بڑے بڑے صوبوں کے حاکم بھی ہو گئے۔ لیکن اِس ظاہری ترقی

کے ساتھ روحانی زندگی اور ابتدائی سرگرمی میں
تنزل آگیا۔ لالچ اور تکبر نے کلیسیا میں جگہ پائی۔ اُسقفی
درجہ ایسا عظیم الشان سمجھا گیا۔ کہ لوگ اُس کی آرزو
کرنے لگے اور جھگڑے عام ہو گئے۔ جب کلیسیا ایسی
حالت میں تھی تو ظلم کا آخری طوفان دفعتہً اُس
پر آن ٹوٹا۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ پژمردہ بت پرستوں
کی کلیسیا کے برخلاف یہ آخری کوشش تھی۔
ڈایو کلیشن (Dioeletian) سلطنت کے
چار حصے کر چکا تھا۔ اِس لئے اِس طوفان کی شدّت
بعض حصّوں میں بہت کم تھی۔ مشرقی ممالک میں
یہ ظلم عام نہایت ہی شدّت سے جاری رہا۔ دو
یا تین برس پہلے فوج کے سب مسیحی سپاہی
موقوف کئے گئے تھے۔ چند حادثے شاہی شہر نیکومیدیہ
پر وارد ہوئے۔ جن کے باعث ظالموں نے اور بھی
اشتعالک پائی۔ شہنشاہ کے محل کے مقابل ایک
عالی شان گرجا تھا۔ بت پرستوں نے بلوہ کر کے
اُسے لوٹ لیا اور جلا دیا۔ دوسرے روز ظلم عام
کا حکم جاری ہوُا۔ کچھ عرصہ بعد ایک اور حکم نکلا۔ کہ
تمام مسیحی کتابیں جلا دی جاویں۔ اور مسیحیوں سے
شہنشاہ کے نام پر قربانی کروائی جائے۔ یہ حملہ پاک
کتابوں کے نسخوں پر نہایت ہی سخت تھا۔ کیونکہ جس

قدر نسخے دستیاب ہوئے وہ سب جلا دیئے گئے اُن
دنوں میں مسیحیوں پر اِس قدر ظلم ہوتا تھا کہ اُن
کے مخالف بھی ترس کھا کر اکثر اُن کو چھوڑ دیتے
تھے۔ بعض حاکم ظلم کرنے سے ایسے بیزار ہو گئے
کہ خود مسیحیوں کو بچنے اور کتابوں کے بچانے کی
حکمتیں بتلاتے تھے۔ شہیدوں کا شمار دریافت کرنا
ناممکن ہے۔ تاہم کم سے کم دو ہزار آدمی مارے
گئے لیکن وہ جنھوں نے فقط سزا پائی یا غلام
ہو گئے اُن سے کہیں زیادہ تھے۔ اُن کے نام فقط
دفتر الٰہی میں مرقوم ہیں۔ اِس زمانہ کے مشہور
شہیدوں میں انگلینڈ کا مقدس جارج (George)
اور مقدس آلبن (Alban) شامل تھے +

مغربی ممالک کا حاکم ایک شخص بنام کونس
ٹن شیئس (Constantius) تھا اِس کے بعد اُس
کا بیٹا کونس ٹن ٹائن (Constantine) حاکم ہُوا
اِن دونو نے ظلم میں سرگرمی نہ دکھلائی جب کونس
ٹن ٹائن مغربی ممالک کا بادشاہ ہُوا تو اُس نے
میلان کے شہر سے ایک حکم جاری کیا جس کے
وسیلے سے مسیحیوں کو کامل امن مل گیا۔ اِس کے
بعد پھر مسیحیوں پر ظلم نہ ہُوا۔ اِس سے بڑھ کر
کونس ٹن ٹائن (Constantine) نے علانیہ

کہ مسیحی خاموش رہنے والے بد مزاج اور نکمے ہیں۔ وہ لوگ عام کاروبار میں لوگوں سے اختلاط نہ رکھتے تھے اور جاہلوں کی بیہودہ خوشیوں میں بھی شامِل نہ ہوتے تھے۔ اِس علیحدگی کا باعث یہ تھا کہ ایسے سب موقعوں میں بتوں کے آگے قربانیاں چڑھائی جاتی تھیں۔ اور مسیحی اُن میں شامِل نہ ہو سکتے تھے۔ بُت پرستوں کی تمام نمائشیں بدفعلی اور بے رحمی کے باعث مکروہ ہو گئیں تھیں۔ مسیحیوں کو ایسی باتوں کی برداشت نہ تھی۔ بت پرست کہتے تھے۔ کہ یہ مسیحی مالیخولیہ کے مریض ہیں۔ حق تو یہ تھا کہ سوسائٹی ایسی بگڑی ہوئی تھی کہ اُس میں بلا تکلف شامِل ہونا ممکن نہ تھا +

قانون کے رُو سے مسیحی پوشیدہ سوسائٹیوں میں شامِل سمجھے جاتے تھے اور اس لئے سلطنت اِن سے خوف کھاتی تھی۔ لیکن وہ موت سے مطلق نہ ڈرتے تھے اور باوجود ہر طرح کے خطرے کے شہنشاہ کے سامنے قربانی چڑھانے سے سخت انکار کرتے تھے۔ از روئے قانون ایسا انکار سب سے بڑا جرم تھا۔ اور منکر کو موت کا سزاوار کرتا تھا۔ اور یہی باعث تھا۔ کہ بت پرست شہنشاہوں نے ظلم عام برپا کئے اب مصدقین کو ضرور ہوُا۔ کہ اِس الزام کی بھی تردید کریں۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم شہنشاہ کے سامنے قربانی چڑھانے سے

کی پرستش کرتے ہیں +

لیکن مصدقین نے فقط الزاموں کی تردید ہی پر قناعت نہ کی۔ وہ نہ فقط اپنا بچاؤ کرتے تھے بلکہ خود معترض بھی ہوتے تھے۔ مثلاً اُنھوں نے ثابت کیا کہ بت پرستوں کے فلسفے کے رُو سے بھی بہت خداؤں کی پرستش جن میں اِنسان کی سی نفسانیت اور بد فعلیاں پائی جاتی ہیں۔ محض جہالت ہے۔ بت پرست مصنفوں کی کتابوں میں کئی جگہ بتوں پر تمسخر پایا جاتا تھا۔ اور تعلیم یافتہ لوگ بتوں کی حقارت کرتے تھے۔ اِن باتوں کو پیش کر کے مسیحیوں نے پوچھنا شروع کیا کہ آیا تمہارے پاس اِن مسائل کے علاوہ جن پر تم خود ہنستے ہو۔ کوئی اور عمدہ مسئلہ ہے یا نہیں + آیا تمہارے پاس کچھ ایسے مسائل ہیں جن سے اِنسان کا مقتضائے روحانی پورا ہو۔ جھوٹ کو ترک کرنا کافی نہیں بلکہ اُس کی جگہ حق کو بھی اختیار کرنا چاہئے۔ گویا مصدقین نے ثابت کر کے دکھلایا کہ بت پرستوں کی تعلیم بالکل شکستہ تھی اور بنی آدم میں زندگی ڈالنے کے مطلق قابل نہ تھی +

اِس زمانہ کے مسیحی مصنف اپنے مذہب کی تائید میں معجزات رویا اور پیشین گویوں پر بہت زور دیتے

تھے۔ معجزات مذہب کی تائید میں تیسرے درجے پر سمجھے جاتے تھے۔ کیونکہ اُس زمانہ میں جادوگر قسم قسم کے شعبدے دکھلانے کا دعوے کرتے تھے اور عموماً جب معجزات کا ذکر ہوتا تھا تو لوگ اُن کو جادو کے ساتھ منسوب کر دیتے تھے۔ اس لئے پیشین گوئیوں۔ اور رویا پر بہت زور دیا گیا۔ عام لوگوں کے نزدیک مسیحی مذہب ایک نیا ڈھکوسلا تھا۔ لیکن جب پیشین گوئیاں ثابت ہوگئیں تو یہ معلوم ہوا کہ اس مذہب کی بنیاد قدیم زمانہ سے موجود ہے۔ پیشین گوئیوں سے مصدقین یہ بھی ثابت کرتے تھے۔ کہ مسیحی مذہب خدا کی طرف سے ہے۔ کیونکہ آیندہ کی خبر دینا خدا ہی کا کام ہے۔ اس کوشش کے سلسلہ میں یہ بھی پایہ ثبوت تک پہنچا۔ کہ مسیحی مذہب انسان کے مقتضائے روحانی کو پورا کرتا ہے۔ اور ہر مُلک اور ہر قوم میں روح انسانی مسیحی دعوےٰ کی تصدیق کرتی ہے۔ لیکن سب سے بڑھ کر جو دلیل کارگر ہوئی۔ وہ مسیحیوں کی پاک اور سادہ زندگی تھی۔ جس سے ثابت ہوا کہ فی الحقیقت اس مذہب کا پھل اُس کی سچائی کی بڑی دلیل ہے ؛

مذکورہ بالا مصنف دو قسم کے تھے۔ اوّل وہ

جو یونانی زبان میں لکھتے تھے۔ دوم وہ جن کی زبان
لاطینی تھی۔ دوسری صدی کے مصنّف عموماً یونانی
تھے۔ اور اپنی زبان میں لکھتے تھے۔ اُن کے دل
میں یونانی فلسفہ کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ اُن کا
طرزِ بیان نہایت ہی سنجیدہ اور عالمانہ تھا۔ اُن کی
بڑی کوشش یہ تھی۔ کہ قدیم فلسفوں میں حق کی تلاش
کریں۔ اور اُن میں سے مسیح کی طرف کے اشارے
نکالیں۔ سب سے قدیم مصنّف کو اڈرے ٹس
(Quadratus) اور اپرس ٹائی ڈیز (Aristides)
تھے جنھوں نے شہنشاہ ہیڈریان (Hadrian) کو
مخاطب کر کے مسیحیوں کا عذر بیان کیا اور روایت ہے
کہ اُنھیں کی تقریر کے سبب ہیڈریان (Hadrian)
نے مسیحیوں کے بچاؤ کا حکم دیا۔ اب کو اڈرے ٹس
(Quadratus) کی کتاب کا فقط تھوڑا سا حِصّہ باقی
ہے۔ جسٹن مارٹر نے شہنشاہ انٹو نائنس پائس
(Antoninus Pius) کو مخاطب کر کے دو کتابیں
لکھیں جو ہنوز موجود ہیں۔ جسٹن ۱۱۰ء کے قریب
سامریہ کے شہر شکم میں پیدا ہؤا۔ حق جوئی کی سرگرمی
میں یہ شخص لاثانی گذرا ہے۔ اُس نے کئی قسم کے
فلسفے پڑھے۔ لیکن تسلی نہ پائی کچھ عرصہ تک ستوئکی
(Stoicism) کا معتقد رہا۔ لیکن اپنے اُستاد

لا مذہب پاکر اس طریق سے انحراف کیا۔ بعد ازاں جسٹن ارسطو کے فلسفہ کا پیرو ہوا۔ لیکن جب اس کو معلوم ہوا کہ میرا اُستاد اجرت کا خواہاں ہے تو اس طریق سے بھی دست بردار ہوا۔ کیونکہ اُس کو یقین تھا کہ حق فروخت نہیں ہو سکتا۔ کچھ عرصہ بعد اُس نے فیثا غورث کی پیروی کرنی چاہی لیکن موسیقی علم ہیئت اور اقلیدس سے ناواقف ہونے کے باعث اُس مدرسہ میں داخل نہ ہو سکا۔ بعد ازاں اُس نے افلاطون کی پیروی کرنی شروع کی۔ اور کچھ تسلّی پائی اور اُمّید وار تھا کہ حق کو پہنچے۔ اسی اُمید میں سمندر کے کنارے اُس کی ایک سن رسیدہ آدمی سے ملاقات ہوئی اور اُس سے گفتگو ہوئی یہ شخص مسیحی تھا اُس نے کمال سنجیدگی سے جسٹن کو آگاہ کیا۔ کہ انسان اپنی تلاش سے حق کو حاصل نہیں کر سکتا۔ خدا کی پہچان خدا ہی سے مل سکتی ہے۔ اُس کی دلیلیں جسٹن پر غالب آئیں اور وہ مسیحی ہو گیا۔ لیکن اُس نے اپنا لباس نہ اُتارا اور مسیحی مذہب کی یہ کہکر منادی کرتا رہا۔ کہ یہی سچا فلسفہ ہے۔ اپنی دلیری کے باعث اُسے شہادت کا تاج نصیب ہوا۔ اس کی تصدیقی تحریرات میں بہت سے دلچسپ مضامین ہیں۔ اور اُن میں سے خاص

وہ ہے جس میں مسیحی عبادت کا دستور بیان کیا
گیا۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ سے
اِن دِنوں کی طرح پاک رفاقت مسیحی عبادت کا مرکز
سمجھی جاتی تھی اور ہر اتوار کو عمل میں آتی تھی۔ وہ
لکھتا ہے کہ مسیحی اپنی عبادت میں ورد پڑھتے ہیں
بعد ازاں وعظ۔ دُعا۔ حمد۔ شکر گذاری۔ خیرات
کی جاتی ہے۔ علاوہ اِس کے وہ لکھتا ہے کہ پاک
رفاقت کے پیالہ میں مے کے ساتھ پانی ملایا جاتا
ہے اور جماعت روٹی اور مے میں شریک ہوتی
ہے +

اتھینا گورس (Athenagoras) اور
میلائی ٹو (Melito) نے شہنشاہ اُوریلیس
(Aurelius) کو مخاطب کرکے تصدیقی رسالے
لکھے۔ اُس وقت کے قریب ٹیشن (Tatian)
اور تھیوفلس (Theophilus) نے بھی تصدیقی
رسالے لکھے۔ اسور کے باشندے ٹیشن کی اپالوجی
حقارت اور بد مزاجی کے کلمات سے پُر ہے۔ یونانی
مصدقین کا سِلسلہ کلیمنٹ اور اوریجن پر ختم
ہُوا۔ یہ دونو اسکندریہ کے بڑے عالم تھے +

لاطینی مصدقین خصوصاً تیسری صدی میں
تھے اُن کا طرزِ بیان یونانیوں سے مختلف ہے

اور وہ مبالغے کے ساتھ لکھتے ہیں۔ یہ لوگ عموماً قانون دان اور صاحب بلاغت تھے۔ بت پرستوں کا ذکر یہ لوگ بڑی دشمنی کے ساتھ کرتے ہیں۔ اُن کے خیال میں بُت پرستی کا موجد شیطان تھا۔ اور انسانی فلسفے محض گستاخی کا نتیجہ تھے۔ یونانی مصدق انجیل کی اُس آیت پر بہت زور دیتے ہیں جو کہتی ہے کہ ایک سچا نور ہے جو ہر شخص کو کہ دُنیا میں آتا ہے روشن کرتا ہے[1]۔ برعکس اس کے لاطینی مصدق اس بات پر زور دیتے تھے کہ جہان نے اپنی دانائی سے خدا کو نہ جانا[2]۔ لاطینی مصدقین میں سب سے پہلا منوشیس فیلکس (Minucius Felix) ٹرٹلین کا ہمعصر تھا۔ تیسری صدی میں سپرئن (Cyprian) بہت مشہور گذرا ہے۔ اور چوتھی صدی کے آغاز میں ارنوبی اس (Arnobius) نے ڈیوکلیشن (Diocletian) کے ظلم عام کے دنوں میں ایک کتاب لکھی۔ اُس کے بعد لکٹن ٹئیس (Lactantius) مصنف گذرا۔ یہ سب افریقہ کے باشندے تھے۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ پہلی صدیوں میں روما کی کلیسیا میں ہپولٹس (Hippolytus)

---

[1] یوحنا ۱-۹ [2] ۱ قرنتیوں ۱-۲۱

کے علاوہ کوئی مشہور مصنّف پیدا نہ ہوا۔ اِس شخص نے نوسٹکوں کی تردید میں ایک کتاب لکھی *

ٹرٹلین (Tertullian) شہر کارتھیج میں ۱۶۰ء کے قریب پیدا ہوا۔ اِس کا باپ فوجی افسر تھا اغلب ہے کہ ٹرٹلین نے وکالت کی تعلیم پائی۔ اور کچھ روز اِس کام کو کیا۔ اپنی جوانی میں بت پرستوں کی بدفعلیوں سے متنفر ہو کر اُس نے مسیحی مذہب اختیار کیا۔ تماشہ گاہوں اور نمائشوں سے اُس کو بڑی نفرت تھی۔ اِن سب کو وہ شیطان کا کارخانہ سمجھتا تھا۔ افریقہ کی کلیسیا میں اُس نے پرسبٹر کا عہدہ پایا۔ لیکن اپنے آخری دِنوں میں کلیسیا کی پاکیزگی اور مسیحیوں میں ریاضت جسمانی کی ترقی دینے کے لئے وہ مون ٹے نسٹوں (Montanists) کے فریق میں شامل ہو گیا۔ اُس کی تصانیف سے کلیسیا کو بڑا فائدہ پہنچا۔ مارشیئن۔ ویلنٹیانیئس پراک سیاس اور یہودیوں کے برخلاف اُس نے کتابیں لکھیں۔ اُس کی اپالوجی ایک عجیب کتاب ہے اِس کتاب میں وہ بادشاہوں سے درخواست کرتا ہے۔ کہ مسیحیوں کو اپنے مذہب پر قائم رہنے کی اجازت دی جائے۔ اور اُن سے منصفانہ برتاؤ کیا جائے۔ بت پرستوں کی بدیوں اور خرابیوں پر اُس

نے بڑے زور شور سے حملے کیے۔ اپنی کتاب کے آخر میں وہ لکھتا ہے۔ کہ شہیدوں کا خون کلیسیا کا بیج ہے۔ ٹرٹلین بڑا عالی ہمّت تھا۔ لیکن اُس کی طبیعت سخت اور ہمدردی سے خالی تھی۔ شہادت کا تاج اُس کو نصیب نہ ہؤا۔ اور سن رسیدہ ہوکر اُس نے تخمیناً ۲۲۰ء میں انتقال کیا +

پانچواں باب

دوسرا حصّہ

مخالف مصنّفین

ابتدا میں جو الزام مسیحیوں پر لگائے جاتے تھے وہ عموماً بازاری گفتگو کی مانند تھے۔ لیکن کچھ مدّت بعد سب کو معلوم ہو گیا کہ یہ مذہب فقط جاہلوں کا تعصب نہیں۔ بلکہ تعلیم یافتہ لوگ بھی اِس میں شامل ہوتے ہیں۔ جب یہ کیفیّت ہوئی۔ تو اِس مذہب کے برخلاف مخالفوں نے کتابیں لکھنی شروع کیں۔ اِن میں بھی عموماً وہی پُرانے اعتراض تھے جن کا بیان ہو چکا ہے۔ تاہم اِن کتابوں سے

مخالف عالموں کی رائے معلوم ہوتی ہے - چنانچہ ان میں مسیحیوں کی برادرانہ محبت - قیامت کے ایمان - اور عجیب مردانگی سے شہادت پانے پر زور دیا گیا ہے ؞

ان میں پہلا نام لوشین (Lucian) کا ہے - جو ایک مشہور ہجو لکھنے والا گذرا ہے - لیکن اُس کو مسیحی مذہب کا مخالف کہنا چنداں درست نہیں - وہ لکھتا ہے کہ مسیحیوں کو فریب دینا بہت ہی آسان ہے کیونکہ اس قوم میں تعصب اور جہالت بہت ہے - علاوہ اس کے وہ لکھتا ہے کہ یہ لوگ شہیدوں اور مذہب کے علانیہ اقرار کرنے والوں کی از حد عزت کرتے ہیں - باوجود ان سب باتوں کے لوشین (Lucian) مسیحیوں کی بڑی ہجو کرتا ہے ؞

مخالف مصنفوں میں سل سئس (Celsus) اور پورفری (Porphyry) بڑے مشہور گذرے ہیں - یہ دو تو نیو پلیٹونسٹ تھے - سل سئس کی تصنیف گم ہو گئی ہے - لیکن اوریجن (Origen) کا جواب موجود ہے جس سے کسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ سل سئس (Celsus) کا مضمون کیا تھا - اس امر پر کہ مسیحی اپنے مذہب کی اشاعت غریبوں کے سامنے کیا کرتے ہیں - وہ بہت زور دیتا ہے

لیکن اُن کی یہ عادت اُس کے خیال میں جہالت کا نشان تھی کیونکہ بت پرست فیلسوف عوام الناس کو بڑی نفرت سے دیکھتے تھے۔ وہ لکھتا ہے کہ جب مسیحی اپنے مذہب کی طرف ہمیں بُلاتے تھے تو یہ کہتے تھے۔ کہ ہمارے پاس وہی آوے۔ جو گنہگار اور نادان ہے۔ حالانکہ دوسرے مذہبوں کے پیرو ایسے آدمیوں کو مطلق نہیں بُلاتے۔ بلکہ یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم فقط اُنہیں کو شامل کرینگے جو کل داغوں سے پاک ہو اور نیکی اور راستی سے زندگی بسر کرتا ہو۔ مسیحیوں کا جاہلوں۔ گنہگاروں۔ غریبوں اور مصیبت زدوں کو اپنے مذہب کی طرف بُلانا سل سس کے نزدیک ایک تمسخر تھا۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ فیلسوفوں کے خیال میں مذہب فقط بے گناہوں اور عالموں کے واسطے ہے۔ پر حقیقت یہ ہے کہ اُس رُوح سے جو جاہلوں اور بد معاشوں کے دِل کو بدل کر نئی پیدائش دے سکتی ہے سل سس مطلق واقف نہ تھا ٭

مصنف پور فری (Porphyry) اِس اصول پر زور دیتا ہے کہ ہر قوم پر واجب ہے کہ اپنے مُلک کے دستورات کے مطابق خدا کی پرستش کرے لیکن وہ خود اِس بات کی تکذیب کرتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ وہ لوگ جو عوام الناس کی طرح خدا کی بابت

خیال کرتے ہیں بے دین ہیں۔ وہ ایک بت پرست کا ذکر کرتا ہے جس کی بیوی مسیحی ہو گئی۔ اُس شخص نے رمل کے وسیلے سے اپنی بیوی کے پھیر لانے کا طریقہ دریافت کیا تو یہ جواب ملا۔ کہ جب تیری بیوی ایک دفعہ ناپاک اور خدا کی منکر ہو چکی ہے تو تیرے لئے اُس کو دوبارہ رجوع کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ بہتے دریا کی سطح پر لکھنا یا ہوّا میں چلنا۔ پس تو اُس کو اُس کے مُردہ خدا کی پرستش کرنے دے۔ گو یہ جواب مسیحیوں کو ناپاک اور خدا کا منکر ٹھیراتا ہے۔ تاہم اُس سے یہ خوب ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے مذہب پر کیسا مضبوط اور قوی اعتقاد رکھتے تھے ✝

ہیرو کلیز (Hierocles) شہر اسکندریہ کا حاکم تھا ڈایو کلیشن (Diocletian) کے ظلمِ عام میں جو مصر میں نہایت شدت سے جاری رہا اس شخص نے بہت سرگرمی دکھلائی۔ وہ شہنشاہ کا صلاح کار تھا۔ اور اس سے بڑھکر اُس نے مسیحیوں کے برخلاف چند کتابیں بھی تحریر کی تھیں۔ اِس ظلمِ عام کے موقع پر ہیرو کلیز (Hierocles) نے مسیحیوں کو مخاطب کرکے ایک کتاب لکھی جس کا نام الفاظِ حق رکھا۔ جب ہم اُس کے الفاظ اور افعال پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا

ہے۔ کہ وہ کیسا بدذات تھا۔ نامی مخالفوں میں فقط وہی گذرا ہے جس نے مسیح کی خصلت پر عیب لگانے کی کوشش کی۔ اور اس سے بڑھکر ثابت کرنا چاہا کہ ٹینانہ کا اپولونئس بزرگی میں مسیح سے بڑھکر تھا۔ اِن سب مصنّفوں میں کوئی بھی ایسا نہیں گذرا۔ جس نے انجیل کی اشاعت کے باعث بیان کئے ہوں۔ حقیقت حال یہ ہے کہ اُن کے خیالات اور مذہبی مسائل کے بموجب اس بھید تک رسائی حاصل کرنا اُن کے لئے ناممکن تھا۔ اِن میں سے بعض کہتے تھے۔ کہ یہ مذہب دیوانگی اور فریب سے بھرا ہؤا ہے۔ اگر یہ تسلیم کیا جاوے تو پھر اس بات کا کیا جواب ہو سکتا ہے۔ کہ ہر قسم کے لوگ اِس مذہب میں کیوں داخل ہوتے تھے۔ عقلی لیاقت کے لحاظ سے ٹرٹلین اور اوریجن کے برابر اُس زمانہ کے بت پرستوں میں ایک بھی نہ تھا۔ اور باوجود اپنے اِس قدر علم کے یہ دونوں مسیحی تھے یہ لوگ نہ دیوانے تھے نہ فریبی تھے۔ یہ کہنا کہ یہ مذہب فریب سے پھیل گیا محض جہالت ہے۔ لیکن بت پرستوں کے پاس اِس کے سوا اور کوئی جواب نہ تھا ؛

چھٹا باب

ابتدائی بدعتیں

نئے عہد نامہ میں کئی پیشین گوئیاں جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بدعتوں کا برپا ہونا ضرور لازمی تھا۔ علاوہ اس کے نئے عہد نامہ کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُس زمانے میں بھی بدعتیں موجود تھیں چنانچہ پولوس اور یوحنّا کی تصنیفات سے صاف ظاہر ہے کہ ایبونیٹی (Ebonite) اور نوسٹک (Gnostic) بدعتوں کے بیج اُن کے زمانے میں اپنا مہلک اثر پیدا کر رہے تھے۔ اِن جھوٹی تعلیموں کی ترقی پائی مقدّس پولوس کے خطوط سے معلوم ہوتی ہے۔ گلتیوں کے خط سے جس میں مسائل یہود کی تردید ہے صاف ظاہر ہے۔ کہ اِن مسائل نے نوسٹی سزم کی صورت پکڑ کر افسس اور کلسّی کی کلیسیاؤں کو ستایا۔ رسولی خطوط سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مقدّس پطرس کے مخالف شمعون مجوسی کی جھوٹی تعلیم کے بعد مُقدّس یوحنّا کے خلاف سیرنتھس کی بدعت برپا ہوئی۔ انجیل کی تعلیم کی سادگی ایسے اشخاص

کے واسطے ٹھوکر کا باعث تھی اور وہ اپنے پُر غرور خیال کی تسلی کے لئے اُس میں اپنے خیالات اور تاویلوں کی آمیزش کرتے تھے ؛

۱- مذہب یہود

جو لوگ یہودیوں میں سے مسیحی ہوتے تھے وہ دو غلطیوں کی طرف بہت مائل تھے - پہلی غلطی یہ تھی کہ وہ سمجھتے تھے - کہ موسیٰ کی شریعت کی تابعداری جہان کے لئے ہر زمانے میں ضرور ہے اور وہ اِس شریعت کے ہر نقطہ اور دقیقہ پر بڑا زور دیتے تھے - نیز اُن کا یہ عقیدہ تھا کہ نجات شریعت کے پورا کرنے پر موقوف ہے دوسری غلطی یہ تھی - کہ وہ ہمارے خداوند کی الوہیّت کو نہ مانتے تھے - یسوع اُن کے نزدیک مسیح ہونے کی حیثیّت سے درجہ میں موسیٰ سے بڑھکر اور دوسرا شریعت دینے والا تھا - یہودی عوام مسیح کی بابت یہ خیال نہ رکھتے تھے کہ وہ خدا ہوگا - اِس لئے وہ مسیح کی الوہیّت کے دعوے کے شروع سے ہی مخالف تھے کلیسیا کے ابتدائی دِنوں میں جو مخالفت مسیحی مذہب اور مذہب یہود کے درمیان رہی تین طرح کی تھی - اوّل جو صدمہ پہلے پہل مذہب یہود کو پہنچا وہ یروشلم

کی کونسل سے نکلا جس میں مقدس یعقوب نے فتوے دیا۔ کہ اُن نو مریدوں کے واسطے جو غیر قوموں میں سے آتے ہیں۔ ختنہ کی ضرورت نہیں۔ اِس سے یہ نتیجہ نکلتا تھا۔ کہ موسوی شریعت ہر قوم اور ہر زمانہ کے واسطے نہیں۔ اِس کے بیس برس بعد یروشلیم کے مفتوح ہونے اور ہیکل کے مسمار کئے جانے سے موسوی رسومات کا گھر تباہ ہو گیا۔ اور اُس سے خدا کی یہ مرضی ظاہر ہوئی۔ کہ ہیکل کی عبادت آیندہ قائم نہ رہے۔ انجام کار برکوکب کے ماتحت یہودیوں کی آخری بغاوت کے بعد رومیوں نے اُن سے ایسا انتقام لیا۔ کہ اُن کی قوم کو قریباً تباہ کر دیا اور حکم دیا کہ اُس نئے شہر میں جو یروشلم پُرانی جگہ پر بنا کیا گیا تھا۔ کوئی یہودی داخل ہونے نہ پاوے۔ اُن کا مقدس شہر اُن کا نہ رہا۔ اُس کی زمین پر قدم رکھنے کی اُن کو ممانعت تھی۔ گویا اُس قوم کا فتوے اور جرم نامہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ اُن یہودی مسیحیوں کو جو اِن حقیقی اور قطعی فیصلوں کے بعد بھی اپنی موسوی رسومات سے لپٹے رہے بدعتی کہنا درست ہے +

یہودی بدعتوں کے دو بڑے حصے ہیں۔ اوّل ناصری۔ دوم ابیونی۔ ناصری اپنے عقائد میں

میانہ رو تھے اور سمجھتے تھے۔ کہ موسوی شریعت
پر عمل کرنا یہودیوں کا اعلیٰ حق ہے۔ جو غیر قوموں
کو نصیب نہیں۔ اُس کے مطابق یہ لوگ اُن لوگوں
سے جو غیر اقوام میں سے مسیحی ہوتے تھے موسوی
شریعت کی پابندی کی بازپرس نہ کرتے تھے۔ وہ
مسیح کی پیدائش کے معجزہ پر ایمان لاتے ہیں۔
لیکن اُس کی خدائی کا انکار کرتے تھے۔ اُن کے
پاس متی کی انجیل کا ایک محرّف نسخہ تھا +

ابیونیوں کا اعتقاد حق سے بہت بعید تھا۔
اُن کے خیال میں موسوی شریعت کی پابندی کل
دنیا پر فرض تھی۔ اس لئے یہ فرقہ مقدس پولوس
کی کل تعلیم کو ردّ کرتا تھا۔ تجسّم خدا کا بھی یہ لوگ
انکار کرتے تھے۔ اور مسیح کو یوسف اور مریم کا بیٹا
سمجھتے تھے۔ ان کا اعتقاد تھا کہ خدا کی روح کا اُس پر
خاص سایہ تھا۔ جو اُس کو تیل سے ممسوح ہونے
سے حاصل ہوئی۔ ایک عرصہ کے بعد ابیونیوں نے
نوسٹکوں کی کئی غلطیاں اختیار کر لیں۔ اور مسئلہ
صدور کے مقر ہوگئے۔ علاوہ اس کے اُنھوں نے جسمی
ریاضت کے چند فوائد بھی اختیار کئے۔ اس قسم
کے ابیونی نوسٹک کہلاتے ہیں +

قدیم زمانہ کی بعض جعلی کتابیں رسولی بزرگ

کلیمنٹ کے نام سے چلی آئی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوسری صدی میں لکھی گئیں اور اُن میں ابیونی مسائل کی آمیزش بہت پائی جاتی ہے۔ یہ کتابیں پہلے کلیمنٹائن ہولی کہلاتی تھیں۔ جن میں قصہ کے طور پر مقدس پطرس اور کلیمنٹ کا ذکر ہے۔ ایک دوسری صورت میں بھی کتاب کلیمنٹائن وعظ کہلاتی ہے۔ اِس میں پطرس کی فرضی تقریریں ہیں جو صوفیانہ خیالات سے پُر ہیں۔ مسیح اِس کتاب میں سچا نبی کہلاتا ہے۔ لیکن اُس کی الوہیت کا کہیں ذکر نہیں ✣

۲۔ نوس ٹی سزم

جب کہ وہ لوگ جو یہودیوں میں سے مسیحی ہوئے تھے اپنے نئے مذہب کو پُرانے مذہب کی اصلاح قرار دینے کی کوشش کر رہے تھے اور مسیح کو دوسرا موسےٰ کہنے کی کوشش کرتے تھے تو وہ نو مرید جو غیر قوموں سے آئے تھے دوسری قسم کی کوششوں میں لگے۔ وہ چاہتے تھے کہ بت پرستوں کے خیالات اور یونانی فلسفہ کو مسیحی مذہب میں داخل کریں۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ غلط تعلیم کی وہ مختلف صورتیں پیدا ہوئیں جن کو

مجملاً نوسٹی سزم کہتے ہیں۔ نوسٹک یہ دعوے کرتے تھے کہ ہمارے پاس مسیحی مذہب ہے وہ سچی اور اندرونی تعلیم اور حقیقی عرفان ہے جس تک عام مسیحی نہیں پہنچ سکتے۔ مسیحی مذہب کا یہ دعوے تھا کہ راہ حیات اور نجات ہر کس و ناکس کی سمجھ میں باسانی آسکتی ہے۔ سادگی کے برخلاف نوسٹک یہ کوشش کرتے تھے۔ کہ مسیحی مسائل کو ایسا پیچیدہ کریں۔ کہ فیلسوفوں کے علاوہ کوئی اور ان کو سمجھ نہ سکے۔ انجیل جلیل کا بڑا فخر ہے کہ اس کا سمجھنا ہر شخص کے واسطے ممکن ہے۔ لیکن ناسٹک اُس کے سیدھے اور سچے مسائل کو وہمی فلسفوں سے دھندلا کرتے تھے۔ اور ایمان کے بدلے علم کو مذہب کی بنا قرار دیتے تھے۔ اس فرقہ کے مسائل بہت قسم کے تھے۔ لیکن چند باتوں میں یہ کل جماعت بالکل متفق تھی۔ گناہ کے آغاز کے دریافت کرنے میں نوسٹکوں نے ڈیوالی ازم کے مسئلہ کو اختیار کیا۔ ان کا اعتقاد تھا۔ کہ گناہ مادہ میں ازلی اور لازمی ہے۔ اُس کا خلاصہ ان کے مذہب میں یہ تھا کہ وہ دنیا کو کسی نیک خدا کی صنعت نہ سمجھتے تھے۔ وہ یہ تعلیم دیتے تھے کہ موجودات کا مادہ سے مرتب کرنے والا ایک خدا بنام

ڈیمی اُرگُس تھا۔ علاوہ اِس کے اُن کا اعتقاد تھا
کہ پُرانا عہد نامہ بھی اُسی خدا کی طرف سے تھا۔
بعض نوستک اُس خدا کو نیک کہتے تھے۔ اور بعض
اُس کو بد سمجھتے تھے اور اس امر پر آپس میں بحث کرتے
تھے۔ مادے کو ازل سے بد سمجھ کر اُن کے لئے تجسّمِ
خدا کا ماننا ناممکن تھا۔ مسیح کے جسم کو اور اجسام
کی مانند اربعہ عناصر سے مرکب نہ سمجھتے تھے بلکہ
یہ کہتے تھے کہ اُس کا جسم صوری تھا۔ اور حقیقی
نہ تھا۔ اس مغالطہ کو ڈوسے ٹی سزم کہتے ہیں
اور یہ مقدس یوحنا کے زمانہ میں آغاز ہوا۔ مقدس
یوحنا نے بڑی سرگرمی سے اُس کی مخالفت کی۔ رُوح
کا مادے کی قید سے رہا ہونا نوستکوں کی اصطلاح
میں نجات کہلاتا تھا۔ اُن کا اعتقاد تھا کہ جسم اصل
میں بد ہے۔ اِس عقیدہ کے بموجب اُن میں سے
بعض قسم قسم کی سختی اور جفاکشی سے اپنے جسموں
کو کمزور کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ لیکن بعض
اِس کے بالکل برعکس عمل کرتے تھے۔ یعنے ہر طرح
کی بدفعلی سے اپنے جسم کی بے قدری اور بے عزتی
ظاہر کرتے تھے۔ جس کی نسبت اُن کا عقیدہ تھا کہ
وہ بذاتہ بُرا ہے اور بد معاشی کے ذریعہ سے اپنے
تئیں کمزور بناتے تھے مسیحی مذہب اور مذاہبِ یہود

و یونان اور روم سے نوس ٹی سزم کے جو لگاؤ تھے۔ اُن پر غور کرنے سے اِس بدعت کے مختلف فرقوں میں امتیاز ہو سکتا ہے۔ اِس سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ اِس بدعت کی کتنی مضرت تھی ؛

مسیحی نوستکوں میں مسئلہ ڈیمیارگ کسی قدر اعتدال کے ساتھ سمجھا گیا تھا۔ اُن لوگوں کا اعتقاد تھا۔ کہ ڈیمیارک کی طاقت محدود ہے لیکن وہ اُس کو محض بد نہ سمجھتے تھے۔ یہ لوگ جسم کی بُری خواہشوں کو بذریعہ ریاضت جسمی دباتے تھے۔ اِس فرقے نے اپنے اخلاق کی خوبی سے حقانیت کی بڑی مدد کی۔ مسیحی نوستکوں میں مارشئن بہت مشہور گذرا ہے۔ وہ پنٹس کے شہر سنوپی (Sinope) کے بشپ کا بیٹا تھا۔ یہ شخص پاک زندگی کا بڑا محب اور مذہب یہود کا سخت دشمن تھا۔ اِس دشمنی کے باعث اُس نے ایک نیا عہد نامہ تالیف کیا جس میں یونانی انجیل کا کچھ حصہ اور مقدس پولوس کے دس خطوط تھے۔ وہ پُرانے عہد نامہ کو بالکل رد کرتا تھا۔ اُس کی تعلیم کا اثر بہت دُور دُور تک پھیلا اور اُس کی اشاعت کے واسطے مارشئن نے بڑے دُور دراز کے سفر اختیار کئے۔ ایک مرتبہ جب وہ روما شہر میں اپنے مذہب کی اشاعت کر

رہا تھا۔ رسولی بزرگ پولی کارپ سے اُس کا مقابلہ ہؤا۔ پولی کارپ نے اُس کو سخت ملامت کی اور اُس کو شیطان کا پلوٹھا فرزند کہا۔ اُن نوستکوں کی جو مذہب یہود کی طرف مائل تھے یہ عجیب خاصیت تھی کہ وہ اپنے توہمات کو بے لگام دوڑاتے تھے۔ انہیں لوگوں نے مسئلہ صدور کو از حد بڑھایا۔ اُن کا اعتقاد تھا کہ یہ روحانی قوتیں ہائی تھاس سے ایک دوسرے کے بعد بتدریج برآمد ہوئی ہیں۔ اُن میں سے ایک نے مادہ کے ساتھ مرکب ہوکر ڈیمیارگ کو پیدا کیا پھر اُس ڈیمیا رگ نے مادے سے ظاہری جہان کو بنایا۔ بنی آدم کی نجات ڈیمیارگ اور مادے کے قبضہ سے ایک ایون بنام مسیح کے وسیلے ہؤا جو ایک شخص یعنے یسوع پر بوقت بپتسما نازل ہؤا اور اُس کے مصلوب ہونے کے وقت اُس کو چھوڑ کر چلا گیا۔ یہ طریق اوّلاً اسکندریہ کے بے سی لائی ڈیس (Basilides) نے ۱۲۵ء اور ۱۴۰ء کے درمیان ایجاد کیا اور اُس کو اسکندریہ کے ایک یہودی نے جس کا نام ویلنٹائینس (Valentinus) تھا روما میں جاکر زیادہ پھیلایا۔ اِن دونو مشہور یہودی نوستکوں نے مقدس یوحنا کی انجیل سے اپنے دعوے کے لئے آیات اخذ کیں

اُن کے ایسا کرنے سے انجیل کی قدامت ظاہر
ہوتی ہے ؛

یونانی نوستکوں میں اسکندریہ کا کار
پوکری ٹیز (Carpocrates) نہایت مشہور ہے
اس کے فرقہ میں بدفعلی از روئے مذہب جائز اور
درست تھی۔ اُن کا اعتقاد تھا کہ نیکی اور بدی میں
درحقیقت کچھ فرق نہیں بلکہ برعکس اس کے یہ
دونو باتیں ہر شخص کی رائے پر موقوف ہیں۔ ہر طرح
کی بدفعلی کے کرنے سے یہ لوگ جسم کی کم قدری
ظاہر کرتے تھے۔ علاوہ اس کے وہ کہتے تھے کہ مادہ
سے بنا ہوا جسم رُوح کو خراب نہیں کر سکتا کیونکہ
ان دونو میں کوئی حقیقی تعلق نہیں۔ اس خبیث
فرقہ کی بدفعلیوں نے مسیحی مذہب کو بڑا نقصان
پہنچایا۔ کیونکہ عوام اُن کو مسیحیوں میں شامل سمجھتے
تھے اور اُن کی بدفعلیاں دیکھ کر ناپاکی کا الزام
کل کلیسیا پر لگاتے تھے۔ بعض مصنفوں کے خیال
میں اوفائٹیس (Ophites) یا سانپ کے پوجنے
والے نوستکوں میں شامل ہیں۔ لیکن تاریخ سے
ثابت ہوتا ہے کہ یہ فرقہ مسیحی مذہب سے پیشتر
موجود تھا اُن کے طریق میں مذہب مشرکین سے
بہت سی باتیں لی گئی تھیں۔ اور مسیحی آمیزش

بہت کم تھی اس لئے اُن کا بیان کرنا کچھ ضرور نہیں ۔

۳- مونٹی نزم

یہ طریق دوسری صدی کے آخری نصف میں نکلا۔ اس کو نہ تو ہم بدعت کہہ سکتے ہیں اور نہ سزم یا تفرقہ کہہ سکتے ہیں۔ فی الحقیقت اس طریق کو بدعت کہنا جائز نہیں کیونکہ اس فریق نے کوئی ایسا مسئلہ ایجاد نہیں کیا جس پر بدعت کا الزام لگایا جائے۔ کئی طرح سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ مونٹی نزم۔ نوس ٹی سزم کی ضد تھی۔ کیونکہ ان دونو طریقوں میں سخت مخالفت تھی۔ جسطرح نوسٹیسزم مشرقی خیالات کا مجموعہ ہے۔ اسی طرح مونٹیسزم مغربی خیالات کا مجموعہ تھا۔ نوسٹکوں کا یہ خاصہ تھا کہ وہ اپنے خیالات کو بے لگام دوڑاتے تھے اور انجیلوں کی تاویل استعاروں کے طور پر کرتے تھے۔ اس کے برخلاف مونٹی نسٹ پاک نوشتوں کے بڑے پابند تھے اور اُن کے معنے بغیر کسی تاویل کے لفظی طور پر لیتے تھے۔ نوسٹک علم پر فخر کرتے تھے۔ اور انسانی عقل کو بڑا درجہ دیتے تھے۔ برخلاف اس کے مونٹی نسٹ عقل اور عقلی قوتوں کی کم قدری کرتے تھے۔ اس طریق کا موجد بنام مونٹےنس (Montenus) فریجیہ کے صوبہ کا

...منده تھا اور اوائل عمر میں سیبلی دیوی کا پوجاری رہ چُکا تھا اِس باعث سے اُس کو راز آمیز اور پُر سرور عبادت کی عادت تھی۔ اُس نے دعوےٰ کیا کہ میں رُوح القدّس کا آلہ ہوں اور کلیسیا کو اُس کی تکالیف میں تسلّی دینے کو بھیجا گیا ہوں وہ اور اُس کے ساتھ کی دو عورتیں بنام پرسکلا (Priscilla) اور میکسیملا (Maxemilla) جو اپنے تئیں نبیّہ کہتی تھیں منادی کرتی پھرتی تھیں۔ کہ مسیح کی دوسری آمد نزدیک ہے۔ بہتوں نے کمال شوق سے اُن کی دلائل کو قبول کیا اور اُن باتوں کو جو وہ وجد کی حالت میں کہا کرتی تھیں رُوح القدس کے الفاظ سمجھا +

مون ٹی نسٹ نبوت کی بڑی قدر کرتے تھے۔ اُن کا اعتقاد تھا کہ نبوت کرنے کی قابلیّت اور قوّت نبوّت کرنے والے کی ذات سے بالکل علیحدہ ہوتی ہے۔ اِس سے یہ مراد تھی۔ کہ نبی نبوّت کرتے وقت اپنے الفاظ پر کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ اِس مطلب کے ادا کرنے کو وہ مطرب اور بربط کی مثال فرض کرتے تھے۔ یعنی جس طرح بربط مطرب کے اختیار میں ہوتا ہے اُسی طرح نبی الہام کی حالت میں رُوح القدس کے اختیار میں ہوتا ہے +

الہام کی یہ تعریف اُنھوں نے بت پرستوں سے لی تھی۔ اِس خیال کو مسیحی تعلیم سے بہت کم لگاؤ تھا۔ اُن کے زمرہ کے عالم اور جاہل نبوت کا دعوےٰ کرتے تھے اور اپنے تئیں رُوح القدس کے اوزار بتلاتے تھے ✤

جس زمانہ میں مسیحیوں پر قسم قسم کی مصیبتیں وارد ہو رہی تھیں مون ٹی نسٹوں نے مسئلہ ملی نیم یعنی ہزار برس کی بادشاہت کی منادی شروع کی۔ موجودہ تکلیفات کے باعث اکثر مصیبت زدہ مسیحیوں نے اِس راحت بخش خیال کو قبول کر لیا۔ اِس مسئلہ کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ ہزار برس کا ایک عرصہ ایسا شروع ہونے کو ہے کہ اُس میں تمام مسیحی بڑی راحت اور دبدبہ کے ساتھ اپنے دشمنوں پر حکمران ہونگے۔ ایسے خیالات اُس زمانہ میں بہت رائج تھے مون ٹی نسٹ اِس خاص مسئلہ کے ایجاد کرنے والے نہ تھے۔ اُنھوں نے فقط اوروں سے اُس کو لیا تھا کچھ عرصہ کے بعد یہ مسئلہ بدعت سمجھا گیا۔ اور جب اُس کے پورے ہونے میں دیر لگی تو مون ٹی نسٹوں نے بھی اُسے چھوڑ دیا ✤

اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ایک طرح سے مون ٹی نِسٹم ایک نہایت ہی عمدہ

طریق تھا۔ کیونکہ روز مرہ کی عام چال و چلن کی درستی پر اِس فرقہ کی تعلیم میں بہت زور دیا جاتا تھا۔ اور اُس کے پورا کرنے میں یہ لوگ نہایت ہی سرگرم تھے۔ اُن کو اِس بات کا بہت ڈر تھا کہ مبادا مسیحی کلیسیا پاکیزگی میں تنزل کر جائے۔ اور فی الحقیقت یہ ڈر بے بنیاد نہ تھا اِن لوگوں نے روز مرہ کی چال چلن کی ہدایت کے واسطے قانون مرتب کئے۔ بپتسمے کے بعد اگر کوئی شخص کسی خفیف گناہ کا مرتکب ہوتا تو اُس کو سخت توبہ کرنی پڑتی تھی اور پھر عشائے ربانی میں شامل ہونا نصیب ہوتا تھا۔ لیکن بڑے گناہوں کے کرنے والے کسی صورت میں شامل نہ کئے جاتے تھے۔ چونکہ مون ٹی نسٹوں کی رائے میں بپتسمہ کے بعد کے گناہ نہایت نفرتی اور ناقابل عفو تھے۔ اِس لئے یہ لوگ بچوں کو بپتسمہ دینے سے مطلق انکار کرتے تھے ؛

روزوں کے احکام اِن لوگوں کے ہاں نہایت ہی سخت تھے۔ موجودہ کلیسیا کا سالانہ لِنٹ (یعنے ایام روزہ) انھیں لوگوں سے لیا گیا ہے۔ کِسی شخص کو دوبارہ نکاح کرنے کی اجازت نہ تھی اِس امر میں اُن کا اثر کاتھلک کلیسیا پر بہت ہوا۔ چنانچہ کلیسیا نے کئی صدیوں تک دوسری شادی

کی مذہبی طور پر عمل میں آنے کی اجازت نہ دی لیکن اس موقع پر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ دوبارہ شادی کرنے والوں کو کلیسیا خارج نہ کرتی تھی ؛

مون ٹی نسٹوں کی بڑی آرزو یہ تھی کہ تمام گنہگاروں کو تارج کرکے اپنے تئیں پاک کلیسیا بناویں۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ اُن کے دل فریسیوں کے سے ہو گئے۔ اُنھوں نے اپنے تئیں روحانی جماعت سمجھ کر باہر والوں کو جسمانی اور حقیر سمجھنا شروع کیا؛

مون ٹی نسٹم نے مغربی ممالک میں بڑا عروج پکڑا۔ فی الحقیقت اس طریق کے مسائل ایسے تھے کہ آدمی کے دل کو بہت کھینچتے تھے۔ ہم ذکر کرچکے ہیں کہ وہ زمانہ کلیسیا کے واسطے بڑی تکلیف کا تھا۔ پس مصیبت زدہ مسیحی یہ سُنکر کہ مسیح جلد آنے والا ہے تسلّی پاتے تھے علاوہ اس کے اُس زمانے میں بد فعلی بہت ہی پھیلی ہوئی تھی۔ وہ لوگ جو مُروّجہ ناپاکیوں سے متنفّر تھے لیکن خدا کی بخششوں کے واجبی استعمال کو نہ سمجھتے تھے وہ اس طریق کی جسمانی ریاضت کو دیکھ کر نہایت ہی خوش ہو۔ تھے۔ کمزور دل والے اس طریق کے سخت او باریک قانون کو بہت پسند کرتے تھے۔ کیونکہ عام اور وسیع اصول عموماً۔ کمزور آدمیوں کو پسند نہیں

آتے۔ وہ لوگ جن کی طبیعتوں میں بہت جوش تھا۔ رُوح القدس پاتے اور حالت وجد میں ہونے کی خواہش سے اس فرقہ میں شامل ہو جاتے تھے۔ اور جو مغرور تھے اس فرقہ کو پاک اور بے داغ کلیسیا سمجھکر اُس میں شامل ہو جاتے تھے۔ جب کہ اس طریق میں مختلف قسم کے لوگوں کو خوش کرنے کے اتنے سامان موجود تھے تو کچھ جائے تعجب نہیں کہ اُس کا اثر اتنی دُور دُور تک پہنچا۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس طریق کی رونق زیادہ ترٹرٹلین کی لیاقت اور عالی دماغ کے باعث تھی۔ ٹرٹلین اپنی زندگی کے آخری دنوں میں مون ٹی نسٹ ہو گیا اُس نے اس طریق کے تمام فضول مسائل کو نکال ڈالا اور عموماً باقی زیادتیوں کے کم کرنے میں کوشش کی۔ اُس کی کوششوں سے اس فرقہ کے مسائل کی ایک معقول صورت بن گئی۔

۴ ۔ منکیئن

اسکندریہ کے بڑے عالموں کی لیاقت اور سرگرمی کے وسیلے نوس ٹی سزم کی غلطیاں اپنی جائے ولادت ہی میں تباہ ہو گئیں۔ لیکن تیسری صدی میں وہی پُرانی غلطیاں جو ایک دفعہ زک

پا چکی تھیں منکیئن بدعت کی صورت میں پھر زندہ ہوئیں۔ منکیئں عقائد کی خصوصیت وہی قدیم مسئلہ تھا جس کو ڈوُالسٹک ڈاکٹرن کہتے ہیں جس سے یہ مراد ہے کہ زمانہ ازل سے دو مختلف اور مخالف اصول یعنے نور اور تاریکی موجود چلے آتے ہیں۔ اور اُن کے درمیان قدیمی دشمنی ہے ❖

منکیئن عقائد مذہب زردشت اور بدھ مذہب سے اخذ کئے گئے تھے۔ یہ بدعت فارس سے نکلی جو مذہب زردشت کی جائے ولادت تھی۔ اس زمانہ میں یہ عام گمان تھا کہ منکیئن عقائد مذہب زردشت کی اصلاح کرتے ہیں۔ اور اگر اُن میں مسیحی مذہب کی کچھ آمیزش ہو تو لوگ بآسانی اُسے قبول کر لیں گے۔ اس طریق کا موجد بنام مانی (Mani) فارس کا باشندہ اور پوجاریوں کی ذات میں سے تھا۔ مسیحی ہو کر اُس کے دل میں یہ خیال آیا کہ وہ موعودہ تسلی دینے والا جس کا ذکر مسیح نے کیا مجھے مل چکا ہے۔ اس سے بڑھ کر اُس کا یہ دعوےٰ تھا کہ مسیحی مذہب کو یہودیوں کے عقائد کی قید سے رہا کر کے کلیسیا کو کامل علم پہنچانا میرے سپرد کیا گیا ہے۔ کامل علم سے اُس کا اشارہ پہلے قرنتیوں کے ۱۳ باب ۱۰ آیت کی طرف تھا ❖

مانی نے اپنے مسائل ایک کتاب میں شائع
کئے جس کا نام تعلیم اصول مانی تھا۔ یہ کتاب
منکیوں کی کتاب مقدس ہو گئی اپنی بڑی لیاقت
کے باعث یہ شخص فارس کے بادشاہ شاپور
(Sapor) کا عزیز دوست ہو گیا۔ لیکن
پوجاریوں کی دشمنی اور سازش کے باعث شاپور
نے مجبوراً اس کو جلا وطن کر دیا۔ اس حالت میں
مانی ہندوستان کو آیا اور یہاں بُدھ مذہب کی
تعلیم حاصل کی۔ اس مذہب کے چند حصے اس
نے اپنے ایجاد کئے ہوئے مذہب میں شامل کر
لئے۔ جب وہ اپنے مسائل کو اس طرح بڑھا
کے فارس کی طرف واپس آیا تو اُس کو پھر پجاریوں
کی دشمنی اور مخالفت کا مقابلہ کرنا پڑا۔ آخرکار اُس
کا اُن کے ساتھ ایک مباحثہ ہوا۔ جس میں وہ بدعتی
قرار دیا گیا اور ۲۷۷ء میں زندہ حالت میں اُس
کی کھال کھینچی گئی۔

منکیوں کے درمیان ایک عجیب انتظام تھا
اس طریق کے پیرو دو قسم کے تھے یعنی سامعین
اور برگزیدہ۔ برگزیدہ اپنے موہنہ ہاتھ اور دِل
پر قرضی مہریں کیا کرتے تھے جن سے یہ مراد
تھی کہ ہم کسی قسم کا گوشت نہ کھاویں گے ہر نوع

کی شراب سے پرہیز کریں گے۔ تمام دستکاریوں سے باز رہیں گے اور مطلق عورت کے نزدیک نہ جائیں گے۔ سامعین پر ایسی سخت بندشیں نہ تھیں۔ زندہ جانوروں کے مارنے سے اُن کو باز رہنا پڑتا تھا اور برگزیدوں کی خدمت کرنی پڑتی تھی۔ اُن کے پجاریوں کے مراتب کی یہ تفصیل ہے۔ ایک سردار بارہ اُستاد ۷۲ بشپ۔ علاوہ اِن کے پریسٹ اور ڈیکن بھی ہوتے تھے جن کو بشپ مقرّر کرتے تھے۔ یہ لوگ اتوار کو روزہ رکھتے تھے اور دُعا میں آفتاب سے مخاطب ہوتے تھے جس کو مسیح کی قوت کا نمونہ سمجھتے تھے۔ برگزیدوں کی عبادت پوشیدہ ہوتی تھی آگسٹن Augustine مسیحی ہونے سے پہلے نو برس تک اس فرقہ میں شامل رہ چکا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ اُن کی عبادت میں پاک رفاقت شامل ہے۔ عوام النّاس اُن کی پوشیدہ پرستش کو بڑے شک سے دیکھتے تھے۔

۵۔ مونارکیان ازم

اریَن مباحثہ سے پیشتر بھی مسئلہ تثلیث کی طرف بہت لوگوں کی توجّہ ہو گئی تھی۔ اس مباحثہ سے پیشتر کئی اولوالعزم معلّموں کی خواہش تھی کہ بُت پرستوں

کی شراب سے پرہیز کریں گے۔ تمام دستکاریوں سے باز رہیں گے اور مطلق عورت کے نزدیک نہ جائیں گے۔ سامعین پر ایسی سخت بندشیں نہ تھیں۔ زندہ جانوروں کے مارنے سے اُن کو باز رہنا پڑتا تھا اور برگزیدوں کی خدمت کرنی پڑتی تھی۔ اُن کے پجاریوں کے مراتب کی یہ تفصیل ہے۔ ایک سردار بارہ اُستاد ۷۲ بشپ۔ علاوہ اِن کے پریسٹ اور ڈیکن بھی ہوتے تھے جن کو بشپ مقرر کرتے تھے۔ یہ لوگ اتوار کو روزہ رکھتے تھے اور دُعائیں آفتاب سے مخاطب ہوتے تھے جس کو مسیح کی قوت کا نمونہ سمجھتے تھے۔ برگزیدوں کی عبادت پوشیدہ ہوتی تھی آگسٹن (Augustine) مسیحی ہونے سے پہلے نو برس تک اِس فرقہ میں شامل رہ چکا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ اُن کی عبادت میں پاک رفاقت شامل ہے۔ عوام الناس اُن کی پوشیدہ پرستش کو بڑے شک سے دیکھتے تھے۔

۵۔ مونارکیان ازم

ایرین مباحثہ سے پیشتر بھی مسئلہ تثلیث کی طرف بہت لوگوں کی توجّہ ہوگئی تھی۔ اِس مباحثہ سے پیشتر کئی اولوالعزم معلّموں کی خواہش تھی کہ بُت پرستوں

تھا کہ باپ اور بیٹا ایک ہی ہیں۔ لیکن جسم اختیار کرنے کے باعث اِسی اقنوم کا نام بیٹا رکھا گیا ہے۔ یہ فرقہ پیٹری پیسیئن کہلاتا تھا وہ یہ سمجھتے تھے کہ مسیح کے دُکھ اُٹھاتے وقت باپ نے دُکھ اُٹھایا۔ ان پیٹری پیسین منارکیوں میں پراکسیاس (Praxeas) اور نوئٹس (Noetus) بڑے مشہور اور کامیاب معلم گذرے ہیں۔ اُن کے مسائل ایسے دلچسپ تھے کہ روما کے دو بشپ بھی اُن کے معتقد ہو گئے۔ ٹرٹلین پراکسیاس کے برخلاف لکھتا ہے کہ اُس نے باپ کو مصلوب کرکے تسلی دینے والے کو متروک کر دیا ہے۔ تیسری صدی کے آخر میں مونارکین ازم کا ایک میانہ رو فرقہ برپا ہوا۔ اس فرقہ میں کئی عالم مصنف شامل تھے۔

عرب کے شہر بوسٹرا کا بشپ بنام بریلیس (Beryllus) بھی اس ہی فرقہ میں شامل تھا اُس کا اعتقاد تھا کہ الٰہی جوہر ذات کا ایک حصہ مسیح میں داخل ہوا اور پھر اِس شعاع کے انسانیت کے ساتھ ملنے سے مسیح کی شخصیت پیدا ہوئی۔ لیکن اپنے ظاہر ہونے سے پیشتر بیٹا کوئی علیحدہ ہستی نہ رکھتا تھا۔ سکندریہ کے اریجن نے بریلیس کے ساتھ مباحثہ

کیا اور اُس کی غلطی کو اُس پر یہاں تک ظاہر کیا کہ بر ملیس مسیحی اعتقاد میں شامل ہوا۔ اور کلمتہ اللہ کی ازلی شخصیت مان گیا ؁

تمام منارکیوں میں سب سے مشہور اور باعزت ایک شخص بنام سی بیلئیس (Sabellius) تھا جو شہر ٹولی مایس کا باشندہ تھا اُس کی ذاتی شہرت کے باعث منار کینزم۔ سی بیلی ان ازم کے نام سے مشہور ہو گئی۔ اُس کی یہ تعلیم تھی کہ خدا باپ فقط واحد ہے اور خالص ہستی رکھتا ہے لیکن باوجود ایک ہونے کے اُس نے مختلف زمانوں اور حالتوں میں اپنے تئیں بیٹے اور روح القدس کی صورت میں منکشف کیا ہے۔ اس طور پر سی بیلی اُس کے اعتقاد میں تثلیث کے تین اقانیم شامل تھے۔ اُس کی یہ تعلیم تھی کہ آخر کار یہ تینوں اقانیم ایک ہی اقنوم کی صورت میں آ جائیں گے۔ (۱ قرنتیوں کا۔ ۱۵۔ ۲۸ آیت) اس اعتقاد کے مطابق تین اقانیم فقط وقت کے لحاظ سے تین ہیں۔ مسیح کی حقیقت کا وہ حصہ جو انسانیت اور شخصیت کے متعلق تھا۔ سی بیلی اُس (Sabellius) کے اعتقاد میں محض چند روزہ تھا۔ شہر سموساتا کا بشپ پال (Paul) اس

کے برعکس تعلیم دیتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ مسیح کی
اِنسانی شخصیت مقدم سمجھنی چاہئے۔ اُس کی الوہیت
کی بابت اُس کا یہ گمان تھا کہ وہ خارجی تھی نہ ذاتی۔
اُس کی رائے میں خدا کا کلام اور خدا کی رُوح خدا
سے وہی رشتہ رکھتی تھی جو آدمی کی عقل اور آدمی
کی رُوح آدمی سے رکھتی ہیں۔ وہ مسیح کو خُدا کا بیٹا
کہتا تھا۔ لیکن تجسّم کا انکار کرتا تھا اور اِس کے برعکس
کہتا تھا کہ مسیح بوسیلہ اُس الٰہی عقل کے جو اُس کو بخشی
گئی خدا کے ساتھ ایک عجیب ملاپ اور وصل رکھتا تھا
۲۶۰ء میں یہ شخص انطاکیہ کا بشپ ہوا اور فصاحت
کے باعث بڑی شہرت حاصل کی۔ کلیسیائی عہدہ پر قناعت
نہ کرکے اُس نے ایک مُلکی عہدہ بھی حاصل کیا۔ وعظ
کہتے وقت دنیاوی سخنوروں کی طرح سامعین سے علانیہ
تعریف چاہتا تھا۔ گانے والی عورتوں کو اُس نے
گرجا میں داخل کیا۔ اور اِس لئے بدفعلی کا الزام
بھی اُس پر لگایا گیا۔ اُس کے مسائل اور الزاموں
کی تحقیقات کے لئے ۲۶۴ء میں ایک کونسل منعقد
ہوئی۔ لیکن پال چالاکی سے اُن کو اپنے دھوکے
میں لے آیا۔ تاہم کچھ عرصہ کے بعد اُس کی بدعت
ثابت ہوئی۔ کئی الزاموں کے باعث جس میں طمع
اور دنیا داری شامل تھیں اُس کے خارج ہونے

کا فتوے دیا گیا۔ لیکن شہر پالمائیرہ کی ملکہ زنوبیہ (Zenobia) نے اُس کو پناہ دی اور اجرائے فتوے سے محفوظ رکھا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد زنوبیہ نے رومی لشکر سے شکست کھائی اور شہنشاہ اوریلین نے اِٹلی کے بشپوں کی تحریک سے حکماً اُس کو درجہ اسقفی سے برطرف کر دیا +

ساتواں باب

اسکندریہ کا دار العلوم

دوسری صدی کے آخر میں جب رسولوں کے ہمعصر مر چکے تھے اور اُن کے گذر جانے سے رسولی مسائل کے زندہ مخزن اور محافظ باقی نہ رہے تو کسی درست اور یقینی تعلیم کی ضرورت پڑی۔ کلیسیا بڑی تکلیف میں تھی۔ ایک طرف نوستک تھے جو اپنے استعاروں اور باطل توہمات میں پھولے نہ سماتے تھے۔ دوسری طرف مون ٹی نسٹ تھے جو نہایت ہی متعصب اور اپنے تئیں پاک کلام کے لفظوں سے مقید کرتے تھے

اور جو لوگ صحیح اعتقاد پر قائم تھے اُن کی پہلی محبت ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ اور بدعتوں کی تاریکی کے باعث حیران اور سرگردان تھے اور اُن کی تردید کا کوئی وسیلہ نہ پاتے تھے۔ اِس مشکل موقع پر خدا نے اسکندریہ کے بڑے عالموں کو کو پیدا کیا۔ جو عمدہ تعلیم اِن عالموں نے دی وہ یہ تھی کہ رسولی تعلیم رسولی تحریرات ہی سے دستیاب ہو سکتی ہے۔ وہ اسکندریہ ہی کے عالم تھے۔ جنھوں نے ابتدا میں ایمانی مسئلوں کی تصدیق بذریعہ پاک نوشتوں کے شروع کی۔ اور باقی زمانوں کے واسطے طرز مباحثہ کی بنیاد ڈالی۔ اسکندریہ کے عالموں کے سامنے کئی قسم کی مہمیں در پیش تھیں ایک طرف تو بت پرست عالم تھے جو مسیحیوں کے علم پر ہنستے تھے۔ کیونکہ اس علم کے اصول قدیم فلسفہ کے اصولوں سے مختلف تھے۔ اِن کے بعد نوستک تھے جو کہ علم پر نہایت ہی زور دیتے تھے۔ اور علم اور ایمان کو ضدین قرار دے کر ایمان کی قدر گھٹاتے تھے اِن دونوں فریقوں کے بعد جاہل مسیحیوں کا بڑا انبوہ تھا۔ جو ہر قسم کے علم کو شکیہ نظر سے دیکھتے تھے۔ اور جن کی نظر میں تمام تحقیق اور خواندہ اشخاص بدعتی تھے۔ اِس سے معلوم

ہوتا ہے کہ اسکندریہ کے عالموں کا کام نہایت ہی مشکل تھا لیکن خدا کی برکت سے اُنھوں نے اِس کو انجام تک پہنچایا ۔

اسکندریہ کا شہر ہزار برس تک (مسیح سے پیشتر سنہ ۳۳۲ء سے مسیح کے بعد سنہ ۶۴۰ء تک) دنیا میں ہر قسم کے علم کا دار الخلافہ رہا۔ یہود اور غیر اقوام کے کل علوم اُس کی طرف سمٹ کر چاروں طرف سے چلے آتے تھے۔ نوسٹیسزم اور نیا افلاطونی مذہب یہیں پیدا ہوئے۔ علاوہ اِس کے وہ سچا مسیحی علم جو دوتو مذکورہ بالا علوم پر فتحیاب ہؤا اور جہان میں لاثانی ہو گیا۔ یہیں سے شروع ہؤا۔ اسکندریہ کا شہر تمام علوم کا مرکز تھا۔ ہر قسم کے فیلسوف اور خواندہ اشخاص حق کے متلاشی ہوکر یہاں آتے تھے اور بپتسمے کے خواہشمند ہوتے تھے۔ رفتہ رفتہ یہاں کے مسیحی عالموں کو معلوم ہؤا۔ کہ ایسے لوگوں کی تعلیم کے واسطے کوئی عالمانہ شرح یا تفسیر لکھنی چاہئیے۔ اِس ضرورت کے باعث اسکندریہ کے دار العلوم کی بنیاد پڑی جس کا خاص مقصد متلاشیوں کی تعلیم تھی۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد جب اِس مدرسے نے عروج پکڑا تو مختلف علاقوں کے واسطے خادمانِ دین بھی یہیں

تیار ہونے لگے۔ یہاں کے عالموں کی لیاقت اور تحقیق بہت بڑھ گئی۔ اِس مدرسہ کا پہلا مدرّس اعلیٰ جس کے حالات ہم تک پہنچے ہیں۔ ایک بزرگ بنام پنٹینس (Pantaenus) تھا۔ یہ شخص اپنی اوائل عمر میں طریقہ اسٹوئیک کا پیرو تھا۔ لیکن مقدس یوحنا کے کسی شاگرد نے اُسے مسیحی کیا۔ پس رسولی تعلیم کے سلسلہ میں یہ بزرگ بھی شامل ہے۔ روایت ہے کہ اِس شخص نے حق کی اشاعت کی خاطر ہندوستان کا سفر کیا۔ اور یہاں آکر متی کی انجیل کا ایک نسخہ عبرانی زبان میں پایا۔ جس کی بابت یہ روایت ہے کہ اسے مُقدّس برتلمائی (Bartholmea) چھوڑ گیا تھا۔ یہ تحقیق نہیں ہو سکتا۔ کہ آیا وہ اسکندریہ میں معلّم ہونے سے پہلے یا بعد اِس کے سفر کے واسطے نِکلا۔ روایت ہے کہ اُس نے پاک نوشتوں پر کئی تفسیریں لکھیں لیکن اُس کی تصنیفات کے فقط دو چھوٹے حِصّے باقی ہیں ✦

کلیمنٹ پین ٹی نَس کا جانشین ہوا۔ اپنے اُستاد کی طرح یہ شخص بھی طریق اسٹوئیک کا پیرو رہ چکا تھا۔ اُس شخص نے بہت سے مُلک دیکھے تھے اور جا بجا مسیحیوں سے تعلیم پائی تھی۔ گمان غالب ہے کہ اُس کے اُستادوں میں ٹی شین

(Jatian) بھی شامل تھا۔ آخر کار اُس نے پن ٹی نس (Pantinus) کی شاگردی اختیار کی۔ وہ اپنے اُستاد کی بابت لکھتا ہے۔ کہ اگرچہ وہ میرا آخری مربّی تھا تاہم اُس کی لیاقت کسی سے کم نہ تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ سیورس (Severus) کے ظلم عام کے باعث (۲۰۲ء) کلیمنٹ اسکندریہ سے چلا گیا اور پھر کبھی واپس نہ آیا۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ڈر سے بھاگا۔ کیونکہ اُس کے ہمعصر اُس کا نام نہایت ہی عزت کے ساتھ لیتے ہیں۔ خاص کر یروشلم کا بشپ اسکندر اُس کو مبارک بزرگ۔ تمام خوبیوں سے مالا مال اور آزمودہ کار کہتا ہے۔ اُس کا عظیم الشان شاگرد اوریجن بھی بڑی عزت سے اس کا نام لیتا ہے

کلیمنٹ نے دس کتابیں تصنیف کیں جن میں سے چار اب تک باقی ہیں اور اُن سے اُس کی تعلیم معلوم ہوتی ہے۔ اُن کے نام یہ ہیں۔ اول یونانیوں کے واسطے مضمون۔ دوم اُستاد۔ سوم مضامین عام چہارم دولت مند کی نجات پر وعظ۔ ان کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا مصنّف یونانیوں کے مذہب فلسفہ اور بھیدوں سے خوب واقف تھا۔ کلیمنٹ کا اعتقاد تھا کہ متقدّمین کا علم اس حکمت

کا جس کے وسیلے سے خدا نے دُنیا کو تعلیم دی
ایک بڑا حصّہ ہے۔ اُس کے خیال میں مسیحی مذہب
کی وراثت میں نہ فقط موسوی شریعت اور صحفِ
انبیا داخل ہیں بلکہ بُت پرستوں کے فلسفے کے کئی
بیش قیمت حصّے بھی ہیں۔ وہ کہتا تھا کہ ہر طرح کا
سچا علم کلمتہ اللہ سے آتا ہے اور آخر کار پاک
دِل شاگرد کو اُسی کے پاس پہنچاتا ہے۔ کلیمنٹ کے
بعد اُس کا شاگرد ، اوریجن اُس کا جانشین ہُوا۔ یہ
شخص علمِ آلہی اور بائبل کی تحقیق اور تدقیق کے
علم کا باپ کہلاتا ہے۔ اُس کے دوستوں اور دشمنوں
میں کوئی اُس کی لیاقت اور دینداری میں اُس کا
ثانی نہیں گذرا۔ علم آلہی کے اُن عالموں میں جنھوں
نے یونانی میں کتابیں تصنیف کیں اوریجن سب
سے بڑا اور معزز گذرا ہے۔ اُس کے سخت سے
سخت دشمن بھی اُس کی عقل کی تعریف لکھتے ہیں
جیروم (Jerome) کہتا ہے کہ اگر مجھے پاک
نوشتوں سے اُس کی سی واقفیت حاصل ہو جائے
تو وہ تمام الزام جو خود میں نے اور میرے علاوہ
اوروں نے اُس پر لگائے ہیں۔ میں بخوشی اپنے
ذمہ لینے کو تیار ہوں۔ اوریجن کی پیدائش ۱۸۵ءء
کے قریب ہوئی۔ اُس کے والدین مسیحی تھے۔ اُس

کے بچپن کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں مسیحی بچّوں کی تعلیم کس طرح ہُوا کرتی تھی اُس کے باپ لیو نیڈیز (Leonides) نے خود اُس کو بائیبل کی تعلیم دی اور چند حصّے حفظ کرا دیئے بائیبل کا وہ حیرت افزا علم جس پر اوریجن حاوی تھا اِس طرح شروع ہُوا۔ جب لیو نیڈیز اپنے بیٹے کے مشکل سوالوں کے جواب دینے سے عاجز ہُوا تو اُس نے مجبوراً اوریجن کو کہا کہ پاک نوشتوں کے لفظی معنوں ہی پر قناعت کر۔ سیورس (Severus) کے ظلم عام میں لیو نیڈیز قید ہو گیا۔ اور اوریجن چاہتا تھا کہ اپنے باپ کی قید میں شریک ہو۔ لیکن اُس کی ماں نے اُس کے کپڑے چھپا دیئے اور اِس طرح مجبوراً گھر میں رکھا۔ اوریجن نے اپنے باپ کو ایک خط لکھا جس میں اُس سے التماس کی کہ بی بی بچّوں کے خیال سے اپنے ارادے میں کمزور نہ ہو جائیو۔ لیو نیڈیز کا سر قلم کیا گیا اور اُس کی موت سے اُس کے خاندان پر افلاس وارد ہُوا۔ لیکن اوریجن کو کِسی امیر عورت نے تبنّی کر لیا۔ اوریجن آزادی کو ایسا پیار کرتا تھا کہ اُس نے اپنی کتابیں بیچ کر گذارہ کرنا شروع کیا۔ ہنوز وہ اٹھارہ ہی برس کا تھا کہ اسکندریہ کے دار العلوم کا مدّرس

اعلیٰ بنایا گیا۔ ظلم عام میں اُس کے سات شاگرد شہید ہوئے لیکن اُس کی جان بچ گئی۔ عبرانی کی تحصیل کا اس کو بڑا شوق تھا کیونکہ اسی ذریعہ سے پُرانے عہدنامہ کی تحقیقات ہو سکتی تھی۔ بت پرست عالموں کے لیکچر بھی وہ بلا تعصب سُنا کرتا تھا۔ جب اُس کے اس کام پر لوگوں نے اعتراض کیا تو اُس نے جواب دیا کہ خدا کے گھر کی آراستگی کے واسطے مصر کے زیورات عاریتاً لینے جائز ہیں۔ اوریجن سخت ریاضت میں زندگی بسر کرتا تھا اور ناجائز جوش میں آن کر اُس نے متی کے انیسویں باب کی بارہ آیت کے لفظی معنوں پر عمل کیا۔ زیادہ عمر رسیدہ ہو کر وہ اپنے اس فعل کے باعث بہت ہی نادم ہُوا۔

روما کی قدیم کلیسیا کو دیکھنے کی اوریجن کو بڑی خواہش تھی ۲۱۳ء کے قریب اُس نے یہ خواہش پوری کی اور روما میں جاکر بزرگ ہپولی ٹس (Hippolytus) سے ملاقات کی۔ کچھ عرصہ بعد اپنے شاگردوں کو ایک شخص بنام ہیرا کلاس (Heraclas) کے سپرد کر کے کنعان کا سفر کیا۔ کلیسیا کی طرف سے ہنوز اُس کو تقرر نہ ملا تھا۔ تاہم یروشلم اور قیصریہ کے بشپوں نے گرجوں میں اُسی

سے وعظ کہوایا یہ سُن کر اسکندریہ کے بشپ ڈی
می ٹری ئس (Demetrius) نے اُسے واپس
بُلایا۔ اُس وقت سے لے کر اوریجن کو بت پرستوں
اور مسیحیوں سے تکلیف اُٹھانی پڑی۔ اِن دِنوں
میں اُس نے اپنے ایک شاگرد بنام ایمبروس
(Ambrox) کی درخواست پر یوحنّا کی انجیل کی
تفسیر لکھی اور کئی اور تفسیریں پے در پے تصنیف
کیں۔ چونکہ اُس کی شہرت بہت دُور دُور پھیلی ہوئی
تھی۔ اِس لئے اکثر اوقات غیر علاقوں کے مسیحی
اُس کی دعوت کرتے تھے۔ تاکہ بدعتیوں سے اُس
کا مباحثہ کرائیں۔ عرب میں مسیحی دین پھیلانے کی
بھی اُس نے بڑی کوشش کی۔ یونانی مسیحیوں
نے اِسی غرض سے ایک دفعہ اُسے بُلایا۔ راستہ میں
جب وہ یروشلم کے شہر سے گذر رہا تھا تو وہاں
کے بشپ نے اُسے پرسبٹر کا درجہ عطا کیا۔ لیکن
یہ تقرّر جائز نہ سمجھا گیا۔ کیونکہ کلیسیا کا حکم تھا کہ کوئی
خوجہ کلیسیائی عہدہ پر مقرّر نہ ہو۔ اسکندریہ کے
بشپ نے اِس کے عہدہ کو تسلیم کرنے سے انکار
کیا۔ اِس پر اوریجن اسکندریہ چھوڑ کر کنعان کے
قیصریہ میں مقیم ہوا۔ لیکن ڈی می ٹری ئس نے
چند بشپوں کو جمع کرکے اُن کی مدد سے اُس کو عہدہ

سے معزول کر دیا۔ یہ فتوے کل کلیسیاؤں کے پاس بھیجا گیا۔ اور روم کی کلیسیا نے اُسے تسلیم کر لیا لیکن کنعان فلیکی عرب اور یونان کی کلیسیاؤں نے اُسے منظور نہ کیا۔ اسکندریہ سے جلاوطن ہو کر اوریجن قیصریہ میں تعلیم دینے لگا۔ کئی مشہور شاگرد اُس کے پاس گئے۔ اُن میں سے ایک بنام گریگری تھمیجز (Gregory Thamuatimgas) بہت مشہور گذرا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب میں اور میرا بھائی اوریجن کے نزدیک گئے تو ہمارا اُس کے پاس سے واپس آنا ناممکن ہو گیا۔ ہمارا اُس کے نزدیک رہنا جنت کے رہنے کے برابر تھا۔ کنعان میں رہکر اوریجن نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ سیلسس (Celsus) کی کتاب کا جواب اُس نے یہیں سے لکھا۔ یہ کتاب مسیحی مذہب کی حمایتی کتابوں میں پہلا درجہ رکھتی ہے۔ ظلم کے باعث اوریجن کو دو دفعہ قیصریہ سے نکل جانا پڑا۔ اور دو دفعہ اُس نے بدعت کی تردید کی خاطر سفر کیا منارکین فرقہ کے بریلس (Berellus) کو اُس نے مباحثہ میں عاجز کر کے سچے اعتقاد کا معتقد بنایا ۔

ڈیسس (Decius) کے ظلم عام کے

جاری ہونے پر اوریجن قید میں ڈالا گیا۔ اور سخت عذاب کا متحمل ہوا۔ لیکن اب بھی موت نے اُس کو رہائی نہ دی۔ اور کچھ عرصہ کے بعد قید سے چھوٹا۔ لیکن اُن صدمات سے جو ظالموں سے اُسے پہنچے اُس کی زندگی کوتاہ ہوگئی اور طائر کے شہر میں ۲۵۴ء میں ستر برس کی عمر کو پہنچکر اُس نے انتقال کیا۔ اُس کی وفات کے بعد اُس کے اعتقاد پر بڑی بحث رہی۔ بعض اُس کے طرفدار تھے اور بعض اُسے بدعتی سمجھتے تھے۔

اُس کے مشہور ہمعصر اور تابعین اُس کے طرفدار تھے۔ لیکن جیروم (Jerome) اُس کے اعتقاد کو صحیح نہ جانتا تھا۔ علاوہ اس کے رومی کلیسیا نے بدعت کے فتوے کو تسلیم کر کے اس عالم کے نام پر بڑا دھبہ لگایا۔ اتھنےشیس (Athanasius) بیزل (Basil) شہر نزیان زس کا گریگری اور نصا شہر کا گریگری پیمفائلس اور قیصریہ کا یوسیبس (Eusebius) روفائنس (Rufinus) اور اسکندریہ کے دارالعلوم کا وہ اعلیٰ مدرس جو اوریجن کے بعد اُس کا جانشین ہوا۔ یہ تمام مشہور عالم اوریجن کے طرفدار تھے۔ تاہم مڈل ایجز میں یہ بحث رہی کہ آیا اوریجن

نجات کا مستحق سمجھا جاتا ہے یا نہیں۔ اگر اُس کے علم میں کوئی غلطی تھی تو وہ اِس امر میں تھی کہ وہ پاک کلام کی تفسیر کرنے میں اکثر بیانات کو استعارہ سمجھتا تھا۔ اور کئی ایسے مقامات کو حل کرنا چاہتا تھا جو فی الحقیقت لاحل تھے۔ اُس نے کوشش کی کہ اپنی تیز فہمی کے ذریعہ سے ذیل کے مشکل مسائل کو حل کرے۔ مادہ کی قدامت۔ ارواح کا جسم کے ساتھ ملنے سے پیشتر ہی ہستی رکھنا۔ رُوح کا جسم سے علیحدگی میں گناہ کرنے کا امکان۔ عالمِ موجودہ کے علاوہ اور عالموں کے ہونے کا امکان روزِ قیامت کے بعد زمین و آسمان کے کل امورات کا دُرست کیا جانا۔ ظاہر ہے کہ ایسے مسائل میں عقل دوڑانا عموماً لاحاصل ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات جو شخص ایسے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ بہت نقصان بھی اُٹھاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی از روئے انصاف کہا جا سکتا ہے۔ کہ خواہ اوریجن کی غلطیاں کتنی اور کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔ وہ خدمات جو اُس نے مسیحی مذہب کے واسطے ادا کیں اُس کی تمام غلطیوں کا قرض پورا پورا ادا کرتی ہیں۔ اُس کی کوشش یہ تھی کہ مختلف اقسام کے مخالفین کے ساتھ مباحثہ کرنے کا طریق ایجاد کرے۔ اُس

نے یہ بھی بتایا کہ اِن سب مخالفین کو کس طرح مسیحی مذہب کی طرف لانا ممکن ہے۔ آیندہ زمانوں کے واسطے اُس نے ایک عمدہ نمونہ چھوڑا ہے۔ اُس کی تصانیف نہایت ہی ادّق ہیں اور اُس کی محنتیں عظیم الشان۔ لیکن اگر اُس کی روحانیت۔ حق دوستی اور حُبِ الٰہی پر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ وہ شخص از خود اپنے تمام کاموں سے بزرگ تر تھا۔ اُس کی خصلت اُس کے سب کاموں اور خدمتوں کی نسبت زیادہ قابلِ عزّت ہے ۔

اوریجن کے اسکندریہ سے جلا وطن ہونے کے بعد اُس کا ایک شاگرد بنام ہیرا کلاس اُس کا جانشین ہوا۔ یہ شخص ڈی می ٹری اُس (Demitrius) کے بعد اسکندریہ کا اسقف ہوا۔ اس کے بعد ڈائونی سیس (Dionysius) ۲۴۷ء میں مدرّس اعلیٰ ہوا۔ اور اپنے پیش رَو کی طرح اسکندریہ کا اُسقف بھی تھا۔ ڈائونی سیس جو اعظم کے لقب سے ملقب ہے۔ اوریجن کے بڑے مشہور مریدوں میں شامل ہے۔ اپنے زمانے کے مباحثوں میں اُس نے بڑی خدمات بہم پہنچائیں۔ اُس نے سبیل شس کی بدعت اور رِل نیرین عقائد کے جسمانی خیالات کے خلاف کتابیں لکھیں۔ لیکن مسیحی محبت کے دائرے سے

کبھی باہر نہ گیا- بلا تعصب بت پرستوں کی کتابوں کو
پڑھا کرتا تھا اور اگر کوئی اُس پر اعتراض کرتا تو
جواب دیتا تھا کہ مسیح نے ہم کو آزمودہ کار صرّاف
بننے کا حکم دیا ہے- اور مجھے اصل اور نقل میں امتیاز
کرنے کی طاقت ہے- آخر عمر میں اُس نے بڑی
کوشش کی کہ بذریعہ محبّت سموساتا کے بدعتی بشپ
پال پر اُس کی غلطیاں ثابت کرے- ایرین مباحثہ
کے دِنوں میں دار العلوم اسکندریہ کا مشہور مدرس
اعلیٰ بنام ڈڈی مس (Dedymus) پیدا ہوا
باوجود بینائی نہ رکھنے کے اُس نے بڑا علم حاصل کیا
اتھنے شیس (Athanasius) نے اُس کو
اعلیٰ مدرس بنایا- ریاضت جسمی کا وہ بڑا پابند تھا-
اور ایرین عقائد سے سخت نفرت رکھتا تھا- وہ
اوریجن کا بڑا معتقد تھا- جیروم (Jerome) روفائنس
(Rufinus) اور ای سی ڈور (Isidore) اُس
کے شاگرد تھے- اِس کے بعد اسکندریہ کے بڑے
عالموں کا سلسلہ ختم ہو گیا- گمان غالب ہے کہ اسی
دار العلوم کے نمونہ پر انطاکیہ کا دار العلوم کچھ عرصہ
کے بعد قائم کیا گیا ✝

آٹھواں باب

قدیم تفرقے

وہ سخت ظلم جو تیسری صدی میں مسیحیوں پر وارد ہوئے اُن میں سے بعضوں کے ایمان کے حق میں حد سے زیادہ شدید اور مُضر تھے۔ بعض وقت ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ ظلم تخت نشین ہے اور مسیحیوں کو ہر لحظہ مخبروں کی سازشوں سے خبردار رہنا پڑتا تھا۔ اس مشکل کو مدِ نظر رکھکر بالکل جائے تعجب نہیں کہ بعض مسیحیوں نے اِس مسلسل خطرے کی برداشت کرنے کے لائق نہ ہوکر ظاہری باتوں میں بت پرستوں کا سا برتاؤ اختیار کرلیا۔ ظلم کے طوفان کے گذر جانے کے بعد گرے ہوئے کہلانے لگے اور اُنھوں نے التجا کی کہ ہمیں دوبارہ کلیسیا میں مداخلت ملے۔ اُن کی اِس درخواست پر یہ سوالات پیش آئے۔ کہ آیا اُن کا دوبارہ قبول کیا جانا درست ہے یا نہیں۔ اور اگر درست ہے تو کِن شرائط کے ساتھ۔ اِن سوالات کے طے کرنے میں کلیسیا نے بڑی تکلیفیں سہیں اور آخر کار کئی فریق بھی بن گئے۔ بعض تو یہ کہکر کلیسیا کے دائرہ سے باہر ہو گئے کہ گرے ہوؤں پر حد سے

زیادہ سختی کی جاتی ہے۔ اور اِس کے برعکس بعض یہ کہکر باہر چلے گئے کہ کافی سختی نہیں ہوتی۔ تیسری صدی میں سپریئن (Cyprian) شہر کارتھیج کا بشپ ہُوا۔ کلیسیائی انتظام کے رو سے اُس کا وہی اعلیٰ درجہ تھا جو اوریجن کا علم الٰہی کے لحاظ سے ہے۔ حکومت کی لیاقت اِس شخص کو بہت عنایت ہوئی تھی اور وہ اُن مسیحی بزرگوں میں شامل ہے جو بُت پرست والدین سے پیدا ہوئے۔ اِس بات میں وہ اوریجن سے مختلف تھا۔ اوائل عمر میں اُس کو وکالت کے پیشے کی تعلیم دی گئی۔ اِس پیشہ میں اُس نے اپنی فصاحت سے بڑی شہرت اور دولت پیدا کی اپنے عروج کے دِنوں میں اُس نے مسیحی مذہب اختیار کیا۔ اُس کے رجوع لانے کا باعث ایک پرسبٹیر بنام سِسلی اینس (Cecilianus) تھا مسیحی ہوکر اور شکر گذاری کرنے کے لئے سپرئین (Cyprian) نے بپتسمہ کے وقت اپنے اُستاد کا نام اختیار کر لیا۔ ایسے مشہور شخص کے بپتسمہ پانے سے کارتھیج کے مسیحیوں نے نہایت خوش ہوکر اُسے فوراً خادم الدین بنانا چاہا۔ ابتدا میں سپریئن یہ عزت نہ چاہتا تھا۔ تاہم کچھ عرصہ کے بعد جب اُسقفی درجہ خالی ہُوا۔ جماعت نے اُسے مجبوراً بشپ بنایا۔ اِس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد شہنشاہ دیسی اُس (Decius) نے مسیحی مذہب کا نام و نشان مٹا دینے

کی کوشش کرنی شروع کی۔ حکم جاری ہوا کہ سپریئن گرفتار کیا جاوے۔ یہ سُنکر سپریئن کے دل میں خیال آیا کہ شہید ہونا میری ذات کے واسطے نہایت ہی عزت کا باعث ہوگا لیکن ایسے نازک اور خوفناک زمانہ میں دانا اُسقف کی کلیسیا کو بہت ضرورت ہے۔ یہ سوچ کر اُس نے مصلحتاً اپنے تئیں پوشیدہ کیا۔ اُس نے خود کہا کہ شہادت کا تاج صرف معین ہی وقت پر کسی کو نصیب ہو سکتا ہے اور مسیح نے ظلم کے وقت پوشیدہ ہونے کا حکم فرمایا اور اُس پر خود عمل بھی کیا۔ درانحالیکہ وہ گھڑی نہ پہنچی ہو۔ حاکم نے اُس کا سب مال ضبط کر لیا۔ لیکن اُس کی جان اِس موقعہ پر سلامت رہی۔ سپریئن نے اپنی جان دینے سے انکار نہ کیا۔ قریب دو برس کی غیر حاضری کے سپریئن ایک کونسل کا صدر مجلس ہونے کی غرض سے کارتھیج کو واپس آیا۔ اُس کے بعض مخالفوں نے ایک فریق قائم کیا اور ایک شخص بنام فی لی سی سی مس (Felicissimus) کو سردار ٹھیرایا۔ اِس فریق میں بہت لوگ شریک ہوئے۔ اُنھوں نے سپریئن پر دو الزام لگائے۔ اوّل یہ کہ وہ خطرے سے ڈر کر بھاگ گیا۔ دوم یہ کہ اُس نے غریبوں کے ساتھ فیاضی نہ کی۔ حقیقت یہ تھی۔ کہ سپریئن بے امتیازی سے خیرات نہ بانٹتا تھا۔ بلکہ فقط اُن کی مدد کرتا تھا جو

حقدار معلوم ہوتے تھے۔ کونسل نے فی لی سی سی مس کے برخلاف فیصلہ کیا۔ لیکن اُس کے پیرؤوں نے اپنے فریق کو قائم رکھا اور سپرئین کے بجائے فورٹیونی ٹس (Fortunatus) کو اپنا بشپ منتخب کر لیا۔ اِس کونسل میں سپرئین نے ایک اور خرابی کا علاج کیا۔ گذرے ظلم عام میں کئی اشخاص نے جو خوف کے مارے ایمان کے منکر ہو چکے تھے شہیدوں سے معافی کے پرچے حاصل کر لئے تھے اِن پرچوں کو لیکر وہ لوگ آپ اپنے بشپ کے پاس آئے اور چاہا کہ بغیر کسی جرمانہ یا سزا کے کلیسیا میں دوبارہ مداخلت پاویں۔ یہ خرابی اِس حد تک پہنچی۔ کہ ایسے پرچوں کی خرید و فروخت ہونے لگی اور بعض اوقات ایک ہی پرچہ کئی آدمیوں کے کام آتا تھا۔ اِس زمانہ میں شہیدوں کی بڑی عزت تھی۔ تاہم معافی کی ایسی تجارت کی برداشت کلیسیائی بزرگوں کے نزدیک محال تھی۔ اِس پر کونسل نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر ایسے پرچوں کے رکھنے والے حقیقت میں تائب ہوں تو قبول کر لئے جاویں۔ لیکن وہ لوگ جو فی الحقیقت بتوں کے آگے قربانی چڑھا چکے تھے۔ بغیر مدت تک تائب رہے قبول نہ کئے جاویں لیکن اگر اُن میں سے بھی کوئی قریب المرگ ہو تو کلیسیا کی برکت سے محروم نہ رکھا جاوے +

اِسی عرصہ میں ایک فریق روما میں بھی قائم ہوا۔

ایک شخص بنام نوویشین نے (Noratian) پھر دعوٰے کرنا شروع کیا کہ کلیسیا اُن لوگوں کو جو ایک دفعہ منکر ہو چکے ہیں معاف کر کے دوبارہ شامل کرنے کا اختیار نہیں رکھتی۔ اُس کے خیال میں کلیسیا کو کبھی مہلک گناہ کے معاف کرنے کی مجاز نہ تھی اور اگر ایسی معافی دینے کی جرأت کرے تو ضرور خود مستوجب سزا ہو گی۔ بہتوں نے نوویشین کی حمایت کی۔ اِس فریق نے کارتھیج کے بشپ سپریئن کے مخالفوں میں سے ایک شخص بنام نوویٹس کو اپنا بشپ منتخب کیا اور اپنے اِس انتخاب کی خبر تمام کلیسیاؤں کے پاس بھیج دی۔ لیکن کسی نے اُن کی اطلاع کی قدر نہ کی۔ اِس فرقہ نے اپنے قانون کو زیادہ سخت کر کے اُن سب کو جن سے بپتسمہ کے بعد کوئی بڑا گناہ ہوا تھا کلیسیا سے خارج کر دیا۔ اور اپنے تئیں پاک کے خطاب سے مشہور کرنا شروع کیا۔ یہ لوگ تائب گنہگار کو بھی شامل نہ کرتے تھے۔ اِن کی سختی کے برخلاف سپریئن کے محبت بھرے الفاظ بہت عمدہ معلوم ہوتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ عدالت کے روز ہم پر یہ الزام لگایا جاوے گا کہ تم نے داغدار بھیڑوں کی خبر گیری نہ کی۔ جس حال میں کہ ہمارے خداوند نے ننانویں کو چھوڑ کر ایک گم شدہ کی تلاش کی۔ اور اُس کی خاطر اپنے اوپر تکلیف گوارا کی اور اُس کو پا کر اپنے ہی کاندھوں

پر اُٹھا لایا ہم نے نہ فقط گم شدہ کی تلاش نہ کی بلکہ
اُس سے بڑھکر جب وہ خود واپس آ رہی تھی اُن کو
ہانک دیا۔ وہ یہ بھی لکھتا ہے کہ اگرچہ کڑوے دانے کلیسیا
میں ظاہر ہیں تاہم اُس کے باعث ہمارے ایمان اور
محبّت میں فرق نہ آنا چاہئے۔ یہاں تک کہ ہم یہ کہتے
ہوئے کلیسیا کو ترک کر دیں کہ اُس میں کڑوے دانے
موجود ہیں۔ ہمیں اِس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ
ہم خود خالِص گیہوں بنیں اور جب ہمارے خداوند کے
کھتّے میں خالِص گیہوں جمع کئے جائیں اس وقت ہم
اپنے کام کا اجر حاصل کریں۔ نوویٹیس کے پیروؤں
کا یہ دعوےٰ تھا۔ کہ ہمارے درمیان کڑوے دانے مطلق
نہیں۔ وہ لوگ اپنے تئیں بیداغ کلیسیا کہتے تھے۔ مسیحیوں
کو بھی یہ لوگ بغیر دوبارہ بپتسمہ دیئے اپنے میں شامل
نہ کرتے تھے۔ یہ فرقہ دو سو برس تک قائم رہا ۔

بدعتوں اور فرقوں کے باعث جنھوں نے اس
زمانہ میں کلیسیا کو تکلیف میں ڈال رکھا تھا۔ دوبارہ
بپتسمہ دینے کی بابت ایک بحث واقع ہوئی۔ کئی مسیحیوں
نے جن کو بدعتیوں کا بپتسمہ ملا تھا کلیسیا میں داخل ہونے
کی خواہش ظاہر کی۔ بعض بزرگ جن میں سپرئین شامل
تھا یہ کہتے تھے کہ جس نے بدعتیوں کا بپتسمہ پایا وہ دوبارہ
کلیسیا میں بپتسمہ پانے کی حاجت رکھتا ہے لیکن وہ

جو کلیسیا میں بپتسمہ پانے کے بعد کسی بدعت میں پڑ گئے ہوں یا کسی فریق میں شامل ہوئے ہوں ہاتھوں کے رکھنے سے قبول کئے جائیں۔ اُن کے برخلاف روما کا بشپ استفنس (Stephen) کہتا تھا کہ بپتسمہ کسی شخص کو کسی صورت میں دوبارہ نہ ملنا چاہئے۔ ہر حالت میں فقط ہاتھ رکھنا ہی کافی ہے۔ اُس نے سخت الفاظ استعمال کئے۔ سپریئن اور کل ایشیائی بشپوں کو جو اُس کے ساتھ متفق نہ تھے کلیسیا سے خارج کر دیا استفنس (Stephen) کے مرنے کے بعد اسکندریہ کے ڈیونیشس (Dionysius) کی کوشش سے صلح ہو گئی اور رومی کلیسیا کی رائے مقدم ٹھیری۔ یہ بحث انجام کار آرلس شہر کی کونسل میں فیصل ہوئی۔ یہ حکم دیا گیا کہ کل بپتسمے جو باپ اور تثلیث کے نام سے دئے گئے ہوں درست ہیں خواہ اُن کا عمل میں لانے والا کوئی ہو۔ اس حکم کی پابندی کلیسیائی جامع اب تک کرتی ہے:

اپنی پوشیدگی کے زمانے میں سپریئن نے کارتھیج کے کلیسیا کو ہدایت اور تسلی کے لئے کئی دلچسپ خط لکھے اُن میں سے ۸۱ اب تک موجود ہیں ظلم کے اختتام پر سپریئن واپس آیا۔ اور ولیرین (Valerian) کے ظلم عام کے شروع تک کارتھیج میں رہا اس دوسرے ظلم عام میں شہنشاہ نے حکم دیا کہ سب بشپ جلاوطن

کیئے جاویں۔ اِس کے بعد دوسرا حکم جاری ہُوا جس سے کل خادمانِ دین پر موت کا فتوےٰ دیا گیا۔ گو اِس دفعہ بھی سپرئین نے اپنے تئیں پوشیدہ کیا تاہم اپنے لوگوں کے سامنے ایمان کا اظہار کرنے کی غرض سے واپس آیا۔ شہر میں داخل ہوتے ہی وہ گرفتار کیا گیا اور حاکم کے سامنے حاضر ہوکر اُس نے دلیری سے یہ اقرار کیا۔ میرا نام سپرئین ہے۔ میں مسیحی ہوں۔ تمہارے بتوں کے سامنے ہرگز قربانی نہ چڑھاؤں گا۔ یہ سُنکر حاکم نے اُس کے قتل کا حکم کیا۔ سپرئین نے یہ سُنکر خدا کا شکر کیا۔ اور کہا کہ تعریف ہو اُس خدائے قادر کی کہ جس نے مجھے اِس جسم کی قید سے رہا ہونے کا موقع دیا۔ موت کے واسطے تیار ہوکر اُس نے سجدہ کیا۔ اور اپنی آنکھیں ڈھانپ کر تلوار کی ضرب سے شہید ہُوا۔ یہ وہی عالم فصیح اور مُقدّس سپرئین تھا جس کے دشمن اُس پر بزدلی کا الزام لگاتے تھے ۔

ڈایوکلیشن کے آخری بڑے ظلم عام میں بعض مسیحیوں نے موت کے خطرے میں ہوکر اپنی مُقدّس کتابیں دشمنوں کے حوالے کر دیں۔ اُس زمانے کی اصطلاح میں یہ لوگ حوالہ کرنے والے کہلاتے تھے۔ اوپر تذکرہ کر چکے ہیں کہ مون ٹی نسٹ اور نودیشین گنہگاروں کی نسبت ازحد سخت اور بہت ہی کم ہمدرد تھے۔ اپنی اِس مشہور خاصیت کے مطابق اُنھوں نے اِن کمزور حوالہ کرنے والوں کو

کلیسیا میں دوبارہ شامل کرنے سے مطلق انکار کیا۔ ڈونٹس اِس فریق کا سردار بنا اُس کی لیاقت اور دینداری بہت مشہور تھی اِس لئے بہت لوگ اُس کے پیرو ہو گئے۔ شہنشاہ کانسٹنٹائین نے مکسن شیس (Maxentius) پر فتح پاکر افریقہ کے مسیحیوں کے واسطے بہت سے نذرانے بھیجے۔ لیکن یہ ہدایت کی کہ اِن میں سے ڈونٹس کے پیروؤں کو مطلق حصّہ نہ ملے۔ یہ سُنکر اُنھوں نے شہنشاہ سے درخواست کی کہ ہمارا مقدّمہ فیصل کیا جاوے۔

یہ پہلی دفعہ تھی کہ مسیحیوں نے اپنے بھائیوں کے برخلاف حاکمِ وقت کے سامنے شکایت کی۔ اِس امر کے تصفیہ کے لئے شہنشاہ نے آرلس کے شہر میں ایک کونسل منعقد کی۔ دو سو اُسقف حاضر ہوے۔ اُن سب نے ڈونٹنیس کے برخلاف رائے دی۔ شہنشاہ نے خود اِن کے فیصلہ کی نظرِ ثانی کی۔ اور ڈونٹیسٹوں پر ظلم کا حکم جاری کیا۔ اِس ظلم کے باعث وہ اور بھی سخت ہو گئے۔ اُن کی تعریف میں یہ کہنا ضرور ہے کہ ایرین مباحثہ کی ابتریوں میں یہ لوگ صحیح اعتقاد پہ قائم رہے۔ اُن کے درمیان فقیروں کا ایک بڑا متعصب فرقہ برپا ہوا جو بنام سرکم سلیونیز (Circumcelliones) کے مشہور تھا۔

یہ لوگ گھر گھر خیرات مانگتے پھرتے تھے۔ اور اپنے تئیں مصیبت زدہ مسیح کے سپاہی کہتے تھے۔ اِن لوگوں کا

شمار کئی ہزار تک پہنچا تھا۔ اِن سب کا پیشہ آوارہ گردی تھا۔ کاتھلکوں کے حق میں یہ لوگ بڑے خطرناک تھے کیونکہ اُن میں سے اگر کسی کو پکڑ پاتے تو لاٹھیوں سے مار ڈالتے تھے۔ شوق شہادت میں یہ لوگ دیوانہ تھے اور غیر قوموں کے ہاتھوں میں پڑکر اُن سے درخواست کرتے تھے کہ ہمیں مار ڈالو۔ فقط پھانسی سے اُن کو نفرت تھی۔ کیونکہ اِس موت کو وہ حوالہ کرنے والے یہوداہ کی موت سمجھتے تھے۔ باقی ڈونٹینسٹ اُن کی زیادتیوں کو بُرا کہتے تھے۔ اِس فرقہ پر متواتر ظلم ہوتا رہا اور ہمیشہ یہہ کوشش رہی کہ وہ زبردستی کلیسیا میں شامِل کئے جاویں تاہم اُن کا فرقہ بہت مدت تک باقی رہا۔ پانچویں صدی میں ونڈلوں کی قوم نے کلیسیا پر ظلم کیا اِس ظلم کے سہنے میں ڈونٹینسٹ بھی شامِل تھے۔ ساتویں صدی میں جب مسلمان افریقہ پر حملہ آور ہوئے اُس وقت اِس فرقہ نے بھی کاتھلک کلیسیا پر ظلم کیا۔ ٹرٹلین کے زمانہ سے لے کر ریاضت اور خود انکاری کے خیال نے افریقہ کے لوگوں میں مضبوط جڑ پکڑی۔ ڈونٹینسٹ عموماً بڑے خود انکار تھے۔ اُن کی جفاکشیوں نے کلیسیا کی بڑی مدد کی +

نواں باب

مسیحی زندگی اور عبادت کا بیان

(۱) مسیحی زندگی

ابتدائی صدیوں میں جب کلیسیا ہر قسم کا ظلم سہتی تھی مکاروں اور نام کے مسیحیوں کا شمار بہت ہی کم تھا۔ اُس زمانہ کا طریقہ تعلیم اور رسومات۔ قدیم مذاہب کی عزت۔ دنیاوی اور جسمانی فوائد۔ یہ کل امور گویا مسیحی مذہب کی مخالفت میں صف بستہ تھے۔ مسیحی ہر ساعت اپنی جان کے خطرے میں رہتے تھے۔ ایسی حالت میں اُن لوگوں کا جو فی الحقیقت اس مذہب کے قائل نہ تھے۔ اپنی برادری سے خارج ہو جانا اور ہر طرح کا خطرہ قبول کرنا بالکل ناممکن تھا۔ اِن وجوہات کے باعث قدیم زمانہ کے مسیحی دِل سے سچّے اور زندہ ایمان میں باہم پیوستہ تھے۔ عام خطرے کے باعث اُن میں آپس کی محبّت عجیب درجہ تک پہنچی ہوئی تھی۔ بپتسمہ کے بعد سب نو مرید بھائی کہلاتے تھے۔ پاک بوسہ سے استقبال کیا جاتا تھا اور اُس وقت سے لیکر بھائی یا بہن کہلاتے

تھے۔ مسیحیوں کی محبّت کو دیکھکر بُت پرست بھی حیرت میں تھے۔ اور تعجب سے کہتے تھے کہ یہ محبّت اُن میں کہاں سے آئی۔ اگر کوئی مسیحی پردیس سے آتا۔ تو اُس کے سب ہم مذہب ملکر اُس کا استقبال کرتے تھے اور بڑی مہمان نوازی سے اُس کی دعوت کرتے تھے۔ غریب بیماروں سن رسیدہ محتاجوں بیواؤں اور یتیموں کا انتظام کیا جاتا تھا۔ اگر کسی قسم کی تکلیف ایک کلیسیا پر وارد ہوتی تو دوسری کلیسیائیں اُس کی امداد کرتی تھیں۔ روزوں کے دِن مقرّر کئے جاتے تھے تاکہ غریب سے غریب آدمی بھی اپنی روز مرّہ کی خوراک سے دست بردار ہوکر اپنے بھائیوں کی مدد کر سکے۔ ایک موقع پر سپرئین نے بہت سا روپیہ کارتھیج کے مسیحیوں کی طرف سے کسی دوسری جماعت کو بھیجا تاکہ چند بھائی غلامی سے آزاد کرائے جائیں اور بھیجتے وقت ان الفاظ سے مسیحی ہمدردی کا کا اظہار کیا کہ "اگر ایک عضو کو تکلیف ہو تو کل اعضا اُس کے ساتھ شریک ہوتے ہیں"۔

اکثر مشکل موقعوں میں مسیحیوں کی خود انکاری کی بت پرستوں نے بھی تعریف کی اور اپنی خود غرضی کے قائل ہوئے۔ مثلاً اسکندریہ کے شہر میں وبا پھیل رہی تھی۔ بت پرست اپنے عزیز سے عزیز بیمار دوستوں کو چھوڑ کر بھاگ گئے یا بیماروں کو گھروں سے باہر نکال

تھے۔ مسیحیوں کی محبّت کو دیکھکر بُت پرست بھی حیرت میں تھے۔ اور تعجب سے کہتے تھے کہ یہ محبّت اُن میں کہاں سے آئی۔ اگر کوئی مسیحی پردیس سے آتا۔ تو اُس کے سب ہم مذہب ملکر اُس کا استقبال کرتے تھے اور بڑی مہمان نوازی سے اُس کی دعوت کرتے تھے۔ غریب بیماروں سن رسیدہ محتاجوں بیواؤں اور یتیموں کا انتظام کیا جاتا تھا۔ اگر کسی قسم کی تکلیف ایک کلیسیا پر وارد ہوتی تو دوسری کلیسیائیں اُس کی امداد کرتی تھیں۔ روزوں کے دِن مقرّر کیئے جاتے تھے تاکہ غریب سے غریب آدمی بھی اپنی روزمرہ کی خوراک سے دست بردار ہوکر اپنے بھائیوں کی مدد کر سکے۔ ایک موقع پر سپرئین نے بہت سا روپیہ کارتھیج کے مسیحیوں کی طرف سے کسی دوسری جماعت کو بھیجا تاکہ چند بھائی غلامی سے آزاد کرائے جائیں اور بھیجتے وقت ان الفاظ سے مسیحی ہمدردی کا کا اظہار کیا کہ "اگر ایک عضو کو تکلیف ہو تو کل اعضا اُس کے ساتھ شریک ہوتے ہیں" +

اکثر مشکل موقعوں میں مسیحیوں کی خود انکاری کی بت پرستوں نے بھی تعریف کی اور اپنی خود غرضی کے قائل ہوئے۔ مثلاً اسکندریہ کے شہر میں وبا پھیل رہی تھی۔ بت پرست اپنے عزیز سے عزیز بیمار دوستوں کو چھوڑ کر بھاگ گئے یا بیماروں کو گھروں سے باہر نکال

کر پھینک دیتے تھے اور مُردے بے کفن و دفن چھوڑے جاتے تھے۔ تمام تندرستوں کی یہی غرض تھی۔ کہ اپنی جانیں بچاکر بھاگیں۔ بر خلاف اِس کے مسیحیوں نے سب بیماروں کی خدمت کی۔ کارتھیج میں بھی یہی کیفیت دیکھنے میں آئی بُت پرست گھبرا کے بھاگ گئے۔ بعض موت کی امید سے باقی رہے۔ لیکن مسیحیوں نے سب بیماروں کی خدمت کی اور مُردوں کو دفن کیا۔ سپریئن اپنے لوگوں سے کہتا تھا کہ یہ وبا تمہارے ایمان کی آزمائش ہے۔ تاکہ معلوم ہو کہ آیا آقا اپنے غلاموں کی خدمت کرتے ہیں یا نہیں۔ خدا تمہیں سکھاتا ہے کہ اُن سے محبت کرو جو تمہیں ستاتے ہیں۔ ضرور تھا کہ ایسی خود انکاری کا بت پرستوں پر بڑا اثر ہو۔

مخلوق کو خالق کی عزت دینے سے مسیحی مطلق انکار کرتے تھے۔ تاہم مُلکی قانون کی اُن کے درمیان بڑی وقعت تھی اُن کا خیال تھا کہ حاکم وقت کی اطاعت اور تمام جائز محصول کا ادا کرنا مذہبی فرض ہے۔ طرطلیین دلیری سے کہتا ہے کہ مُلکی آمدنی میں مسیحیوں کی ایمانداری کے باعث ہر روز ترقی ہوتی ہے لیکن بت پرست بڑی بڑی حکمتوں سے خراج سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بادشاہ کی طرف سے اُن پر بار بار ظلم ہوتا تھا۔ اِس لئے وہ اُس کو اپنا دشمن سمجھنے سے باز نہ رہ سکتے تھے تاہم تمام جائز خرچ ادا کرتے تھے۔ بعض مسیحی مُلکی عہدوں پر معمور ہونے سے انکار

کرتے تھے اور ایسے مرتبوں اور رتبوں کو مسیح کی تعلیم
کے خلاف سمجھتے تھے اُن کا خیال تھا کہ اگر دنیاوی عزت
کو مسیح اپنے لائق سمجھتا تو بادشاہ بننا اُس کے لئے چنداں
مشکل نہ تھا لیکن اِس دنیا کی عزت کو اُس نے اپنے اور
اپنے پیروؤں کے لائق نہ سمجھا۔ اِن خیالات کو معلوم کرکے
مخالفین یہ الزام لگاتے تھے کہ مسیحی دنیاوی کاروبار کے
بالکل لائق نہیں۔ وہ کہتے تھے کہ یہ لوگ علانیہ خاموش
رہتے ہیں۔ لیکن پوشیدگی میں بکواس کرتے ہیں۔ جنگی
خدمات کی بابت بھی مسیحیوں کے مختلف خیالات تھے
بعض تو اُس کی تائید میں پُرانے عہدنامہ کے بہادروں
کا حوالہ دیتے تھے اور بعض اُس کام کو ممنوع سمجھتے
تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ڈایوکلیشن کے زمانہ میں
رومیوں کی فوج میں مسیحیوں کا شمار بہت ہی بڑھ
گیا تھا اور ظلم عام فوج ہی میں شروع ہوا ۔

بعض پیشے ایسے تھے جن کا اختیار کرنا مسیحی
اپنے لئے ناجائز سمجھتے تھے۔ مثلاً بتوں کا بنانا یا کسی
اور شے کا بنانا جو بتوں کی عبادت سے تعلق رکھتی ہو
ناٹکوں میں شامل ہونا اور نجوم اُن کے نزدیک معیوب
کام تھے۔ اگر کسی نومرید کا طریق معاش اِس قانون
سے جاتا رہتا تو کلیسیا اُس کی پرورش کرتی تھی۔ جب تک کہ
وہ کوئی اور جائز پیشہ سیکھ نہ لیتا تھا۔ مسیحیوں کو اُن تنخواہ

مصنوعی لڑائیوں میں جن میں کثرت سے خونریزی ہوتی تھی شامل ہونا منع تھا۔ اسی طرح تماشہ گاہیں اور سرکس بھی اُن کے واسطے ناجائز تھے۔ علاوہ اس کے ہر قسم کے تماشے شیطانی ایجاد سمجھے جاتے تھے اور مسیحیوں کے خیال میں اُن سے فقط بیرحمی اور شہوت پیدا ہوتی تھی۔ اور فی الحقیقت بت پرستوں کے تماشے ایسے ہی پلید تھے کہ اُن کا اس طور پر ترک کرنا درست تھا۔ انجام یہ ہوا کہ مسیحی مذہب نے ان سب کو موقوف کروا دیا آپس کی پہچان کے لئے مسیحی صلیب کے نشان کو استعمال کرتے تھے اور صبح اور شام اور نیز تمام مناسب موقعوں پر اپنے بدن پر صلیب کا نشان بنایا کرتے تھے۔ چند اور نشان بھی تھے جو بت پرستوں کے نشانوں کے بجائے استعمال کئے جاتے تھے۔ ایسے نشانات روما کے تہ خانوں کی قبروں میں بہت پائے جاتے ہیں۔ دیواروں پر اُن کے منقش کرنے کا رواج بہت بڑھ گیا تھا۔ وہ نشان جو زیادہ رائج تھے یہ ہیں۔ فاختہ کی صورت جس سے رُوح القدس مراد تھا۔ مچھلی جس سے بپتسمہ مفہوم تھا۔ چلتا ہوا جہاز آسمانی سفر کا نشان تھا۔ بربط جس سے مسیحی خوشی ظاہر ہوتی تھی۔ لنگر مسیحی اُمید کا نمونہ تھا۔ اچھے گڈریے کی تصویر بھی اکثر کھینچی جاتی تھی۔ لیکن فن مصوری کم رائج تھا کیونکہ اُس کی بابت

یہ خیال تھا کہ اُسے بھی بت پرستوں نے ناپاک کر دیا ہے۔ یشعیاہ کے ۵۳ باب کے مطابق اکثر مسیحی یہ سمجھتے تھے کہ مسیح کی شکل خوبصورت نہ تھی لیکن تیسری اور چوتھی صدیوں میں تصاویر گھروں سے بڑھکر گرجوں میں داخل ہوگئیں مگر چوتھی صدی کی کونسلیں اُن کے خطرہ سے لوگوں کو آگاہ کرنے لگیں ؛

۲- مسیحی عبادت

ابتدا میں عبادت گاہوں کے بنانے کا خیال بہت کم تھا اُس زمانے کے بت پرست مسیحیوں پر یہ طعن کیا کرتے تھے کہ تمہارے پاس ہمارے سے عظیم الشان مندر نہیں۔ اِس کے جواب میں مسیحی کہا کرتے تھے کہ خدا دیواروں سے محیط نہیں ہوتا اور اُس کے پرستار جہاں آسانی سے جمع ہوسکیں وہیں اُس کی پرستش کر سکتے ہیں۔ علاوہ اِس کے ظلم کے دِنوں میں اُن کی عبادت گاہوں کا سب کی نظروں میں ہونا اُن کے واسطے بڑے خطرے کا باعث ہوتا۔ اِس لئے کچھ عرصہ تک پوشیدہ گھروں میں عبادت ہوتی رہی۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا تھا کہ جماعت میں سے کوئی امیر آدمی عبادت کے واسطے کوئی بالاخانہ یا وسیع کمرہ مخصوص کر دیتا تھا پہلی صدی کے خاتمے تک یہی دستور رہا ؛

لیکن دوسری صدی میں گرجا بننے شروع ہوئے شہنشاہ سویرس نے (۲۲۲ سے ۲۳۵) تک گرجا کی تعمیر کے واسطے زمین عنایت کی اور شہنشاہ گیلی ای نس (Gallianus) کے ایک حکم میں مسیحی عبادت گاہوں کا ذکر ہے۔ گیلی ای نس کی سلطنت بڑے امن و امان کے ساتھ گذری اور مسیحی عبادت گاہوں کا شمار بہت ہو گیا جب ڈایوکلیشن کا ظلم عام شروع ہوا اُس وقت خاص روما کے شہر میں ۲۵ گرجا تھے اور نزدیک کے گاؤں میں ۱۵۔ شہنشاہ کے حکم سے یہ سب گرائے گئے۔ لیکن اِن دنوں میں جب مسیحیوں کی بڑی تلاش تھی علانیہ عبادت کے واسطے جمع ہونا خطرناک تھا۔ پوشیدگی کے خیال سے جماعتیں مقبروں میں جا کر عبادت کیا کرتی تھیں۔ یہ مقبرے روما کے شہر میں تہ خانوں کی طرح ہوتے تھے اور شاخ در شاخ ہو کر زمین کے نیچے نیچے کئی میل تک چلے جاتے تھے۔ اِن میں داخل ہو کر مُردوں کی ہڈیوں کے بیچ میں مظلوم مسیحی عبادت کے واسطے جمع ہوتے تھے۔ سپاہی اُن کی تلاش میں ہمیشہ پھرتے رہتے تھے اور بعض اوقات دفعتاً آ کر اُن کو بڑی سختی سے پکڑتے تھے۔ وفادار مسیحی زمین پر جمع ہونے کے بجائے زمین کے نیچے مُردوں کی لاشوں کے پاس عبادت کو جمع ہوتے تھے۔ لیکن وہاں

بھی اُن کے واسطے سلامتی نہ تھی۔ کیونکہ اکثر اوقات خدا کے اُن وفادار بندوں کے واسطے سپاہیوں کے ظالمانہ قدموں کی آہٹ سُنسان تہ خانوں میں موت کا پیغام لاتی تھی میلان شہر کے حکم عام کے بعد مسیحی اپنے پوشیدہ مقاموں سے نکلے اور گرجا بنانے شروع کیئے۔ اُس زمانے کے گرجا ایک ہی نقشہ پر بنائے گئے تھے۔ ایک قدیم مصنّف اُس زمانے کے گرجوں کا ذکر کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ اُس زمانے کے گرجے سڑک سے کچھ فاصلہ پر ہوتے تھے اور اُن کے اور سڑک کے درمیان صحن اور فوّارے ہوتے تھے مغربی دیوار صاف ہوتی تھی اور اِس میں ایک دروازہ ہوتا تھا جس پر پردہ پڑا رہتا تھا۔ اُس کے آگے ڈیوڑھی ہوتی تھی۔ بت پرست اور متلاشی یہاں کھڑے رہتے تھے۔ اصل گرجے کے تین حِصّے ہوتے تھے۔ ایک درمیانی حصّہ اور دو دائیں اور بائیں طرف کے برآمدے۔ ڈیوڑھی میں تین بڑی محرابیں ہوتی تھیں جن سے جماعت اندر داخل ہوتی تھی۔ مغرب کی طرف ایک بلند چبوترہ ہوتا تھا۔ جس پر گانے والے کھڑے ہوتے تھے پیچھے کی دیوار نصف دائرے کی صورت میں ہوتی تھی۔ اس نصف دائرے کے اندر میز مُقدّس رہتی تھی اور اِس کے پیچھے اُسقف اور باقی بزرگوں کی کرسیاں بشکل ہلال لگی رہتی

تھیں۔ چبوترے کی سیڑھی کے دونوں طرف منبر ہوتے تھے
جن پر سے مکتوب انجیل اور وعظ سنائے جاتے تھے۔ اسقف
اپنا وعظ کرسی پر بیٹھ کر فرماتے تھے۔ جماعت کے واسطے
گرجے کے اندر کرسیاں نہ تھیں۔ عبادت کے وقت لوگ
کھڑے رہتے یا گھٹنے ٹیکے رہتے تھے۔ فرش میناکاری سے
منقش ہوتا تھا۔ اور دیواروں میں کھدے ہوئے طرح طرح سے
مختلف تصویروں سے منقوش ہوتے تھے۔ ایسی عمارت
باہر سے تو بالکل صاف اور سادی ہوتی تھی۔ لیکن اندر
بڑی کاریگری اور قیمتی چیزوں سے مرصع کی جاتی تھی +
جسٹن مارٹر کے بیان سے اُس زمانے کا طریق
عبادت معلوم ہوتا ہے۔ مقدس یوحنا کی وفات کے پچاس
برس بعد جسٹن لکھتا ہے۔ کہ اتوار کے دن ہمارے ہاں
شہریوں اور دیہاتیوں کا مجمع ہوتا ہے۔ ساری جماعت
کسی مقررہ جگہ میں جمع ہوتی ہے۔ شروع میں رسولوں یا
نبیوں کی کتابیں پڑھی جاتی ہیں۔ اس کے بعد وعظ ہوتا
ہے جس میں قدیم بزرگوں کا ذکر ہوتا ہے۔ اس کے بعد
سب کھڑے ہوتے ہیں اور دعا مانگی جاتی ہے۔ پھر روٹی
مے اور پانی پیش کئے جاتے ہیں۔ اور صدر مجلس شکرانہ
ادا کرتا ہے۔ اور جماعت آمین کہتی ہے۔ پھر عشاء ربانی
تقسیم کی جاتی ہے اور غیر حاضروں کے واسطے حصہ بھیجا
جاتا ہے۔ جسٹن کا بیان نہایت ہی مختصر ہے کیونکہ وہ

ایک بت پرست کے واسطے لکھا گیا تھا لیکن اُس سے معلوم ہوتا ہے۔کہ اُس زمانے میں اِن دنوں کی طرح پاک رفاقت کا دستور مسیحی عبادت کا مرکز تھا۔چند اور باتیں جن کا ذکر جسٹن نے نہیں کیا قدیم نماز کی کتابوں سے معلوم ہوتی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ پاک رفاقت کے اعلیٰ حصّہ رسولوں کے زمانے سے لیکر ویسے ہی چلے آئے جیسے اب ہمارے درمیان رائج ہیں۔وہ مدتوں تک نمازیں روایت کے طور پر جاری رہیں۔ اِس وجہ سے مختلف کلیسیاؤں کے دستورات میں کچھ فرق بھی آگیا۔اغلب ہے کہ مذکورہ بالا نماز کی کتابیں چوتھی صدی تک قلمبند نہ ہوئیں تھیں۔کیونکہ اُس وقت تک ڈر تھا کہ مبادا وہ دشمنوں کے ہاتھوں میں پڑ کر خراب ہوں۔ مذکورہ بالا بیان میں جسٹن گیتوں کا ذکر نہیں کرتا تاہم اور جگہوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم جماعتیں دو فریق ہو کر زبور گایا کرتی تھیں اور ہر اتوار کو چندہ ہوتا تھا۔گیتوں اور مزامیر کا استعمال نہایت ہی قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے۔

دسواں باب

کانسٹن ٹائن پہلا مسیحی بادشاہ

(۱) شہنشاہ کانسٹن ٹائن Constantine نے شہر

میلان سے ایک حکم جاری کیا جس سے اُس نے علانیہ اپنے تئیں مسیحیوں کا حامی ظاہر کیا۔ لیکن اِس سے پیشتر بعض اعلیٰ عہدہ داروں کو معلوم ہو چکا تھا کہ مسیحی مذہب اپنے جنگ شدید میں فتحمند ہوگا مشرق کے حاکم گلیریس نے اپنی موت سے کچھ پہلے اپنی روحانی تمیز سے مجبور ہو کر مسیحیوں کو قید سے نکلنے گرجا بنانے اور عبادت کے واسطے جمع ہونے کی اجازت دی۔ اور اُن سے کہا کہ اگر ملکی انتظام میں فتور نہ ڈالو تو تمہارے مذہب کی بادشاہ کی طرف سے مزاحمت نہ ہوگی۔ اِس حکم سے ہزارہا سچے مسیحی قید خانوں اور کانیں کھودنے سے آزاد ہو کر کانسٹن ٹائن کی مدد کو تیار ہوئے۔ اُن کے دشمن ہر طرح کی کوشش اُن کے برخلاف کرتے تھے۔ بعضوں نے جھوٹے قصوں کی کتابیں لکھیں اور بچوں کو پڑھانی شروع کیں تاکہ شروع ہی سے قوم کا دل اِس مذہب کی طرف سے متنفّر ہو جائے تاہم حق نے فتح پائی۔ کانسٹن ٹائن نے بڑی پیش بینی سے معلوم کیا کہ انجام کار فتح مسیحیوں ہی کی ہوگی۔ اور اُس نے ارادہ کیا کہ اُنہیں کے وسیلہ سے شہنشاہ بنے +

فرانس کے حاکم کانسٹن شئیس کلورس Constantius Chlorus کے بیٹے کانسٹن ٹائن نے ڈایو کلیشن کے دربار میں پرورش پائی تھی اور مصر اور فارس کے میدانوں میں جنگ آزمائی کر چکا تھا۔ جب ڈایو کلیشن سلطنت سے

دست بردار ہوا کانسٹن ٹائن دشمنوں کے ڈر سے اپنے
باپ سے جا ملا۔ کچھ عرصہ بعد کانسٹن ٹیس مر گیا۔ اور
انگلینڈ کی رومی فوج نے جو شہر یارک میں مقیم تھی اُس کے
بیٹے کو اُس کا جانشین اور مغربی ممالک کا حاکم بنایا۔ گال
اور برٹن کے سب مخالفوں کو مطیع کر کے کانسٹن ٹائن
نے اٹلی کا رُخ کیا۔ وہاں کی رعایا مکسی منی اُس (Maxei-
mantius) کے ظلم سے مصیبت میں تھی۔ یہ موقع کانسٹن
ٹائن کی زندگی میں نہایت ہی مشکل تھا۔ اُس زمانے میں
وہ کل مذاہب کی عمدہ باتوں اور واحد خدا کو مانتا تھا اور
اُس کا دِل بت پرستوں کی توہمات سے خالی تھا۔ وہ خوب
جان چکا تھا کہ مسیحی مذہب دیگر مذاہب سے کس قدر
افضل ہے وہ جانتا تھا کہ اگر ظالم مکسی منی اُس کے برخلاف
مسیحی میرے حامی ہو جاویں تو اُن سے مجھے بڑی تقویت ملے
گی۔ وہ قسمیہ اُس رویا کا بیان کرتا ہے۔ جس کے باعث اُس
نے علانیہ مسیحی مذہب کو اختیار کیا۔ وہ لکھتا ہے کہ ایک دِن
تیسرے پہر کے قریب آفتاب کے اوپر کی طرف میں نے
ایک صلیب دیکھی جس پر یونانی میں یہ الفاظ لکھے تھے
(اِس کے وسیلہ سے فتحمند ہو) یہ دیکھکر وہ علانیہ مسیحیوں
کا حامی ہو گیا اور صلیب کے نشان کو اپنی فوج کے جھنڈوں
پر منقوش کروایا۔ اُس کے دشمن کی فوج اُس کی فوج سے
چار چند تھی تاہم کانسٹن ٹائن بڑی دلیری سے کوہستان

الپس سے گذر کر دو دفعہ فتحمند ہوا۔ آخری جنگ جس
سے لڑائی کا فیصلہ ہو گیا روما سے ۹ میل کے فاصلہ پر
بمقام پونٹس ملویس ہوئی تھی اس شکست کھا کر بہت
سے سپاہیوں کے ساتھ دریا تائبر میں غرق ہو گیا۔ اس
فتح کی یادگاری میں کانسٹن ٹائن نے روما کے شہر میں
ایک تصویر نسب کی جس کے ہاتھ میں ایک صلیب تھی
اس کے نیچے یہ کتبہ لکھا ہوا تھا۔ اس موثر نشان کی
حمایت سے جو حقیقی بہادری کا نشان ہے میں نے تمہارے
شہر کو ظلم سے بچایا اور اسے آزادی بخشی۔ اس فتح کے
بعد مغربی ممالک کا شہنشاہ ہو کر اس نے شہر میلان سے
ایک حکم جاری کیا جس سے مسیحی مذہب آزاد کیا گیا۔
ہر شخص کو اپنے اپنے مذہب کے مطابق چلنے کی آزادی
دی گئی۔ اور مسیحی اپنے گرجاؤں اور دوسری عمارات پر
قابض ہوئے۔ ظلم کی مصیبتوں سے آزاد ہونے اور شہنشاہ
کی حمایت پانے سے مسیحیوں کو بڑا امن ملا۔ لیکن اس نئی
حالت میں چند قباحتیں بھی تھیں۔ خادمان دین اراکین
سلطنت میں شامل ہو گئے۔ اور بشپوں کی بڑی عزت ہونے
لگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی قدیم دینداری کم ہو گئی۔
جیسا کہ ایرین مباحثہ سے ظاہر ہوا ملکی امور سے کلیسیا
کا تعلق بہت بڑھ گیا اور ان دونو صیغوں کا جدا ہونا
مشکل ہو گیا۔ پس ظاہر ہے کہ مسیحی مذہب اور سلطنت

کے متحد ہونے سے گو بہت فائدے ہوئے تاہم چند قباحتیں بھی ظہور میں آئیں۔ کانسٹن ٹائن کے مسیحیوں کے حمایت کرنے سے سرگرم بت پرست نہایت ناراض ہوئے۔ مشرق کے شہنشاہ لی سی نس (Licinus) نے بت پرستوں کی بڑی جمعیت کو اپنا حامی بنا کر جنگ کا اظہار کیا اُس نے تمام مسیحیوں کو مُلکی عہدوں سے خارج کر دیا اور بشپوں کی کونسلیں بھی بند کر دیں۔ اور تیز کئی اور طریقوں سے مسیحیوں کی مخالفت کی تاکہ بت پرست خوش ہوں۔ کانسٹن ٹائن اور لی سی نس کی جنگ مسیحی مذہب اور شرک کی جنگ تھی۔ جوش اور سرگرمی مسیحیوں میں زیادہ تھی۔ بت پرست تعداد میں کہیں زیادہ تھے۔ کانسٹن ٹائن فتحیاب ہو کر کل سلطنت کا شہنشاہ ہو گیا +

پیش بینی میں یہ شخص لاثانی گذرا ہے۔ اپنی نئی سلطنت کے واسطے اُس نے نیا دارالسلطنت لاثانی موقع پر بنا کیا اور اُس کو اپنے نام سے نامزد کیا۔ قسطنطنیہ پہلا مسیحی شہر تھا اُس کی چار دیواری کے اندر بت پرستی بالکل منع تھی یہ نیا دارالسلطنت مسیحی بنا پر بنایا گیا اور اُس کی سب سے بڑی زینت مسیح کی صلیب تھی۔ اِس شہر کے قائم ہونے اور عروج پکڑنے سے صاف ظاہر ہے کہ مسیحی مذہب نے کتنی ترقی کی +

۲- ایرین ازم

بت پرستوں کی مخالفت سے آزاد ہوئے مسیحی مذہب کو تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ ایک خوفناک بدعت برپا ہوئی جس کے باعث کلیسیا میں پھوٹ پڑ جانے کا بڑا خطرہ تھا بیرونی امن نے اندرونی امن کو تقویت نہ بخشی۔ کانسٹن ٹائن چاہتا تھا۔ کہ ملکی اتحاد کے موافق کلیسیا بھی متحد ہو جائے اس خواہش کے پورا کرنے کو اُس نے کل ممالک کے بشپوں کو طلب کیا کہ اُن کے مشورہ سے اُس مرض کا علاج ہو۔ یہ پہلی عام کونسل تھی جو شہنشاہ کے حکم سے نیسیہ کے شہر میں (۳۲۵ء) میں منعقد ہوئی ؂

ارائس کا عقیدہ کونسل کے روبرو پیش ہؤا یہ بدعت دو خیالوں کا نتیجہ تھی ؂

(۱) اُس رشتہ کی تمثیل کے وسیلے سے جو انسانوں کے درمیان باپ اور بیٹے میں ہوتا ہے ارائس (Arius) نے خدا باپ اور خدا بیٹے کے رشتہ کو کماحقہ بیان کرنے کی کوشش کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ خدا بیٹا خدا باپ کی نسبت درجہ اور قدامت میں کمتر ٹھیرا ؂

(۲) ارائس سمجھتا تھا کہ اگر دو غیر مخلوق اقانیم تسلیم کر لئے جاویں تو بت پرستوں کی طرح مسیحی اعتقاد میں بھی بہت سے خداؤں کی پرستش داخل ہو جائے گی۔ اِن خیالوں

کا پابند ہو کر آرائس نے کہا۔ کہ خدا بیٹا خدا باپ کے ساتھ من حیث الذات درجہ اور قدامت ہیں مساوی نہیں۔ اُس کے مقلّد یہ مانتے تھے کہ فی الحقیقت مسیح اور کل مخلوقات سے درجہ میں اعلیٰ ہے۔ اِس لئے اُس کی پیدائش وقت کے دائرے سے باہر ہے اور سب موجودات اُس کے وسیلے سے خلق کی گئی لیکن اُن سب تاویلوں کا جو ایرین معلم کرتے تھے خلاصہ یہ تھا کہ بیٹا باپ سے الوہیت میں کمتر ہے۔ یہ عقیدہ اُن گیتوں اور غزلوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے جن کے وسیلے سے اُن کے مسائل کی اشاعت عوام النّاس کے درمیان کی جاتی تھی۔ اُن کے اعتقاد کے موافق مسیح نہ خدا تھا نہ اِنسان بلکہ خدا اور اِنسان کے درمیان خدا کا بنایا ہؤا ایک وسیلۂ اتحاد ✣

کانسٹنٹائن اِس مباحثہ کو محض لفظی نزاع سمجھتا تھا۔ کونسل کے افتتاح پر اُس نے ایک نصیحت کی جس میں طرفین کو یہ صلاح دی کہ کل کام صلح سے کیا جاوے جب بدعتیوں کا عقیدہ پیش کیا گیا تو تمام بشپوں نے ملکر اُسے چاک کر ڈالا بعد ازاں قیصریہ کے مشہور مورّخ یوسی بی اُس (Eusebius) نے ایک عقیدہ پیش کیا جس کو سب قبول کرنے پر راضی ہوئے لیکن اُس میں یہ قباحت تھی کہ وہ عقیدہ ایرین بدعت کے برپا ہونے سے پہلے مرتب کیا گیا تھا اور اُس کے الفاظ سے بدعتی تاویلاً اپنے

مطلب نکال سکتے تھے یہ دیکھ کر اتھانے سیس (Athanasius) اکیلا کھڑا ہؤا۔ اور اس بات پر زور دیا کہ حقیقی عقیدہ میں کوئی نہ کوئی ایسا جملہ ہونا ضرور ہے جس سے مخالفین کا اعتقاد مسیحی دائرے سے بالکل خارج ہو جائے۔ اگرچہ یہ بہت مشکل تھا۔ لیکن آخر کار اتھانے سیس کی لیاقت اور فصاحت سے یہ جملہ بڑھایا گیا۔ "نہ مخلوق بلکہ مولود اُس کی اور باپ کی ایک ہی ماہیت ہے" ماسوا دو کے کل بشپوں نے جن کا شمار تین سو اٹھارہ تھا اس عقیدہ کو منظور کیا اس وقت سے یہ لفظ یعنے "ایک ہی ماہیت" صحیح اعتقاد والوں کے عقیدہ کا نشان بن گیا +

نیسیہ کی کونسل ایرین بدعت کو دور نہ کرسکی بلکہ برعکس اس کے یہ کہنا چاہیئے کہ مباحثہ بجائے ختم ہونے کے اب شروع ہؤا ہو جو مسئلہ اُس میں صحیح ٹھیرایا گیا وہ ایک شخص کے ارادہ اور دلیری کے باعث سے تھا اُس کا اثر ایسا نہ تھا جیسا ایک قطعی فیصلہ کا ہوتا ہے۔ لوگ اس فیصلہ کو سُنکر نہایت ہی حیران ہوئے اور کچھ عرصہ بعد یہ خیال جمنا شروع ہؤا کہ اتھانے سیس کا عقیدہ بدعت کی مخالفت میں حد سے بڑھ گیا۔ مغربی ممالک میں جہاں کے باشندے قانون اور ترتیب کے بہت پابند تھے کونسل کا فیصلہ تسلیم کیا گیا۔ لیکن مشرق میں جہاں مسیح کی شخصیت کی بابت ہمیشہ بحث رہتی تھی یہ فیصلہ منظور نہ

ہؤا۔ تاہم اِس مجلس عام کے فتویٰ کے باعث اتھانیسیس کے فریق کو اپنے مخالفوں کے برخلاف بڑی مدد ملی۔

نیسیہ کی کونسل کے بعد چار سو برس تک ایرین ازم کلیسیا کے امن وچین میں رخنہ ڈالتا رہا۔ یہ بدعت مشرق سے لیکر مغرب تک پھیلی ہوئی تھی اور باقی پرانی بدعتوں کی طرح سلطنت کے کسی خاص حصہ میں مخصوص نہ تھی ایرین مشنریوں نے سلطنت کے آس پاس کے وحشیوں کو مسیحی کیا اور جب رومی سلطنت سے یہ بدعت خارج ہو گئی تو اُن وحشیوں نے روم پر حملہ آور ہو کر اُس کو پھر جاری کیا۔ نیسیہ (Niceaea) کے فتوے کے بعد بھی اِس بدعت کی قوت اور طاقت بڑھتی گئی۔ اِس کے عروج کا باعث دریافت کرنا نہایت ہی مشکل ہے ذیل کے چند اسباب پیش کئے جا سکتے ہیں (۱) مشرق کے شہنشاہ ایرین فریق کی حمایت کرتے تھے۔ (کانسٹن ٹائن کی موت کے بعد سلطنت دوبارہ تقسیم ہوئی) ایرین لوگوں پر قسم قسم کی مہربانی کی جاتی تھی اور کاتھلک کلیسیا ظلم کی متحمل ہوتی تھی۔ شہنشاہوں کی مدد اور مُلکی عہدے بدعتیوں کے واسطے مخصوص تھے (۲) لیکن اِس بدعت کے عروج کا اصل بھید زیادہ گہرا تھا اُس کے مسائل بت پرستوں کے مسائل سے بڑی مشابہت رکھتے تھے شہنشاہ کے مسیحی ہو جانے کے باعث بت پرست بھی اِس مذہب

میں داخل ہونے کی کوشش کرنے لگے۔ شرک کو چھوڑ کر دفعتہً توحید کو ماننا اُن کے واسطے بہت مشکل تھا۔ لیکن موحد ہو کر ایسے مسئلہ کو ماننا جو ظاہرا توحید کو دوبارہ شرک میں مبتلا کرتا تھا اور بھی مشکل تھا۔ بت پرستوں کی قدیم عادت تھی کہ وہ اپنے قوم کے بہادروں کو نیم خدائی کا درجہ دیا کرتے تھے۔ اِس عادت کے باعث ایرائیس کا مسئلہ اُن کی طبیعت کے بہت موافق تھا۔ یسوع مسیح کو جہاں کی پیدائش کا وسیلہ اور بنی آدم کا سب سے بڑا معلّم تسلیم کرنا اُن کے لئے بہت آسان تھا اور ایسے اعتقاد کے پابند ہو کر مشرکین مسیحی کہلانے پر بالکل راضی تھے۔ ایرین ازم کو شرک آمیز مسیحیت کہنا جائز ہے۔ اِس مسئلے کو مانکر تمام شائستہ بت پرست مسیحی ہونے کو تیار تھے۔

اِس مختصر تواریخ میں اِیرین مباحثے اور اُس کے عقیدوں اور کونسلوں کا پورا پورا بیان کرنا ممکن نہیں یہاں اُن کا فقط مختصر بیان ہوگا۔ جھوٹے الزاموں کے وسیلے شروع ہی سے اُنھوں نے اُن سب کو جو نیسیہ کی کونسل کے اعلیٰ ارکان تھے۔ جن میں اتھنے سیس شامل تھا جلاوطن کروا دیا لیکن اُن میں ایکا نہ تھا اور کچھ عرصہ بعد پھوٹ ہوئی۔ اُن کے بڑے فرقوں کے نام یہ ہیں۔

نیم ایرین۔ اُنکے اِعتقاد کی تفصیل یہ ہے وہ کہتے تھے کہ مسیح کی ذات (یا ماہیّت) خدائی ذات سے مشابہ ہے۔ اِس کے

خلاف کا تعلق کہتے تھے کہ مسیح اور خدا کی ذات ایک ہے
ان بدعتیوں کا دوسرا فریق لفظ ماہیت کو بالکل ترک کرتا تھا
اس دعوے پر کہ یہ لفظ انجیل میں بالکل نہیں پایا جاتا اُن
کے عقیدے میں مسیح کو فقط خدا کی مانند کہنا کافی تھا۔
فی الحقیقت لفظ ماہیت انجیل میں نہیں پایا جاتا۔ اس سے
بدعتیوں کو بڑی تقویت ملتی تھی ؎

مباحثہ کے شروع ہی میں نیم ایرین کا ایک درمیانی
فریق قائم ہوا جس کا سردار نائی کومی ڈیا کا یوسی بی اُس
(Eusebius) تھا۔ اُن کی کوششوں سے نیسیہ کے سب اعلیٰ
اراکین جلاوطن کئے گئے اور تمام بدعتیوں کو جو پیشتر نکال
دئے گئے تھے واپس آنے کی اجازت ملی۔ اس فریق کی قوت
۳۹۷ء میں بڑے عروج کو پہنچی لیکن اس کے بعد ایک دوسرا
فریق بنام انومیئن نے زور پکڑنا شروع کیا۔ اُن کا اعتقاد
تھا کہ بیٹے کی ذات باپ کی ذات سے مشابہ نہیں ہے۔ نیم
ایرین نے اُن سے ڈر کر کاتھلکوں کی خوشامد کرنی شروع
کی۔ ان لوگوں نے شہر سرمیم سے ایک اشتہار جاری کیا جس
میں سبیلین فرقے کے مسائل رد کئے گئے اور مسیح کی بابت
کہا گیا کہ وہ خدا باپ کی ماہیت اور قوت کا بے تبدیل نقش
ہے ایسے جملہ سے جو فی الواقع پاک کلام سے لیا گیا تھا
کاتھلک ناراض نہ ہو سکتے تھے تاہم اس فریق کی فتح تھوڑے
ہی عرصہ تک رہی۔ اس بدعت کا ایک دوسرا فریق بنام ہوموئن

مشہور تھا۔ اب اُن کے عروج کا زمانہ آیا۔ اُنھوں نے ۳۵۹ء میں ایک عقیدہ مرتب کیا جس پر مشرق اور مغرب کے بشپوں نے بحث کرنی شروع کی۔ نتیجہ یہ ہؤا کہ مغربیوں نے نیسیہ کے عقیدہ کو اختیار کیا۔ لیکن مشرقیوں نے سیمی ایرین یعنی نیم ایرین اعتقاد کو درست سمجھا۔ لیکن دوسرے سال مشرق اور مغرب کے ایلچی قسطنطنیہ میں فراہم ہوئے۔ یہاں پر ہوموئن فریق نے فتح پائی اور یہ مسئلہ قرار پایا کہ بیٹا جہاں تک پاک کلام سے ثابت ہے سب باتوں میں باپ کی مانند ہے۔ جیروم کہتا ہے کہ قسطنطنیہ کی کونسل کے اِس فیصلہ سے کل دنیا بدعت میں مبتلا ہوئی۔ اِس مباحثہ عظیم کا پہلا حصہ یوں ختم ہؤا۔ دوسرے حصہ میں صحیح اعتقاد والوں کا ایک نیا فریق قائم ہؤا۔ اُس میں وہ نیم ایرین اور ہوموئن شامل تھے جن کو اپنے اپنے فریقوں کے عقائد سے تسلّی نہ تھی۔ قیصریہ کا یوسی بی اُس (Eusebius) اُن کا سردار تھا بازل اور اُس کے بھائی گریگری اور اُن کے دوست نزی آن زس (Nazeanz) کے گریگری کا رعب اور اثر تھوڑے سے ہی عرصہ میں نہایت بڑھ گیا۔ نزیان زس کا گریگری قسطنطنیہ کا بشپ تھا۔ یہ شہر بدعت کا مضبوط قلعہ تھا۔ اُس زمانہ میں شہنشاہوں نے بدعتیوں کی حمایت سے ہاتھ اٹھا لیا تھا شہنشاہ تھیوڈوسیوس (Theodosius) نے قسطنطنیہ میں بشپوں کی ایک کونسل جمع کی اِس میں نیسیہ کا عقیدہ دوبارہ قائم

ہُوا - اِس کونسل میں مغرب کا کوئی بشپ حاضر نہ تھا تاہم مغربی کلیسیا نے اِس کونسل کا فتوے منظور کیا - یہ کونسل مجلسِ عام کا درجہ رکھتی تھی - بعد کچھ تبدیلیوں اور ایزادیوں کے نیسیہ کا عقیدہ منظور ہُوا - اِن تبدیلیوں اور ایزادیوں کا باعث یہ تھا کہ اِس اثنا میں ایک نئی بدعت روح القدس کی بابت برپا ہوئی تھی اور اُس کا روکنا ضرور تھا - اِس کونسل کے فتوے سے جس کو تمام کلیسیا نے منظور کیا ایرین بدعت رومی سلطنت کے اندر باقی نہ رہی جو عقیدہ اِس کونسل میں درست ٹھیرایا گیا - اُس کو سب نے منظور کیا اور وہی عقیدہ ہماری کتاب نماز میں ہے - صرف اتنا فرق ہے کہ رُوح القدس کے صدور میں باپ کے ساتھ بیٹا بھی سرچشمہ سمجھا گیا ہے +

گیارھواں باب

نیسیہ کے زمانے کے بزرگ

قیصریہ کا یوسی بی اس تواریخ کلیسیا کا باپ کہلانے کا مستحق ہے - اُس کی تصنیفات سے قدیم کلیسیا کے کئی عجیب حالات ہم تک پہنچے ہیں - اُس کی تاریخ میں کئی قدیم کتابوں کے حوالے پائے جاتے ہیں - جو اَب موجود نہیں

پہلی تین صدیوں کی فقط یہی ایک تاریخ ہے۔ باقی کتابوں کا بیان اُس جگہ سے شروع ہوتا ہے جہاں اِس کا بیان ختم ہوتا ہے۔

یوسی بی اس نیسیہ کی کونسل میں موجود تھا لیکن اُس کی رائے کاتھلکوں کے ساتھ پوری طرح سے متفق نہ تھی۔ ٹائر شہر کی کونسل نے اتھانےسیس کو گدّی سے اتارا اور یوسی بی اُس نے اِس فتوے کو منظور کیا۔ اُس کی تاریخ میں نیسیہ کی کونسل کے حالات درج نہیں۔ کیونکہ اُس کا بیان ایک سال پہلے کے حالات پر ختم ہوتا ہے۔ اُس کی وجہ یوں بیان ہوسکتی ہے کہ اغلباً یوسی بی اُس اِس مباحثہ سے متنفر تھا شائد اُس کا خیال ہوگا کہ کسی ایک فریق کا طرفدار ہو کر کسی کو مورخ ہونا مناسب نہیں۔ شہنشاہ کانسٹن ٹائن اُس کا بڑا دوست تھا اور مباحثہ میں اُس کے ساتھ متفق الرائے تھا۔

۲۔ اسکندریہ کا اتھانےسیس

نیسیہ کی کونسل میں اسکندریہ کے بشپ کا آرچڈیکن اتھانےسیس اُس کے ساتھ آیا۔ اِس وقت اتھانےسیس کی عمر ۲۵ برس کی تھی۔ اتھانےسیس مباحثہ کے طریق کو بنظرِ غور دیکھتا رہا اور اُس کو معلوم ہوا کہ بدعتیوں کی مخالفت میں مسیح کی کامل الوہیت کا قائم کرنا کیسا ضروری ہے باقی حاضرین اِس

بدعت کے مضر نتیجوں کی طرف چنداں غور نہ کرتے تھے لیکن اتھانےسیس تنہا اِس مہم کے واسطے مستعد ہؤا۔ تمام الزاموں دھمکیوں بلکہ موت کے ڈر کو بھی اُس نے برطرف رکھا مثل مشہور ہے کہ اِس موقع پر اتھانےسیس اکیلا کل دنیا کے برخلاف کھڑا تھا۔ اُس کے کلمات نے کلیسیا میں بڑا بھاری فتور پیدا کیا لیکن جس بات پر وہ زور دیتا تھا وہ ایسی ضروری تھی کہ اُس کے واسطے از حد کوشش درکار تھی ✦

ابتدا میں کانسٹن ٹائن چاہتا تھا کہ نیسیہ کی کونسل کے فیصلہ کو قبول کرے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد نیم آیرینیوں نے اُس کو اپنا حامی بنا لیا اِس فریق والوں نے پہلے اپنے کئی مخالفوں کو جلا وطن کروا دیا اور پھر اتھانےسیس پر حملہ کیا۔ اُس کے عقیدہ پر وہ لوگ حملہ نہ کر سکتے تھے اِس لئے کئی ذاتی الزام اُس پر لگائے۔ ایک الزام یہ تھا کہ رسد کے جہازوں کو روما کی طرف جانے سے اُس نے روکا۔ مصر کے باشندوں سے زبردستی خراج لینے کا الزام بھی اُس پر لگایا گیا۔ بعضوں نے اُس کی نسبت کہا کہ یہ روپیہ سے باغیوں کی مدد کرتا ہے اِن سب سے بڑھ کر خون کا الزام بھی اُس پر لگایا گیا۔ پہلی تحقیقات میں اتھانےسیس بری ہؤا۔ لیکن دوبارہ بھی الزام اُس پر قائم کئے گئے۔ یہ دیکھکر شہنشاہ نے حکم دیا کہ وہ جلا وطن کیا جاوے ✦

کانسٹن ٹائن نے بپتسمہ پانے میں بہت دیر کی مرنے

سے کچھ ہی پہلے اُس نے بپتسمہ پایا اور روایت ہے کہ اُس کی موت بپتسمہ کے سفید کپڑوں میں ہوئی۔ اُس کے مرنے کے بعد اتھانے سیس واپس آیا۔ اسکندریہ کے لوگوں نے بڑی عزت سے اُس کا استقبال کیا۔ لیکن مخالفوں نے خفا ہو کر گرجاؤں میں خونریزی کرنی شروع کی۔ یہ دیکھ کر اتھانے سیس کو دوبارہ اسکندریہ سے چلا جانا پڑا۔ وہ بھاگ کر روما پہنچا۔ اور وہاں کے بشپ سے انصاف چاہا۔ بشپ جولیس نے نے اُسے تمام الزاموں سے بری کیا۔ لیکن مشرقی بشپوں نے روما میں جمع ہونے سے یہ کہکر انکار کیا۔ کہ ٹائیر کی کونسل اِس امر میں آخری فتوےٰ دے چکی ہے۔ اتھانے سیس کے روما کو جانے سے کئی نتیجہ بر آمد ہوئے۔ ایک نتیجہ یہ تھا کہ باقی کلیسیاؤں پر اختیار رکھنے کا وہ دعوےٰ جو رومی کلیسیا نے کرنا شروع کیا تھا۔ کسی قدر مضبوط ہو گیا۔ دوم یہ کہ جب اُس نے مصر کے راہبوں کا دلچسپ ذکر مغرب کے باشندوں کو سُنایا۔ تو اُن میں رہبانیت کے واسطے بڑا شوق پیدا ہوا۔ سوم یہ کہ اُس کی لیاقت سے مغربیوں کے صحیح اعتقاد کو بڑی تقویت ہوئی ؛

اِن دِنوں میں اسکندریہ کے بدعتی بشپ نے انتقال کیا اور مغرب کے بادشاہ کانسٹنس نے مشرق کے بادشاہ کانسٹن شئیس کو لڑائی کی دھمکی دے کر مجبور کیا۔ کہ اتھانے سیس کو واپس جانے کی اجازت دے۔ لیکن اِس کے تھوڑے عرصہ

کی سلطنت تھوڑے ہی دِن تک رہی۔ دوسرے سال
اتھانے سیس پھر اسکندریہ واپس آیا اور اپنی وفات تک
وہیں رہیں ۔

اِس بڑے مقدس کی زندگی کے آخری دس برس
امن و آرام کے ساتھ اسکندریہ میں گذرے۔ اِس اثنا میں
اُس نے کئی کتابیں اور خطوط کلیسیا کی ترقی اور بہبودی
کے واسطے لکھے۔ صحیح اعتقاد نے اُس کی زندگی میں تو کامل
فتح نہ پائی۔ لیکن خدا کی معاونت سے اتھانے سیس کی چالاکی
دلیری اور سرگرمی نے اِس مہم عظیم میں بڑی مدد دی۔
لوگوں کی بے پرواہی اور مخالفت پر وہ غالب آیا۔ عمر بھر
حق کے واسطے جنگ کرنے سے وہ کبھی باز نہ رہا۔ اُس
کی زندگی جو ظلم سہتے اور جلا وطنی میں گذری تھی دوسری
مئی ۳۷۳ء کو امن کے ساتھ ختم ہوئی ۔

قیصریہ کا بازل اعظم اور نزی ان زس کا گریگری

بازل اور گریگری کپادوکیا کے باشندے تھے۔ دونو
۳۳۰ء کے قریب پیدا ہوئے۔ اُن کی دوستی ایام طفولیت
میں شروع ہوئی۔ اور عمر بھر قائم رہی۔ کچھ عرصہ بعد اتھنز
کے شہر میں جا کر تحصیل علم میں مشغول ہوئے۔ ایک ہی گھر

بعد کانسٹنس قتل ہو گیا۔ اور کانسٹن شیئس کل ممالک کا شہنشاہ ہوا۔ یہ شخص مذہب کا ایرین تھا۔ اور اُس کے عروج پانے سے کاتھلکوں پر بڑا ظلم شروع ہوا۔ لیکن اتھانے سیس کو اسکندریہ کے لوگوں نے بڑی محبت سے محفوظ رکھا۔ اور چونکہ بادشاہ اُس سے وعدہ کر چکا تھا اِس لئے اُس کا اسکندریہ سے نکالا جانا مشکل تھا۔ لیکن اُس نے خفیہ طور پر سپاہیوں کو حکم دیا۔ کہ اسکندریہ کے بڑے گرجے پر حملہ کریں۔ اِس حکم کی تعمیل میں کثرت سے خونریزی ہوئی اتھانے سیس کو اُس کے دوست غش کی حالت میں گرجے سے نکال لے گئے۔ وہ اپنی جان بچا کر بھاگا اور کئی سال تک بڑے خطرے میں راہبوں کے ساتھ مصر کے جنگلوں میں رہا۔

۳۶۱ء میں جولین (Julian) کانسٹن شیئس کا جانشین ہوا۔ جولین نے جو مرتد کہلاتا ہے مسیحیوں کے مذہبی معاملات میں دخل دینے اور کسی فریق کی حمایت کرنے سے مطلق انکار کیا۔ اب اتھانے سیس کے واسطے واپس آنا پھر ممکن ہوا۔ لیکن جب اُس نے دیکھا کہ اتھانے سیس کے واپس آنے سے مصری کلیسیا اپنی پھوٹ اور مصیبتوں سے رہا ہونے لگی اور کلیسیا کی ترقی ممکن ہوئی۔ تو اُس نے خاص اتھانے سیس کے نکال دئے جانے کا حکم دیا۔ اب اتھانے سیس کو چوتھی دفعہ جان بچا کر بھاگنا پڑا۔ لیکن جولین

میں رہتے تھے۔ شاہزادہ جولین بھی اُن کا ہم مکتب تھا اور بڑا تیز فہم تھا۔ اُس کے ساتھ بھی اُن کی گہری ملاقات ہو گئی۔ جولین جس کی مقسوم میں شہنشاہی تھی اور بازل جو مقدسوں کے درجہ میں شامل ہونے والا تھا پاک نوشتوں اور علم ادب کا اکٹھے مطالعہ کرتے تھے +

اتھنز سے نکلکر بازل نے رہبانیت اختیار کی لیکن گریگری خادم دین مقرر ہؤا۔ جولین کو مسیحی مذہب کی مخالفت کرتے دیکھ کر وہ بڑے رنجیدہ ہوئے اُن کی خاص رنجش کا باعث یہ تھا کہ جولین نے علمأ مسیحی معلموں کو قدیم علم ادب کے پڑھانے کی ممانعت کردی۔ ایک دفعہ جولین قیصریہ کے شہر کو گیا لیکن وہاں کے باشندوں کو مسیحی مذہب کا پیرو دیکھ کر اتنا خفا ہؤا کہ اُن سے بھاری جرمانہ طلب کیا۔ یہاں اُس کا مقابلہ بازل سے ہؤا۔ کچھ عرصہ بعد بازل قیصریہ کا اُسقف ہو گیا۔ اور اس حیثیت سے کاتھلک فریق کا پیشوا سمجھا گیا۔ بے انتہا محنت اور سرگرم ریاضت کے وسیلے سے اُس نے اپنے ہمعصروں کے درمیان ایسی عزت حاصل کی کہ ایرین شہنشاہ ویلنز خوف کے مارے اُس کو جلاوطن نہ کر سکا۔ باوجود اُس کی مخالفت کے بازل اور اتھانے سیس قیصریہ اور اسکندریہ کے شہروں پر جو صحیح اعتقاد کے مضبوط قلعے تھے قابض رہے۔ بازل نے کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں پانچ کتابیں مسیح کی الوہیت کی بابت بہت مشہور

ہیں۔ علاوہ اِس کے غربا پروری میں وہ بڑا سرگرم تھا۔ اُس نے جزامیوں کے واسطے ایک شفا خانہ بنا کیا۔ محنت اور ریاضت سے تھک کر اُس نے ۳۷۹ء میں انتقال کیا +

گریگری کچھ عرصہ تک بازل کے ماتحت ایک چھوٹے شہر میں نائب اُسقف تھا۔ لیکن ۳۸۱ء میں قسطنطنیہ کا صدر علاقہ اُس کو دیا گیا۔ کاتھلک اعتقاد کے واسطے وہ بڑا غیرت مند تھا اور بدعتیوں کے ساتھ بحث کرنے کی غرض سے اِس سے پیشتر ایک دفعہ قسطنطنیہ جا چکا تھا۔ یہ شہر اِس بدعت کا مضبوط قلعہ تھا۔ گریگری قسطنطنیہ کی جنرل کونسل کا صدر مجلس تھا۔ اِس کونسل نے اِیرین بدعت پر آخری فتوے دیا۔ یہ بدعت اِس تیا دارالسلطنت میں مدت سے سرسبز تھی۔ لیکن اِس کونسل نے بڑی کوشش سے شہر کو اُس سے پاک کیا۔ مرنے سے پیشتر گریگری اپنی جائے ولادت نزی آن زس کے شہر کو واپس گیا۔ اُس کا لقب اِسی شہر کے نام پر تھا +

شہر نِسّا کا گریگری

یہ گریگری بازل کا چھوٹا بھائی اور کپا دوکیہ کے تین بزرگوں میں تیسرے درجہ پر تھا۔ بازل نے اُسے نسّا کے شہر کا اُسقف مقرر کیا لیکن بدعتیوں نے زور پکڑ کر اُسے

معزول کردیا۔ وہ قسطنطنیہ کی کونسل میں حاضر تھا۔ اور
بعد ازاں کنعان کے مُلک کو چند تفرقوں کے مٹانے کی
غرض سے گیا۔ اُس کی تصانیف کسی قدر مشہور ہیں۔ اِس
کی تحریر کی صفائی اور بیان کی دُرستی کی یہ کیفیت ہے کہ
قدیم بزرگوں میں کوئی اُس سے سبقت نہیں لے گیا۔ اُس
نے مسیحی مسائل کا ایک خلاصہ لکھا جس کا نام عظیم درسی
کتاب ہے۔ اُس زمانے میں اِس کتاب کی بڑی قدر تھی۔
اوریجن کی تصنیفات نے اُس کے اعتقاد پر بڑا اثر کیا۔

یروشلم کا سِرل

یہ بزرگ بھی کاتھلک اعتقاد کا بڑا حامی اور یروشلم
کا اُسقف تھا ایرین بدعت کے عروج کے زمانہ میں اُس
نے بہت سی تکلیفیں اٹھائیں لیکن کانسٹن شیئس کے
مرنے کے بعد اپنے عہدہ پر بحال ہو گیا۔ جس وقت جولین
نے شرارت سے یروشلم کی ہیکل کو بنانا شروع کیا اُس
وقت سِرل (Cyril) وہاں کا بشپ تھا۔ تو مریدوں
کی تعلیم کے واسطے سِرل نے تیئس مضمون لکھے اور
یہی مضامین اُس کی بڑی تصنیف کہلاتے ہیں۔

سائپرس کا اِپی فے نئیس

روایت ہے کہ یہ شخص کنعانی یہودی تھا۔ اور پندرہ

پانے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد اُس نے ریڈر کا تقرّر پایا اُس کی فصاحت اور بلاغت نے بہت شہرت پائی اور ۳۸۱ء میں انطاکیہ کا اُسقفی عہدہ اُس کے پیش کیا گیا۔ لیکن اُس نے اِس عزّت کو اختیار نہ کیا اپنی والدہ کے مرنے کے بعد وہ ایک رہبان خانہ میں داخل ہو کر چھ برس وہاں رہا۔ اِس طریق کی خواہش اُس کے دِل میں بہت مدّت سے تھی۔ لیکن اپنی والدہ کی زندگی میں اِس خواہش کا پورا کرنا اُس کے واسطے ممکن نہ تھا جسمی ریاضت سے اُس کی صحت کو بڑا نقصان پہنچا۔ اور اُس کو انطاکیہ واپس آنا پڑا۔ یہاں پر اُس نے ڈیکن اور پریسبٹ کے عہدے حاصل کئے۔ سولہ برس تک انطاکیہ میں مذہبی خدمت میں مشغول رہا اِس زمانے میں اُس کی وعظ اور تفاسیر بہت مشہور ہوئیں ۳۹۸ء میں کریسوسٹم (Chrysostom) قسطنطنیہ کا اُسقف ہو گیا۔ اِس عہدہ پر مامور ہو کر اُس نے بڑی دلیری سے شاہی دربار کے لوگوں اور باقی باشندوں کو اُن کی بدفعلیوں پر ملامت کی۔ یہاں تک کہ ملکہ یوڈک سیہ (Eudoxia) کو بھی نہ چھوڑا۔ ایک مشہور موقع کا ذکر ہے کہ کریسوسٹم نے ملکہ سے ناراض ہو کر یوحنّا بپتسمہ دینے والے کی سرگذشت پر وعظ کہنا شروع کیا۔ اِس کے پہلے الفاظ یہ تھے۔ "پھر ہیرودیاس (Herodias) ناراض ہو رہی ہے۔ وہ

پھر ناچ رہی ہے اور پھر درخواست کر رہی ہے کہ یوحنّا کا سر تھالی میں رکھکر اُسے دیا جائے"۔ لیکن ملکہ کو کریسوسٹم کی جان لینی آسان نہ تھی۔ کیونکہ ساری خلقت اُس کی بڑی تعظیم اور تکریم کرتی تھی تاہم بڑی کوششوں اور سازشوں سے وہ اُس کے جلا وطن کرا دینے میں کامیاب ہوئی۔ اور وہ غیر ملک میں جاکر جان بحق ہوا۔ کریسوسٹم کی تصنیفات بہت ہیں۔ اُن میں چھ سو سے زیادہ وعظ ہیں۔ جن سے اُس زمانے کے لوگوں کے طریقہ معاش بیوقوفیوں اور خرابیوں کی عجیب کیفیت کھلتی ہے۔ مرتے وقت اُس کے آخری الفاظ یہ تھے۔ "خدا کو سب چیزوں کے واسطے جلال ہو"۔

پائٹیرز کا ہلری

یہ بزرگ مغرب کا اتھنیشیس کہلاتا ہے۔ فلسفہ اور علم الٰہی میں وہ عجیب مہارت رکھتا تھا۔ اُس زمانے میں خیالات کی گہرائی اور تحریر کی خوبی میں کلیسیا کے مغربی حصہ میں اُس کا کوئی ثانی نہ تھا۔ ہلری (Hilary) کی ولادت بُت پرست والدین سے ہوئی۔ لیکن پاک نوشتوں کے مطالعہ کے باعث اُس نے نصف عمر کے قریب مسیحی مذہب اختیار کیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ پائٹیرز کا بشپ بنایا گیا اُس علاقہ میں اُس کے علم کی شہرت بہت ہوئی

اور لوگ اُسے ایرین ازم کی مخالفت کا پیشوا سمجھتے تھے۔
اِن دِنوں میں شہنشاہ کانس ٹن شئس کی حمایت کے باعث
اِس بدعت کا پلّہ کل سلطنت میں بھاری تھا۔

ہلری اور روما کا بشپ لائبیرس (Liberius)

اور کارڈووا کا بشپ ہوزئیس جو مغربی ممالک میں صحیح
اعتقاد کے بڑے حامی تھے۔ بدعتیوں کی مخالفت کے باعث
جلاوطن کئے گئے۔ اِن تینوں میں ہوزئیس بڑا تھا۔ اور
سارڈیکہ کی کونسل کا صدر مجلس بن چکا تھا۔ لائبیرئیس
روما کے رسولی اور شاہی علاقہ کا بشپ ہونے کے باعث
معزز سمجھا جاتا تھا۔ اِن تین بزرگوں کے جلاوطن کئے جانے
سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں بدعتیوں
کی قوّت کتنی تھی۔ ہلری فریجیہ کے صوبہ کو بھیجا گیا۔
وہاں جاکر اُس نے تثلیث کے مسئلہ پر ایک کتاب تصنیف
کی جس کے اثر سے صحیح اعتقاد کے بموجب اِس مباحثہ
کا عمدہ تصفیہ ہوُا۔ کچھ عرصہ بعد وہ واپس بلایا گیا۔ لیکن
پھر دوبارہ جلاوطن ہوُا۔ لیکن اُس نے اپنی تمام فرصت
کے وقت کو کتابیں تصنیف کرنے میں صرف کیا۔ تمام
مسیحی ممالک اُس کی تصانیف اور لیاقت سے سودمند
ہوئے ۳۶۸ء میں اُس نے انتقال کیا۔

میلان کا ایمبروز

۳۷۴ء میں میلان کے بشپ نے جو اعتقاد کا ایرین تھا انتقال کیا اُس وقت ایمبروز (Ambrose) ایک صوبہ کا حاکم تھا۔ اُس خالی عہدہ کے واسطے مخالف فریقین اپنے اپنے زمروں میں سے کسی کو منتخب کرنا چاہتے تھے۔ اور ضد اس قدر بڑھ رہی تھی کہ خون اور فساد کا خوف تھا۔ ان دنوں میں ایمبروس متلاشیوں میں شامل تھا۔ اور امن بحال رکھنے کی غرض سے شہر میں آیا ہؤا تھا۔ جب وہ بلوہ کو دھیما کر رہا تھا ایک چھوٹا بچّہ پُکار اُٹھا "ایمبروز بشپ"۔ ساری خلقت اس کو آسمانی آواز سمجھکر وہی پُکارنے لگی۔ ایمبروز بشپ کے عہدے کو بالکل نہ چاہتا تھا۔ تاہم خلقت نے اُسے مجبور کیا۔ بپتسمہ پانے کے ایک ہفتہ بعد اُس نے بشپ کا تقرّر پایا۔ اس میں مذہبی جوش بہت تھا۔ لیکن ہدایت غیبی کے وسیلے اسقفی درجہ پر سرفراز ہونے کے باعث اُس کا جوش اور بھی زیادہ ہوگیا۔ اُس نے کُل اپنی جائداد فروخت کرکے غریبوں کو بانٹ دی۔ اور جسمی ریاضت میں مصروف ہؤا۔ مُلکی انتظام کی لیاقت خدا نے اس کو بہت عطا کی اور اب اس لیاقت کو اُس نے کلیسیا کی نذر کیا۔ چونکہ وہ عالی خاندان سے تھا۔ اور مُلکی کام میں بڑا تجربہ کار اور مسیحیوں کا

مسلّم پیشوا تھا اِس لئے شاہی دربار میں بھی اُس نے بہت عزت حاصل کی شاہزادی جسٹینا (Justina) جو اِعتقاد کی ایرین اور بڑی متعصب تھی۔ اُس کی سخت مخالف ہو گئی۔ ایمبروز کی کوششوں سے میلان کے سب باشندے صحیح اِعتقاد پر آ گئے۔ ملکہ جسٹینا نے حکم بھیجا کہ ایک گرجا بدعتیوں کی عبادت کے واسطے مخصوص کر دیا جائے ایمبروز نے اُس کے جواب میں کہلا بھیجا کہ محل شہنشاہوں کے واسطے ہے لیکن گرجے خدا کے خادموں کے واسطے ہیں۔ عوام النّاس ایمبروز کے حامی تھے اِس لئے ملکہ اپنا ارادہ پورا نہ کر سکی۔ کچھ عرصہ بعد وہی حکم پھر جاری ہؤا اور ایمبروز کو شہر سے نِکل جانے کا حکم ہوا۔ لیکن اُس نے اِس حکم کی تعمیل کرنے سے اِنکار کیا۔ ہزارہا آدمی اُس کے گھر کی حفاظت کرنے پر آمادہ ہو گئے اور باقیوں نے اُس گرجے میں جس کی بابت یہ تمام جھگڑا تھا گھُس کر ایمبروز کے لکھے ہوئے گیت گانے شروع کئے جسٹینا نے پھر شکست کھائی۔ چند سال کے بعد تھیوڈوسیوس (Theodosius) شہنشاہ ہؤا۔ اُس کا اِعتقاد صحیح تھا۔ ایمبروز نے اُس کے ساتھ ہی ویسا ہی دلیرانہ برتاؤ کیا جو بدعتی ملکہ کے ساتھ کیا تھا۔ تھیوڈوسیوس نے شہر تسلونیکی کے باشندوں سے ناراض ہو کر وہاں کے دس ہزار باشندوں کا قتلِ عام کروا دیا یہ فعل اُس کی اولوالعزم سلطنت پر بڑا داغ تھا۔

ایمبروز نے شہنشاہ کو لکھ بھیجا کہ اگر تم اِس گناہ سے توبہ
نہ کروگے اور کلیسیا کی سزا قبول نہ کروگے تو میں تم کو
عشاءِ ربانی میں شامِل ہونے نہ دوں گا۔ باوجود اِس
اطلاع کے تھیوڈوسیوس معمول کے موافق گرجے گیا۔
لیکن ایمبروز نے باہر نکل کر اُسے اندر جانے سے روکا
اور کہا یہاں سے رخصت ہو کیونکہ بے گناہوں کے خون
کا داغ میں تجھ پر دیکھتا ہوں اور تو ناپاک ہے۔ ایمبروز
کی ہمت دیکھکر شہنشاہ مطیع ہو گیا۔ اور مقرری وقت کے
بعد توبہ کرکے پاک رفاقت میں شامِل کیا گیا۔ تھیوڈوسیوس
نے ۳۹۵ء میں انتقال کیا اور ایمبروز نے ۳۹۷ء میں۔
ایمبروز نے کئی مذہبی کتابیں تصنیف کیں جن میں ایک
روح القدس کے بارے میں ہے۔ اور بہت مشہور ہے
یہ کتاب شہنشاہ گریشین کے نام پر نذر کی گئی۔ مغربی
کلیسیا کے طریقہ عبادت کو ایمبروز نے بڑی ترقی دی۔ اِس
کے لکھے ہوئے کئی گیت اِن دِنوں میں بھی مستعمل ہیں۔
عبادت کرنے کی ایک ترتیب جو اُس کے نام سے نامزد
ہے۔ ابھی تک میلان کی کلیسیا میں استعمال ہوتی ہے۔
لیکن ایمبروز کا رعب اور اثر شاہانِ گریشین اور تھیوڈو
سیوس کے قوانین سے خوب ظاہر ہوتا ہے۔ یہ قانون مسیحی
اصولوں پر مرتب کئے گئے ہیں۔ اور بت پرستوں کے سخت
مخالِف ہیں۔ یہ دونو بادشاہ ایمبروز کی بڑی عزت کرتے تھے

بارھواں باب

چوتھی صدی مسیحی مذہب کی ترقّی اور بُت پرستی کا زوال

مسیحی مذہب کے سلطنت کے ساتھ متحد ہو جانے کے بعد بھی کچھ عرصہ تک مسیحیوں کا شمار بُت پرستوں کی نسبت تھوڑا رہا۔ لیکن بت پرست اِعتقاد کی رُو سے ایسے تھے جیسے بے حس و حرکت مٹی کا تودہ۔ تعلیم یافتہ بُت پرست بتوں کے قصّے کہانیوں کو باور نہ کرتے تھے بعض باپ دادوں کے عقیدہ کو محض واہیات اور لغو سمجھتے تھے۔ بعض اُن کو اِستعارے سمجھ کر گہرے معنے نکالنے کی کوشش کرتے تھے۔ پُرانے اِعتقاد زائل ہو چکے تھے۔ تاہم اعلیٰ درجہ کے لوگوں میں نام کے معتقد بہت تھے۔ یہ لوگ فقط اپنی حالت کو نہ بدلنے کے لئے بُت پرستی کے دستورات کو عمل میں لایا کرتے تھے۔ اگر بُت پرستی کے مردہ ہو جانے کا ثبوت مطلوب ہو تو جولین کی لاحاصل کوششوں پر غور کرنی چاہئے جو اُس نے اِس مردہ طریق کے زندہ کرنے میں کیں۔ جولین نے کونسٹن سٹیئس کا جانشین ہو کر اپنے آپ کو علانیہ بت پرست ظاہر کیا۔ لیکن رعایا سے یہ وعدہ کیا کہ ہر شخص

کو اپنے مذہب کے مطابق چلنے کی اجازت دی جاوے گی۔
اِس وعدہ سے فقط اتنا ہی سمجھنا چاہئیے۔ کہ جولین مسیحیوں
کو علانیہ تکلیف نہ دینا چاہتا تھا۔ اُس نے بُت پرستی کے
دستورات کو سرکاری خرچ کے وسیلے بڑے جاہ و جلال کے
ساتھ دوبارہ شروع کیا۔ اور خود اُن کا بڑا پوجاری بنا۔ شاہان
سابقین نے جو متروک مندر مسیحیوں کو دیدئیے تھے۔ وہ
حکماً واپس لئے گئے۔ اور اُن میں سے جو گرا دئے گئے تھے
وہ مسیحیوں کے خرچ سے از سرِنو تعمیر کئے گئے۔ مُلکی اور
جنگی خدمات سے مسیحی نکال دئے گئے اور خادمان دین
قوم کے کمینوں میں۔ شمار ہونے لگے۔ اِن سب سے بڑھ
کر جولین نے یہ زیادتی کی کہ مسیحیوں کا مدرسوں میں
تعلیم دینا بند کر دیا۔ اُس نے سب مذہبوں کی برداشت
کرنے اور مسیحیوں کے مقدمات کو عدل سے فیصل کرنے
کا۔ دعویٰ کیا۔ تاہم جب مسیحیوں پر ظلم ہُوا تو اُس نے
ظالموں کو سزا دینے سے مطلق انکار کیا۔ جب اِس امر
کی شکایت کی گئی تو اُس کے جواب میں اُس نے وہ
انجیل کی آیات پیش کیں جو مسیحیوں کو برداشت سے
تکلیف اُٹھانے اور اپنے ظلم کرنے والوں سے بدلا نہ لینے
کا حکم دیتی ہیں۔ وہ یہودیوں کی بڑی طرفداری کرتا تھا۔
اور اِس کا باعث فقط یہی تھا کہ وہ مسیحیوں کے سخت
دشمن تھے۔ یروشلم کے تعمیر کرنے کی بھی اس نے بہت

کوشش کی تاہم خدا کی بڑی قدرت سے کامیاب نہ ہو سکا۔ مسیحیوں کو حقارتاً گلیلی کہا کرتا تھا۔ مسیحی مذہب کے برخلاف جولین کی آخری کوشش شہر انطاکیہ میں ہوئی۔ جس کی کیفیت یوں بیان کی گئی ہے۔ کہ جن دنوں میں وہ اس شہر میں تھا اُس نے حکم جاری کیا کہ ایک شہید بنام بی بی لس (Babylas) کی ہڈیاں جو ڈفنی (Daphne) دیوی کے باغ میں مدفون ہیں۔ وہاں سے نکالی جائیں روایت ہے کہ اُس مقدس باغ کے محافظ دیوتا نے شکایت کی تھی کہ اِس شہید کی ہڈیوں سے مجھے تکلیف پہنچتی ہے۔ اِس حکم کی تعمیل مسیحیوں سے زبردستی کرائی گئی۔ لیکن جس وقت اُس شہید کی ہڈیاں نکالی جا رہی تھیں۔ ہزارہا آدمی سڑکوں پر جمع ہو گئے۔ شہر اُن کے گانے کے شور و غل سے بھر گیا۔ اُن کے گیتوں کا مضمون یہ تھا برباد ہوں وہ سب جو تراشی ہوئی مورتیں پوجتے اور جھوٹے معبودوں کی پرستش کرتے ہیں۔ یہ آواز سُنتا ہوا جولین انطاکیہ سے اپنی آخری مہم کو روانہ ہوا +

روایت ہے کہ جب وہ زخم کاری کھا کر گرا تو اُس نے باآواز بلند کہا کہ اے گلیلی تو نے فتح پائی۔ خواہ اُس نے یہ الفاظ کہے یا نہ کہے اُس کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ حقیقت میں مسیح فتح مند ہے۔ جو وی ئن (Jovian) جو مسیحی تھا۔

جولین کا جانشین ہوُا۔ اُس نے اور اُس کے جانشینوں نے وہ امداد جو سرکار کی طرف سے مذہب مشرکین کے بحال رکھنے کے لئے دی جاتی تھی بند کر دی۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوُا کہ عین اُس موقع پر جب مذہب مشرکین میں کچھ بھی ذاتی جان نہ رہی تھی اُس کا بحال رہنا لوگوں کی مرضی پر چھوڑا گیا۔

امبروز (Ambrose) کی صلاح سے شہنشاہ گریشین اِس کام میں بڑا سرگرم رہا۔ پوجاریوں کے کل حقوق چھین لئے گئے۔ اور سرکاری آمدنی سے اُن کے تمام وظایف بند کر دیئے گئے +

تھیوڈوشیس نے مشرقی ممالک میں وہی برتاؤ رکھا جو گریشین مغرب میں کر رہا تھا۔ لیکن تھیوڈوشیس کی کارروائی زیادہ کامل تھی اُس نے تمام قربانیاں بند کر کے مندروں کے مسمار کئے جانے کا حکم دیا۔ ۳۹۲ء میں تھیوڈوشیس نے کل سلطنت کا شہنشاہ ہو کر بتوں کے آگے قربانی کرنا قابل موت جرم قرار دیا۔ گو وہ سخت قانون جو تھیوڈوشیس نے مذہب مشرکین کے برخلاف جاری کئے مذہب کے لئے اکثر عمل میں نہ لائے جاتے تھے اور عموماً ہر شخص کو اپنے مذہب پر قائم رہنے کی اجازت تھی۔ تاہم سرکار کی طرف سے بُت پرستوں کو مطلق مدد نہ ملنے سے اُن کا طریق زوال پر رہا۔ اور چونکہ اِس بوسیدہ مذہب میں کوئی ذاتی جان نہ باقی تھی اِس لئے رفتہ رفتہ کل سلطنت سے غائب ہو گیا۔ رومی اُمرا

اِس مردہ طریق پر بہت مدت تک قائم رہے ÷

کلیسیا

رومی سلطنت کی حد سے باہر

جس زمانہ میں کہ ایک طرف اِرین بدعت کا مباحثہ جاری تھا۔ دوسری طرف مشنری بڑی سرگرمی سے حق کی اشاعت کر رہے تھے۔ راہبوں اور فقیروں کے اثر سے شمالی عرب کے باشندے مسیحی ہو گئے اور جنوبی عرب کے لوگوں کو اِرین واعظوں نے مسیحی کیا۔ عرصہ دراز سے مسیحی مذہب فارس میں دخل پا چکا تھا۔ لیکن چونکہ فارس کے مسیحی اپنے رومی ہم مذہبوں سے دُور تھے اِس لئے اُنھوں نے ظالموں کے ہاتھ سے سخت تکلیف پائی۔ خاصکر اُس زمانے میں جب روم اور فارس کے مابین جنگ ہو رہی تھی مسیحیوں پر سخت ظلم کیا جاتا تھا۔ باوجود ظلم اور مجوس کی مخالفت کے مسیحیوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ فارسی مسیحی ہندوستان کی کلیسیا کی جو ساحل ملابار پر بود و باش کرتی تھی مدد کرتے رہے۔ انجام کار فارسیوں کے اثر سے نسطورین بدعت نے ملابار کے مسیحیوں میں مضبوط جڑ پکڑ لی ÷

چوتھی صدی کی مذہبی فتوحات میں قوم گاتھ کا مسیحی ہونا فتح عظیم ہے۔ اِس صدی کے شروع میں مسیحی مذہب

قیدیوں کے وسیلے سے جو لڑائی میں پکڑے گئے تھے۔ اِس وحشی قوم میں داخل ہو گیا۔ اِس قوم کا ایک بشپ بنام اُلفی لاس (Ulfilas) میتھنز کی کونسل میں موجود تھا۔ اُلفی لاس اِس قوم کا بشپ تھا۔ اور ۳۵۵ء میں یہ بزرگ اپنے مریدوں کو لے کر دریائے ڈینوب کے پار می سیہ کے ملک میں ساکن ہؤا۔ یہ ملک رومیوں کے تحت میں تھا۔ اِس لئے اُس میں رہنے سے مسیحی ظلم سے محفوظ تھے۔ علاوہ اِس بڑے فائدہ کے جو اُس نے اِس قوم کو پہنچایا۔ اُس نے اُن کی زبان کے قلمبند کرنے کا طریقہ ایجاد کر کے کلام الٰہی کا اُس زبان میں ترجمہ کیا۔ لیکن اُلفی لاس ایرین بدعت کا پیرو تھا۔ اور اُس کی سرگرمی کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ اُس کی قوم نے رومی سلطنت کو فتح کر کے کاتھلکوں پر سخت ظلم کیا +

آرمینیہ کے باشندے رومیوں سے پیشتر مسیحی ہو چکے تھے۔ گریگری جو روشن کنندہ کے لقب سے مشہور ہے اِس کارِ عظیم کا کرنے والا تھا۔ اُس نے آرمینیہ کے بادشاہ ٹوری ڈیٹس (Tiridates) کو بپتسمہ دیا۔ اور بعد ازاں اُمراء اور رعیّت نے اُس کی پیروی کی۔ کل قوم کے مسیحی ہو جانے کے بعد یونان اور اسور سے پریسٹ بلوائے گئے جن میں سے چار سو نے اُسقفی درجہ پایا۔ باوجود مسلمانوں کے زیر تحت ہونے کے آرمینیہ کی کلیسیا ابھی تک زندہ ہے +

چوتھی صدی میں حبش کے ملک میں دو غلاموں نے
انجیل کی منادی کی اُن میں سے ایک بنام فرومنتیس
(Frumentius) وہاں کا اُسقف بنا۔ حبش کی کلیسیا
ابھی تک موجود ہے اور اسکندریہ کے بطریق کے ماتحت ہے۔
قاف کے آئبیریئیں بھی جن کو اب جارجیئن کہتے ہیں۔ ایک
لونڈی کے وسیلے مسیح پر ایمان لائے۔ اس قوم نے کانسٹن
ٹائن سے درخواست کی کہ ہمیں مذہبی تعلیم میں مدد ملے۔ شہنشاہ
نے ایک بشپ اور چند پادری اُن کے پاس بھیجے۔ یہ کلیسیا
۱۸۰۱ء تک قسطنطنیہ کے تابع رہی۔ لیکن اس سال سے
کلیسیائے روس کے تابع ہو گئی ‡

کلیسیائی انتظام

جس طرح رسولی زمانے میں کلیسیا کونسلوں کے ذریعہ
سے پاک رُوح کی ہدایت ڈھونڈھتی تھی۔ اُسی طرح بعد کے
زمانوں میں بھی کرتی رہی۔ ابتدا میں بشپ پرسبٹر اور عوام
سب کے سب مشورہ کے واسطے جمع ہوتے رہے۔ لیکن رفتہ
رفتہ ان کونسلوں میں دُور دُور کے لوگ آنے لگے۔ اور یہ
کونسلیں مقرّرہ وقتوں پر منعقد ہونے لگیں۔ پرسبٹر اور عام
لوگ اُن سے خارج کر دئے گئے۔ لائی اَنز (Lyons) کی
کونسل کے بعد فقط بشپ ہی جمع ہو کر رائے دینے لگے۔
ٹرٹلین کے زمانہ سے کونسلوں کا منعقد ہونا ضروری انتظام سمجھا

گیا۔ دوسری صدی میں مونٹی نسٹ بدعت اور عید فسح کے مباحثہ کو طے کرنے کی غرض سے کئی کونسلیں منعقد ہوئیں۔ ابتدا میں اُن کا تعلق فقط خاص خاص صوبجات سے ہوا کرتا تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ اُن میں دُور کے ایلچی آنے لگے۔ ڈایوسیس (یعنی اُسقفی علاقہ کی) کونسلوں کی جگہ پر پروِنشل یعنی صدر اُسقف یا پیٹریارک کے علاقہ کی کونسلیں مقرر ہوئیں اور انجام کار جب کُل سلطنت متحد ہو گئی تو پروِنس کی کونسلوں کے عوض اجماعی کونسلیں قائم ہوئیں۔ ان اجماعی کونسلوں کے فتووں کو نہ فقط ایک ڈایوسیس یا پروِنس قبول کرتا تھا بلکہ کُل کا تعلق کلیسیا اُن کی پابند ہوتی تھی۔ کلیسیا جامع اس درجہ کی سات کونسلیں مانتی ہے۔ جب نزدیک کی کلیسیاؤں کے ایلچی مشورہ کے لئے جمع ہونا چاہتے تھے۔ تو وہ اُس پروِنس کے بڑے شہر میں جاتے تھے۔ اس شہر کی کلیسیا تمام گردو نواح کی کلیسیاؤں کی مادری کلیسیا کہلاتی تھی۔ اس مادری کلیسیا کا بشپ میر مجلس ہوتا تھا۔ یہ درجہ کوئی نیا نہ تھا۔ تاہم مادری کلیسیا کا بشپ ہونے کے باعث اُس کی خاص عزت کی جاتی تھی۔ کلیسیائی انتظام مُلکی انتظام کے نمونہ پر مرتب ہوتا تھا۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ سلطنت کے ہر ایک صوبہ کے دارالخلافہ کا بشپ صدر اُسقف سمجھا گیا۔ یہ بشپ سلطنت کے بڑے صوبوں کے بشپوں کے ماتحت ہوتے تھے۔ ایسے حصّے شمار میں

تیرہ تھے۔ اُن کے بشپوں کو مغرب میں پرائمیٹ اور مشرق میں اکسارک کہتے تھے۔ لیکن روم انطاکیہ اور اسکندریہ کے رسولی علاقے سب سے اعلیٰ سمجھے جاتے تھے اُن کے بشپ پے پٹریارک کہلاتے تھے ۳۸۱ء میں قسطنطنیہ بھی اُن میں شامل کیا گیا۔ اِس نئے دارالسلطنت کو لوگ نیا روما سمجھتے تھے ❖

ہم دیکھ چکے ہیں کہ بشپوں کے عہدہ نے کس طرح صورت پکڑی۔ اُس کے ساتھ ہی دوسرے عہدے بھی جو ڈیکنوں کے نیچے تھے تیسری صدی کے شروع ہی میں بننے لگے۔ یہ عہدے تعداد میں پانچ تھے اور بڑے عہدوں یعنی بشپوں اور پرسبٹروں اور ڈیکنوں سے امتیاز کرنے کی غرض سے چھوٹے عہدے کہلاتے تھے۔ اُن کی تفصیل یہ ہے سب ڈیکن۔ جو مقدس ظروف کے محافظ ہوتے تھے اور ڈیکنوں کی مدد کرتے تھے۔ دوم اکولائیٹ جو بشپوں اور پرسبٹروں کے خادم تھے چراغ جلانا بھی اُن ہی کا کام تھا۔ بدروحوں کے نکالنے والے ریڈر۔ دربان۔ روم کی کلیسیا میں تیسری صدی میں ایک بشپ چھیالیس پرسبٹر۔ سات ڈیکن۔ سات سب ڈیکن۔ بیالیس اکولائیٹ اور باون آدمی باقی تین عہدوں پر معمور تھے ❖

رہبانیت کا دستور قدیم زمانے میں

ہمارے خداوند کے زمانے میں یہودیوں کے درمیان کئی ریاضت کش فرقے تھے۔ اُن میں اسینی اور تھرا پیوٹی بڑے سمجھے جاتے تھے۔ یہ لوگ بیاہ کرنے گوشت کھانے۔ اور شراب پینے سے پرہیز کرتے تھے اور قسم قسم کی سختیوں میں زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ بعض سمجھتے ہیں کہ یوحنا اصطباغی فرقہ اسینی میں سے تھا۔ ریاضت اور دنیوی عیش سے پرہیز مذہبی خیالات سے بہت متعلق ہے۔ اور ابتدائی مسیحیوں میں بہت تھے جو بخوشی طریق رہبانیت کو اختیار کر لیتے تھے۔ اُس زمانے میں بت پرست قومیں بدفعلی اور بدمعاشی میں بالکل مستغرق تھیں اور دیندار سمجھتے تھے۔ کہ ریاضت کو اختیار کرنا اور فقط روحانی خوشیوں کا طالب ہونا۔ بدفعلی کی مخالفت کا سب سے عمدہ طریق ہے۔ دنیاوی زندگی اُن کے نزدیک اِس قدر ناپاک تھی۔ کہ بہت سے دیندار تنہائی میں خدا کی یاد کی غرض سے گوشہ نشین ہو جاتے تھے۔

رہبانوں کے وہ بڑے بڑے فرقے جو مڈل ایجیز یعنی وسطی زمانہ میں سرسبز تھے۔ پانچویں اور چھٹی صدیوں سے پہلے موجود نہ تھے۔ پہلی چار صدیوں میں اُن کے لیئے راہ تیار ہو رہی تھی۔ طریق رہبانیت کی پہلی صورت یہ تھی کہ چند خاندانوں نے یکجا ہو کر رہنا شروع کیا۔ یہ لوگ اپنا تمام مال مشترک

رکھتے تھے۔ وہ دنیا میں رہتے تھے۔ لیکن دنیا کے ہو کر نہ رہتے تھے۔ گردو نواح کی آلائش سے کنارہ کش ہو کر سادگی اور پاکیزگی میں زندگی گذرانتے تھے۔ اس قسم کی زندگی کا نام سینوبئیم تھا۔ تیسری صدی میں اُس کا آغاز ہؤا۔ اسی صدی میں ہرمٹس یعنے سادھو اور اینکورایٹ یعنے گوشہ نشین برپا ہوے۔ یہ دیندار مسیحی تھے۔ شہروں اور دنیاداروں کے مجمعوں سے بھاگ کر غاروں اور بیابانوں میں سادہ زندگی گذارتے تھے۔ اس میں ایک شخص بنام انتھونی Anthony سب سے مشہور گذرا ہے۔ اُس کی عمر اٹھارہ برس کی تھی جب اُس کے والدین مر گئے اور اُن کی کل دولت اُس کے ہاتھ میں آئی۔ دولت مند جوان کا انجیلی قصہ سنکر اُس نے سب کچھ فروخت کر کے غریبوں کو دیدیا اور گوشہ نشینی اختیار کر کے ریاضت میں مصروف ہؤا۔ جس قدر اُس کی شہرت زیادہ ہوئی اسی قدر وہ آبادی سے دُور ہٹتا گیا۔ ایک وقعہ اسکندریہ کے شہر میں شہید ہونے کی غرض سے آیا۔ وہاں کے لوگوں نے بڑی عزّت سے اُس کا استقبال کیا۔ اور اُس کی شہرت زیادہ ہو گئی۔ یہ دیکھکر وہ بہت غمگین ہؤا اور پہلے سے بہت زیادہ دُور چلا گیا۔ جن دنوں میں اتھانے شیس بدعتیوں سے تکلیف پا رہا تھا۔ انتھونی اُس بزرگ کی مدد کے واسطے اسکندریہ کے شہر کو آیا۔ جب بازاروں میں نکلا اُس کی سن رسیدہ صورت ریاضت

جسم اور چمڑے کے لباس سے لوگ نہایت ہی حیران ہوئے
بعض بت پرستوں کے نزدیک وہ دوسرے جہان کا بادشاہ
سمجھا جاتا تھا۔ اُس کے اثر سے کئی مُشرک ایمان لائے
۳۵۶ء میں ایک سو پانچ برس کی عمر کو پہنچکر انتھونی نے
انتقال کیا۔ کئی روائتیں ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے
کہ یہ مقدس گوشہ نشین جنگلی جانوروں سے بھی بڑی
رسائی پیدا کرتے تھے۔ بعض اوقات یہ لوگ عجیب ریاضتیں
ایجاد کرتے تھے ایک راہب نے جس کا نام شمعون تھا
اپنی زندگی کے چھتیس برس ایک ستون پر کھڑے رہکر
گذارے۔ روایت ہے کہ چھتیس برس تک اُس نے
لیٹنے یا بیٹھنے سے بالکل انکار کیا۔ بڑے بڑے گروہ اُس
کا وعظ سننے جاتے تھے۔ بہتوں نے اُس کا طریق بھی
اختیار کیا۔ کلیسیا پر ان گوشہ نشینوں کا بہت اثر ہوتا
تھا۔ اتھانے شئیس اور جیروم نے انتھونی کی سوانح عمری
لکھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن بزرگوں کے دل میں
اس کی کتنی قدر اور منزلت تھی۔ چوتھی صدی میں راہب
اکٹھے ہوکر مخصوص مکانوں میں رہنے لگے اس قسم کی
زندگی کے واسطے ایک بزرگ بنام پکومیئس (Pachomius)
نے قواعد مرتب کئے۔ یہ شخص کچھ عرصہ تک تارک الدنیا
رہا اور چند شاگردوں کو لیکر دریائے نیل کے ایک
جزیرے میں جا رہا۔ اس قسم کی رہبانیت نے بڑی شہرت

پائی۔ اور پکومئیس مرتے وقت نو رہبان خانوں کا مربّی تھا۔ جن میں تین ہزار راہب تھے یہ لوگ زراعت کرتے تھے اور کشتیاں بناتے اور ٹوکریاں بناکر معاش پیدا کرتے تھے ایک ہی صدی کے عرصہ میں پکومئیس کے پیروؤں کی تعداد پچاس ہزار ہوگئی +

اتھانےشئیس اور بازل رہبانیت کے بڑے سرگرم حامی تھے بازل نے راہب خانوں کے لئے قاعدے بنائے اور اُس کی وفات کے وقت اسّی ہزار آدمی اُس کے پَیرو تھے۔ جیروم بھی اس طریقہ کا بڑا حامی تھا یہ شخص بڑا اولوالعزم عالم تھا۔ اُس کی پیدائش سنہ ۳۴۰ء کے قریب ہوئی۔ سنہ ۳۶۰ء تک اُس نے اصطباغ نہ لیا تھا۔ مسیحی ہونے کے زمانے تک اُس نے عیاشی میں زندگی گذاری تھی۔ لیکن بپتسمہ پاکر ریاضتوں اور تحصیل علوم میں مشغول ہُوا۔ علم کی خاطر اُس نے بڑے بڑے سفر کئے۔ اور کئی شہر دیکھے۔ سنہ ۳۸۲ء میں روما سے واپس آکر اُس نے کتاب مُقدّس کا نیا ترجمہ لاطینی زبان میں شروع کیا۔ اُس زمانے کا موجودہ لاطینی ترجمہ غلطیوں سے بھرا ہُوا تھا۔ کمال ہمّت سے جیروم نے پُرانے عہد نامہ کا ترجمہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اور اس مہم عظیم کو کامیابی کے ساتھ انجام دیا۔ یہ ترجمہ ولگیٹ کے نام سے مشہور ہے۔ اور کچھ تبدیلیوں کے بعد آج کل بھی رومی کلیسیا کی مروّجہ

یہی بائیبل ہے۔ رومی کلیسیا اِس ترجمہ کو عبرانی اور یونانی کے اصلی نسخوں کی نسبت زیادہ معتبر سمجھتی ہے۔ جیروم کی بڑی خواہش تھی کہ روما کے شہر میں طریق رہبانیت کو پھیلائے۔ اِس کوشش میں ناکامیاب ہو کر وہ روما سے چلا گیا۔ اور بیت اللحم میں رہنے لگا۔ یہاں اُس نے ایک چھوٹا راہب خانہ بنایا۔ اور کتابوں کی تصنیف میں مصروف ہُوا۔ اِس نئے ترجمہ کے علاوہ اُس نے کئی خطوط اور رسالے اور تفسیریں لکھیں۔ ۴۲۰ء میں بیت اللحم میں اُس کا انتقال ہُوا ۔

تیرھواں باب

مُقدّس اگسٹن۔ پلیجیس کی بدعت

اگسٹن ۳۵۴ء سے ۴۳۰ء

Augustine کلیسیا کے قدیم بزرگوں میں اگسٹن کا نام سب سے زیادہ گرامی اور ذی عزّت ہے۔ اور اُس کی زندگی کے دلچسپ قصّہ سے بہت سبھی واقف ہیں۔ اگسٹن ۳۵۴ء میں ٹےگیسٹی کے شہر میں پیدا ہُوا۔ اُس کا والد بنام پیٹریشس بُت پرست تھا۔ اگسٹن آنسوؤں

کا فرزند کہلاتا ہے۔ کیونکہ جب وہ جوان ہو کر عیاشی میں مستغرق ہوا۔ تو اُس کی مسیحی والدہ کمال محبت سے دُعا اور گریہ کے ساتھ اُس کی حفاظت کرنے کی کوشش کرتی تھی۔ اگسٹین نے بڑے جوش دِل سے ایک کتاب لکھی جس کا نام اقرارات ہے۔ اُس کے مضمون نے اکثر گنہکاروں کے دِل کو بدل ڈالا۔ اُس میں اگسٹن کے گناہوں کے قائل ہونے۔ حق کی تلاش۔ دِل کے پھرنے اور خدا سے میل کرنے کا حال لاثانی عمدگی کے ساتھ لکھا ہے۔ ۳۲ برس کی عمر میں اُس نے اصطباغ پایا۔ کتاب مذکورہ بالا میں اُس زمانے تک کا کل حال مرقوم ہے۔ وہ لکھتا ہے "اے خدا تو نے ہم کو اپنے واسطے پیدا کیا اور ہمارا دل بے اطمینان ہے۔ جب تک تجھ سے مطمئن نہ ہووے"۔

بُت پرستی کی حالت میں اگسٹن میلان کے شہر میں فن بلاغت کا اُستاد مقرر ہوا۔ ایمبروز کی دینداری اور لیاقت کا یہاں اُس پر بڑا اثر ہوا۔ اُس نے پاک کلام کو پڑھنا شروع کیا۔ ایک دن جب وہ انجیر کے درخت تلے بیٹھ کر بڑے جوش دِل سے دُعا کر رہا تھا۔ کہ "اے خدا مجھے گناہوں سے خلاصی دے"۔ ایک بچّہ کی آواز اُس کو معلوم ہوئی جو کہتی تھی "اُٹھا۔ اور پڑھ"۔ کتاب کھول کر جو اُس نے دیکھا۔ تو یہ الفاظ اُس کی نظر پڑے۔ نہ خرابیوں نہ بدمستیوں سے . . . بلکہ خداوند مسیح کو پہن لو اور جسم کے واسطے فکر

کرو تاکہ تم اُس کی خواہشوں کو پورا کرو" (رومیوں کا ۱۳ باب) اِن الفاظ نے اُس کو راہ حق دکھائی۔ اُس وقت اُس کا دِل بدل گیا۔ نوکری سے استعفا دیکر وہ اپنی ماں کے ساتھ کچھ روز تنہائی میں رہا اور بعد ازاں کلیسیا میں شامل ہوا۔ کچھ دِنوں بعد اپنے وطن کو واپس گیا۔ اور ہِپّو کے شہر میں خادم دین مقرر ہوا۔ پھر کچھ عرصہ بعد اُس شہر کا اُسقف ہو گیا۔ یہ شہر بہت چھوٹا تھا لیکن اگسٹن کے باعث اِس کی بڑی شہرت ہوئی۔

اگسٹن کا زمانہ بڑی ہل چل کا زمانہ تھا۔ وحشیوں کی فوجیں چاروں طرف سے رومی سلطنت پر حملے کر رہی تھیں۔ روما کے شاہی شہر کو گاتھ قوم کے اَلرِک (Alaric) بادشاہ نے ۴۱۰ء میں تسخیر کیا۔ اِس مصیبت کا اثر بہت دُور دُور تک پہنچا۔ لوگوں نے پھر شورش مچائی۔ کہ یہ صدمہ شدید مسیحیوں کے باعث سے ہے جن سے دیوتا ناراض ہیں اِس الزام کے جواب میں اگسٹن نے ایک کتاب لکھی۔ جس کا نام خُدا کا شہر رکھا۔ اِس میں وہ بڑے زور۔ اور عمدگی سے بیان کرتا ہے۔ کہ خُدا کے شہر یعنی کا تھلک کلیسیا کے اغراض کیا ہیں اُس کی ترقی کیسی پُرزور۔ اُس کا آنے والا زمانہ کیسا خوش قسمتی کا زمانہ ہے۔ اور اُس کی اُمید کیسی مبارک ہے۔ بُت پرستوں کے فلسفہ اور دیگر اقوام کی تواریخ پر اُس نے بڑے بڑے اعتراض کئے ہیں۔ غرضکہ

اُس نے یہ ثابت کر دکھلایا۔ کہ سلطنت کی تباہی مسیحی مسائل کے باعث نہیں۔ بلکہ اس کا باعث بت پرستوں کی بد اعمالیاں ہیں۔ حمایت دین کی تصنیفات سے یہ سب سے عمدہ اور عالمانہ کتاب ہے۔ اُس زمانہ کی عمدہ کتابوں میں یہ کتاب اعلیٰ درجہ رکھتی ہے۔ اور کہہ سکتی ہیں کہ اُس زمانہ کی کسی اور کتاب کا دُنیا پر اتنا اثر نہیں ہوا ۔

اگسٹن پہلا عالم تھا۔ جس نے علم الٰہی کو باترتیب لکھا۔ یہی اُس کی بڑی عزت کا باعث ہے۔ اُس نے بڑی ہمت سے تقدیر اور انسان کی فعل مختاری۔ خدا کی عالم الغیبی کے مشکل مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اُس کا بھی عالی دماغ اس محنت میں کامیاب نہ ہو سکا۔ ڈونے ٹیزم (Donatism) اور پلیجین ازم (Pelagianism) کے مباحثوں میں اُس نے محنت کی۔ کئی امور کے لحاظ سے اُس کو کلیسیا کا سب سے بڑا بزرگ کہنا درست ہے۔ اُس کے مباحثے کی تصنیفات کا طرز بیان محبت کے کلمات سے مالا مال ہے۔ ونڈلوں کی وحشی قوم نے ہپّو کے شہر کا محاصرہ کیا۔ ابھی وہ شہر محصور تھا کہ اگسٹن بڑے اطمینان کے ساتھ جان بحق ہوا ۔

پلیجین ازم

پلیجس جس کا اصلی نام مورگن تھا۔ انگلستان

ایک راہب تھا اُس کی پیدائش چوتھی صدی میں ہوئی
یہ شخص طبیعت کا نرم اور چال چلن میں بے داغ تھا۔
آگسٹن ہمیشہ بڑی عزت کے ساتھ اُس کا ذکر کرتا ہے
لیکن جیروم تیز مزاجی کے باعث اُس کو انگلینڈ کا کتا
کہتا ہے۔ تنہائی اور رہبانیت کی حالت میں اُس کو یہ
یقین ہو گیا۔ کہ میں نے گناہ پر فتح پائی۔ اور کہ اپنی
کوششوں سے میں درجہ کاملیت کو پہنچ سکتا ہوں۔
روما کے شہر میں جاکر اُس نے وہاں کے لوگوں کی بد
اعمالی کو درست کرنے کی کوشش کی۔ اور ایک امیر بنام
سی لس تی نس (Celestius) کو مرید کیا۔ یہ شخص
نوجوان اور بڑا مدلل تھا۔ اور مناظرہ میں بڑا مستعد۔
پلیجیس کے نئے طریق کی ترتیب اور اشاعت اور
پیچیدگی کا موجد وہی تھا۔ یہ دونو روما سے افریقہ چلے
گئے وہاں پہنچتے ہی کارتھیج کی ایک کونسل کے آگے
سی لس تی نس پر بدعت کا الزام لگایا گیا۔ ذیل کے مغالطے
اُس کے ذمہ لگائے گئے تھے وہ دعویٰ کرتا تھا۔ اول کہ آدم پیدائش
ہی سے فانی تھا۔ اور اُس کے گناہوں کا اثر اُسی کی ذات
پر ختم ہوا۔ دوم یہ کہ آدمی کی ذات از خود بے گناہی کے
قابل ہے اور مسیح سے پیشتر بھی بے گناہ آدمی گذرے
ہیں۔ سوم یہ کہ آدم کے گناہ کے سبب کل آدم زاد پر
موت نے غلبہ نہیں پایا۔ اور مسیح کی قیامت کے باعث

سب زندہ بھی نہیں ہوتے۔ آدم فقط عبرت کے واسطے ایک نمونہ ہے۔ اور مسیح بھی ایک نمونہ ہے۔ جس کی پیروی کرنی چاہئے۔ اِن غلطیوں کے خلاف اگسٹن کہتا تھا کہ گناہ ایک موروثی خاصیت ہے۔ اور نیکی کی پیروی خدا کے فضل کے بغیر ممکن نہیں۔ آدم کی نجات کا کل جلال اگسٹن خدا کی طرف منسوب کرتا تھا۔ لیکن پلیجیس اُس کے برخلاف کہتا تھا۔ کہ انسان اپنی فطرتی مرضی کی قوت ہی سے درجہ کمال تک پہنچ سکتا ہے اِن مسائل پر ایک مباحثہ عظیم شروع ہوا۔ گناہ اور اُس کے نتائج۔ فعل مختاری۔ اور تقدیر کے عمیق مسائل کی بابت بحث رہی۔ اس مباحثہ کا مجملاً یہ نتیجہ ہوا۔ کہ اگسٹن کی رائے مستند مانی گئی۔ مشرقی کلیسیا نے کسی زمانے میں صاف صاف اُس کی رائے کو قبول نہ کیا۔ تاہم اُس کی تعلیم کا اثر کل کلیسیا پر ہو گیا۔

پلیجیس کی بدعت کے باعث کلیسیا میں کوئی نیا فریق قائم نہ ہوا۔ افسس کی مجلس عام نے افریقہ کی کونسلوں کا فیصلہ تسلیم کر لیا۔ تاہم یہ بدعت مدت تک باقی رہی۔ کچھ عرصہ بعد کلیسیا میں ایک بڑا مضبوط فریق پیدا ہوا۔ جس کے مسائل پلیجس اور اگسٹن کے مسائل میں درمیانی درجہ رکھتے تھے۔ علاوہ اِس کے

کوئی ایسا زمانہ نہیں گذرا جس میں بعض اشخاص کی رائے اگسٹن سے مختلف نہ ہوئی ہو۔ مڈل ایجز یعنی وسطی زمانہ میں اس قسم کے میانہ رو مسائل بنام سیمی پلیجین ازم (یعنے نیم پلیجین ازم بہت دور دور تک پھیلے ہوئے تھے ۔

چودھواں باب

نیسیہ کی کونسل کے بعد کی بدعتیں

لیو اعظم

وہ بدعتیں جو ایرین مباحثہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

ایرین مباحثہ کے آخری حصہ میں دو نئی بدعتیں برپا ہوئیں جو اپالی نیرین اور نیسی ٹورین کے نام سے مشہور ہیں ۔

لیوڈیسیا کے بشپ اپالی نیرس (Apollinarius) نے افلاطون کی رائے کے مطابق انسان کے تین حصہ قرار دیئے۔ یعنے جسم اور جان اور رُوح۔ اس کی یہہ

تعلیم تھی - کہ جب ابن اللہ نے جسم اختیار کیا - تو فقط
جسم اور جان کو لیا - لیکن اُس کی الٰہی شخصیت - بجائے
رُوح کے تھی - اُس کا نتیجہ یہ تھا کہ مسیح کی انسانیت
کامل نہ رہی - میسی ڈونیس بھی ایک فریق کا بانی تھا -
اُن کے عقائد میں بیٹا کامل خدا تھا - لیکن رُوح القدس
کی شخصیت اور خدائی کا وہ انکار کرتے تھے - اِن دونو
بدعتوں کے برخلاف قسطنطنیہ کی مجلس عام نے ۳۸۱ء
میں فتوےٰ دیا اور میسی ڈونیس کے اعتقاد کی تردید
کرنے کی غرض سے نیسیہ کے عقیدہ کا موجودہ آخری
حصہ بڑھایا گیا ۔

نِستوریس کی بدعت

نستوریس قسطنطنیہ کا اُسقف تھا - اپنے چند
وعظوں میں اُس نے یہ کہا - کہ مریم کو خُدا کی والدہ کہنا
غلط ہے - یاد رکھنا چاہئے کہ اِس خطاب سے یہ مراد
نہیں کہ نجات دہندہ کی الوہیت مریم سے پیدا ہوئی
بلکہ فقط یہ مراد ہے کہ اُس کے وسیلے انسانیت اور الوہیت
متحد ہوئیں - کلیسیا کا ہمیشہ سے یہ اعتقاد تھا کہ مسیح
اپنی پیدائش ہی سے خُدا اور انسان تھا - لیکن اِس
اعتقاد کے برخلاف نستوریس کہتا تھا کہ مریم محض
ایک انسان کو جنی - بعدہٗ جس میں ابن اللہ داخل ہوا

اس تعلیم کا خلاصہ یہ تھا کہ نجات دہندہ میں دو شخصیتیں تھیں اس اعتقاد پر بڑی بحث شروع ہوئی۔ اور اسکندریہ کا پیٹریارک بنام سیرل (Cyril) نسطوریس کا سخت مخالف تھا۔ اس مباحثہ میں چاروں پیٹریارک متفق الرائے نہ تھے۔ یعنی روما اور اسکندریہ ایک طرف تھے اور قسطنطنیہ اور انطاکیہ دوسری طرف۔ اس لئے ضرور ہوا کہ کسی مجلس عام میں اس امر کا تصفیہ ہو۔ شہنشاہ تھیوڈوسیوس نے افسس کی کونسل منعقد کی۔ اس کا صدر مجلس اسکندریہ کا اسقف تھا۔ نسطوریس پر بدعت کا الزام قائم ہوا۔ لیکن انطاکیہ اور سوریا کے بشپ کچھ عرصہ میں پہنچے اور انھوں نے اس فیصلہ کے ساتھ اتفاق کرنے سے انکار کیا۔ مغرب کے ایلچی اُن سے بھی دیر میں آئے تھے۔ لیکن انھوں نے کونسل کے فتوے کو قبول کر لیا۔ فریقین نے شہنشاہ کے پاس اپیل بھیجی۔ بادشاہ کے مشورہ سے نسطوریس اپنا عہدہ چھوڑ کر ایک راہب خانہ میں جا رہا ٭

کونسل کے فیصلہ سے یہ معاملہ فیصل نہ ہوا۔ لاطینی اور یونانی کلیسیاؤں نے کونسل کا تصفیہ منظور کیا۔ لیکن مشرق اور دُور دُور کے لوگوں نے اس پر چنداں خیال نہ کیا۔ فارس کی کلیسیا کے سردار نے نسطوریس کے مسائل کو علانیہ اختیار کیا۔ علاوہ اس کے شاہ فارس نے اُن

سب کو جو نسطوریس کے مسائل کو نہ مانتے تھے اپنی سلطنت سے خارج کردیا فارسی کلیسیا بالکل نسطوریس کے پیرو ہوگئی - اس کلیسیا کے مشنریوں نے جن کا مرکز نسیبیس شہر ہوگیا - بڑی ہمت سے مشرق کے دُور دُور ممالک میں نسطوریس کے اعتقاد کی اشاعت کی - بعد کی صدیوں میں ان ہی لوگوں نے ہندوستان - سیلون - ترکستان اور چین میں کلیسیائیں قائم کیں ۔

یوٹکی اِن اِزم

افسس کی کونسل کے بیس برس بعد جب فلیوی ئن (Flavian) قسطنطنیہ کا پیٹریارک - اور دیوسکورس (Dioscurus) اسکندریہ کا پیٹریارک تھا - قسطنطنیہ کے بڑے راہب خانے کے مربی بنام یوٹی کیز نے نسطوریس کے عقائد کی مخالفت میں ایک دوسری بدعت پھیلانی شروع کی - وہ کہتا تھا کہ یسوع مسیح میں الوہیت اور انسانیت اس طرح ملی ہوئی ہیں - کہ اُن سے ایک ہی مرکب ذات پیدا ہوتی ہے - اُس کے نزدیک ہمارا خداوند نہ پورا خدا تھا - نہ پورا انسان - بلکہ ایک مرکب ذات رکھتا تھا - فلیمون نے اپنے ضلع کی سند فراہم کر کے یوٹی کیز پر بدعت کا فتوئے لگایا - یوٹی کیز نے مجلس عام کے حضور اپیل کیا - اس لئے افسس میں ایک

کونسل جمع ہوئی۔ جس میں لیو اعظم اُسقف روما کی طرف سے تین ایلچی حاضر تھے اپنے نہ آنے کا اُس نے یہ عذر پیش کیا۔ کہ روما کے بشپوں کا دستور ہے۔ کہ سمندر کے پار کی کونسلوں میں خود نہیں جاتے۔ اپنے تین ایلچیوں کے ہاتھ اُس نے ایک عقائد نامہ تحریر کرکے بھیجا۔ جو بنام ٹوم مشہور ہے۔ جس میں نہایت عمدہ طور سے صحیح اعتقاد بیان کیا گیا ہے۔ اِس کونسل کی کارروائی بڑی بد ترتیبی کے ساتھ ہوئی۔ یوٹی کینز کے حامی یہ پکارتے رہے کہ دو حقیقتیں ماننے والوں کو۔ چیر ڈالو۔ کاٹ ڈالو۔ قتل کر دو۔ فلیوین (Flavians) نے اور لیو کے قاصدوں میں سے دو نے مہلک زخم کھائے۔ اور انجام کار صدر مجلس ڈیسی مس (Decimus) نے شاہی سپاہیوں کو بُلا کر تمام حاضرین سے اقرار کروا لیا کہ یوٹی کینز کا اعتقاد صحیح ہے اور اُس نے دستخط بھی کروا لئے۔ لیو کے باقی ماندہ قاصدوں نے روما پہنچ کر کل کیفیت بیان کی۔ اِس پر لیو نے یہ فیصلہ کیا کہ کونسل کو بجائے مجلس عام تصوّر کرنے کے چوروں کا مجمع سمجھنا چاہیے۔ اِسی نام سے یہ کونسل آج تک مشہور ہے۔ ۴۵۱ء میں ایک اور مجلس عام کلسیڈن کے شہر میں منعقد ہوئی۔ اِس میں تقریباً پانچ سَو بشپ موجود تھے جن میں مشرقیوں کی تعداد زیادہ تھی۔ لیو کے دو

ایلچی صدر مجلس تھے۔ یوٹی کیز پر بدعت کا فتویٰ قائم ہوُا۔ اور صحیح اعتقاد مفصّل لکھا گیا۔ تاکہ وہ غلطی دوبارہ دخل نہ پا سکے۔ اس کونسل میں یروشلم کے بشپ کو پیٹریارک کا خطاب دیا گیا۔ اس کونسل کے نتیجے بھی چنداں خاطر خواہ نہ تھے کیونکہ بدعت کی جڑ باقی رہ گئی تھی۔ اور بعد ازاں افریقیہ اور بعض مشرقی ممالک میں سرسبز ہوئی۔ سوریہ۔ مصر اور حبش میں یہ بدعت بہت مضبوط تھی۔ چنانچہ مذکورہ بالا ملکوں اور ساحل ہند کی ملا بار کی کلیسیائیں آج تک یوٹی کیز کے عقیدہ کی پابند ہیں ٭

لیو اعظم

یہ شخص اوائل عمر میں آگولانت کے عہدہ پر مامور تھا۔ ان دِنوں میں اُس نے بڑی اعلیٰ لیاقت ظاہر کی۔ روما کے کئی بشپوں نے چند مشکل موقعوں پر مشکل خدمات اس کے سپرد کیں۔ بشپ زوسی مس (Zoaimus) نے اُس کے ہاتھ اگسٹن کے پاس پلیجین ازم کے برخلاف فتوے بھیجا۔ رفتہ رفتہ بشپ سیلسٹین (Selestin) نے اُسے روما کا آرچ ڈیکن بنایا۔ اُس کی عقل ایسی مشہور تھی۔ کہ ضرورت کے موقع پر مُلکی حاکموں نے بھی اُس سے کام لیئے۔ ۴۳۹ء میں

گالؔ کے ملک میں دو سپہ سالاروں کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ اور اُن کے درمیان ملاپ کرانے کو لیوؔ بھیجا گیا۔ جب وہ اس خدمت پر روما سے غیر حاضر تھا تو روما کے بشپ نے انتقال کیا اور اس اعلیٰ عہدہ کے واسطے لیوؔ منتخب ہوا۔ وہ زمانہ جس میں لیوؔ روما کی رسولی گدی پر مامور ہوا ملک اور کلیسیا کے حق میں بڑا نازک تھا۔ کل سلطنت زوال اور لرزہ کی حالت میں تھی وحشیوں کی کثیر التعداد افواج چاروں طرف سے رومی سلطنت کا نام و نشان مٹا دینے پر تیار تھی۔ اور سلطنت میں ایسے ذی لیاقت اور آزمودہ کار سرلشکر نہ تھے جو اُن کا مقابلہ کر سکتے۔ کلیسیا بھی ایسی ہی خطرناک حالت میں تھی ونڈلوں کی وحشی قوم نے افریقہ کی سرسبز کلیسیاؤں کا نام و نشان مٹا دیا۔ وہ وحشی اقوام جو رومی سلطنت پر چاروں اطراف سے حملہ آور ہو رہی تھی ایرین بدعت کی پیرو تھیں۔ اور اُن کی زبردستی کے باعث صحیح اعتقاد کے نام و نشان مٹ جانے کا بڑا خطرہ تھا اُس وقت جب باہر سے ایرین بدعتی حملے کر رہے تھے۔ تو اندر سے کئی ایک بدعتوں کا خطرہ تھا۔ اُن کے نام یہ ہیں۔ مے نی کی ان۔ پری سیلین۔ پلیجئین۔ نیم پلیجین نسطورین۔ ایسے موقع پر کلیسیا اور سلطنت کو زوال سے بچانا لیوؔ جیسے عالی دماغ شخص ہی کا کام تھا مذہبی

اور ملکی معاملات میں اُس زمانے میں لیو کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ ایسی عجیب مشکلات کے درمیان روما کی کلیسیائی گدی پر ممتاز ہوکر لیو نے ایک عجیب پالسی اختیار کی۔ یعنی اُس نے یہ دعویٰ کرنا شروع کیا۔ کہ روما کی کلیسیا کا حق ہے۔ کہ کل کلیسیاؤں پر حکمران ہو۔ چوتھی صدی میں اکثر قضئے فیصلے کے واسطے روما پہنچائے جاتے تھے۔ اور یہ دستور بڑھتا گیا چونکہ ممالک مغربی میں فقط روما کا علاقہ رسولی علاقہ تھا۔ اس لئے ابتدا ہی سے تمام مغربی کلیسیائیں اُس کی بڑی عظمت کرتی تھیں۔ لیو چاہتا تھا کہ روما کا بشپ کل دنیا کا بشپ اور تمام کلیسیائی امور میں منصف تسلیم کیا جائے۔ اس ارادہ کو پورا کرنے کا اُس نے مضبوط خیال باندھا شہنشاہ ویلن ٹن ین (Valentinian) نے لیو کی تحریک سے حکم جاری کیا کہ روما کا بشپ سب بشپوں سے اعلیٰ سمجھا جائے۔ علاوہ اس کے شاہی فرمان میں یہ الفاظ بھی درج تھے۔ کوئی شخص رومی کلیسیا کی اجازت کے بغیر کوئی مذہبی کوشش کرنے کی دلیری نہ کرے۔ کلیسیائی امن اس بات پر منحصر ہے۔ کہ تمام کلیسیائیں اپنے روحانی سردار کی تابعداری کریں۔ ایسی حمایت پاکر مغربی ممالک میں اعلیٰ اسقفت تسلیم کر لیا جانا لیو کے واسطے بالکل مشکل نہ تھا لیکن مشرق میں وہ

کامیاب نہ ہو سکا۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ اُس کے ایلچیوں کے ساتھ افسس میں کیسا بُرا سلوک کیا گیا تھا کلسیڈن کی کونسل نے اُس کے رسالہ کو جس میں تجسّم کا مسئلہ صاف صاف بیان کیا گیا تھا بڑی عزّت سے قبول کیا۔ لیکن اُس کونسل نے حکم دیا کہ قسطنطنیہ کا علاقہ مرتبہ کے لحاظ سے روما کے برابر سمجھا جاوے۔ مشرقی کلیسیاؤں میں جو تفرقہ پڑ گیا اُس کا باعث غالباً یہی حکم تھا ؞

کئی موقعوں پر جب وحشیوں نے روما پر حملہ کیا لئو نے شہر کو بچانے میں سب سے بڑھ کر قدم مارا ۔ سنہ ۴۵۲ء میں قوم ہن نے جن کا سردار اٹیلا (Attila) تھا الپس کے کوہستان سے گذر کر اٹلی کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔ جب اٹیلا روما کے نزدیک پہنچا۔ تو شہر کے سفیر جن کا لیو سردار تھا اُس کے پاس آئے لیو کی بزرگانہ صورت اور فصاحت نے اُس کے دل پر بڑا اثر کیا۔ اور وہ زر کثیر لے کر شہر کو غارت کرنے سے دست بردار ہوا۔ اِس طرح پہ روما کا شہر بچ گیا۔ دوسرے سال اٹیلا نے انتقال کیا۔ اور وہ خطرہ بالکل جاتا رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد وینڈلوں کا سردار گن سیرک (Genseric) روما کے شہر پناہ کے سامنے خیمہ زن ہوا۔ لیو اپنے پادریوں کو ہمراہ لے کر شہر کی سفارش کرنے کو اُس کے پاس گیا۔ لیکن چنداں کامیابی حاصل نہ ہوئی

رگن سیرک نے وعدہ کیا۔ کہ اُن لوگوں کو جو ہمارا مقابلہ نہ کرینگے ہم چھوڑ دینگے۔ اور شہر کو آگ نہ لگاویں گے تاہم شہر لوٹا گیا اور گرجوں اور مندروں کے خزانے ضبط کئے گئے۔ بت پرستوں کے حق میں یہ بربادی آخری تھی۔ پُرانے معبودوں کی کوئی پرواہ نہ کرتا تھا۔ اور کسی نے مندروں کے بنانے یا مرمت کرنے میں مدد نہ دی۔ لیکن مسیحیوں کے گرجے تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی پہلی حالت پر بحال ہو گئے۔ چھوٹے اُستادوں کی بھی لیو نے بڑی اعلیٰ لیاقت کے ساتھ مخالفت کی اسی باعث اُس کا دعوےٰ اور زیادہ مضبوط ہو گیا۔ اپنی کلیسیائی خدمت میں لیو نے ملکی حاکموں سے مدد قبول کی۔ اُس کی تحریک سے حکم دیا گیا کہ منکیین کے مسائل کی پیروی جرم سمجھی جاوے۔ یوٹی کینز کی بدعت کے مقابلہ میں اُس نے بڑی علمیت ظاہر کی اِن سب باتوں کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ لیو کی عزت مشرق میں بھی بہت ہو گئی ؛

جب رومی سلطنت کے زوال پر غور کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ مضبوطی اور یکتائی جو لیو کی عالی دماغی نے کلیسیا میں قائم کی نہایت ہی بیش قیمت تھی۔ اُس کی حکومت کے دائمی نتائج کا اثر ہر زمانہ کی تاریخ سے ظاہر ہے۔ کئی صدیوں تک روما کا علاقہ اس

اعلیٰ درجہ پر رہا۔ جس پر لیوؔ نے اُسے پہنچایا تھا۔ رومی سلطنت تباہ ہوگئی۔ لیکن لیوؔ کی محنتوں کا اثر باقی رہا۔ الغرض یہ کہنا درست ہے کہ لیوؔ پیپے سی (یعنی پوپی حکومت) کا بانی تھا۔ جب اُس کی پالسی ایک دفعہ قائم ہوچکی تھی۔ تو اُس کے جانشینوں کو اُس کا جاری رکھنا چنداں مشکل نہ تھا۔ اِس بات میں تو کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کہ اُس بربادی کے زمانہ میں کلیسیا کا ایک سردار کے ماتحت رہنا نہایت عمدہ تھا۔ لیکن ایسی حالت باقی زمانے کے واسطے اِسی قدر ضروری یا مفید نہ تھی ؛

تمام شد

چند اصطلاحات اور ناموں کی فہرست جن کے معنے اس کتاب کے متن میں نہیں بیان کئے گئے۔

سٹوئی سزم۔ یہ یونانی فیلسوفوں یا حکیموں کا ایک فرقہ تھا جو ضبط اور تقدیر پر بڑا زور دیتے تھے ÷

اپالجی۔ معذرت نامہ۔یعنی وہ رسالہ جیسے قدیم مسیحی مصنف دین کی تائید میں لکھتے تھے۔اُن کے لکھنے والے اپالجسٹ کہلاتے تھے ÷

ڈیوال زم۔ وہ مسئلہ ہے جس کے بموجب دو خدا مانے جاتے ہیں۔یا خدا اور شیطان دونوں قادر اور قدیم سمجھے جاتے ہیں یا۔ خدا اور مادّہ دونوں ازلی اور ابدی ٹھہرائے جاتے ہیں

مسئلہ صدور۔ یہ نوسٹک بدعت کی تعلیم تھی۔جس کے مطابق خلقت خدا سے اس طرح صادر ہوئی کہ پہلے اُس سے یکے بعد دیگرے اور درجہ بدرجہ مختلف قدرتیں نکلیں جن کو ایون کہتے تھے اِن میں سے آخری اور ادنیٰ ایون وہ ہے جسے ڈمی اُرگ کہتے تھے اور یہ دنیا کا خالق سمجھا گیا ہے ÷

پلیرُومُس یعنی بھراؤ۔ یہ اُس ہستی یا مقام کا نام ہے جس میں سے نوسٹک لوگوں کی تعلیم کے مطابق ایون نکلے ÷

مِڈل ایجز - یعنی درمیانی زمانہ - یہ اُس زمانہ کا نام ہے جو کلیسیائے سابقہ کے بعد اصلاح دین یعنی رفارمیشن تک رہا - وہ تقریباً آٹھویں صدی سے لیکر پندرہویں صدی تک شمار کیا جاتا ہے - اور اس زمانے میں مسیحی کلیسیا میں بائبل یعنی کلام الٰہی کی واقفیت لوگوں میں کم تھی اور مسائل دین میں کئی غلطیاں مِل گئی تھیں - مگر مسیحی دین یورپ کی قوموں میں پھیلتا رہا ٭

حوالہ کرنے والے - (ٹراڈِیٹورِیس) یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے ایذا رسانی کے وقت ڈر کے مارے پاک نوشتوں کے نسخے جلائے جانے کے لئے بُت پرستوں کے حوالہ کر دئے تھے ٭

سرکم سِلیون - یہ مانٹے نِسٹ فرقے کے بے لگام فقیر تھے جو دیہات میں گشت کرکے بڑی زیادتیاں کیا کرتے تھے - اور شہید ہونا بہت پسند کرتے تھے ٭

میلان کا حُکم عام - (ایڈکٹ آف مِلان) یہ وہ فرمان ہے جس کو قیصر کانسٹن ٹائن نے سنہ ۳۱۳ء میں جاری کیا تھا - اس کے سبب سے مسیحیوں کی ایذا رسانی موقوف ہوئی اور اُن کو اور مذہبوں کی طرح اپنے دین پر عمل کرنیکی آزادی حاصل ہو گئی ٭

لیو - کا - ٹوم - یہ وہ رسالہ ہے جس کو لیو اعظم نے خط کے طور پیٹری آرک فلیوی اَن کو سنہ ۴۴۹ء میں لکھا - اس میں مسیح کی دو ذاتوں کے ایک شخصیت میں اتحاد رکھنے کا بیان ہے ٭

پائیٹیرز - جنوبی فرانس کا ایک شہر ٭

سرڈکا ۔ اِل لریا کے ملک کا ایک شہر ہے

میلان ۔ شمالی اٹلی کا ایک شہر ہے ۔

گاتھ ۔ وہ قوم ہے جس سے جرمن قوم کا اکثر حصّہ نکلا ہے ۔

مینٹنز ۔ جرمنی کا ایک شہر ہے ۔

میسیا ۔ دریائے ڈانیوب کے پاس ایک ملک ہے ۔

ڈایوسیس ۔ بشپ یعنی اُسقف کا علاقہ ۔

پراونس ۔ ایک آرچ بشپ یعنی صدر اُسقف کا علاقہ ۔

اسِین ۔ یہ مسیح کے زمانہ میں اور اُس کے بعد ایک ریاضت کش فرقہ تھا ۔

تھراپیوٹی ۔ علیٰ ہذا القیاس ۔

سنوبی اُم ۔ یعنی راہب خانہ ۔

ولگیٹ ۔ بائبل کا لاطینی ترجمہ جسے جروم نے کیا تھا ۔

پٹری ارک ۔ جس کو عربی میں بطریک کہتے ہیں۔ دار السلطنت ۔ یا دار الخلافہ کا صدر اُسقف ۔ یہ پانچ تھے ۔ یعنی یروشلم ۔ روما ۔ قسطنطنیہ ۔ اسکندریہ ۔ اور انطاکیہ کے ۔

نیسیس ۔ مغربی ایشیا کا ایک شہر ۔

کلسی ڈون ۔ ایشیائے کوچک کا ایک شہر ۔

ہن ۔ اور ۔ وینڈل ۔ یہ دو وحشی قوموں کے نام ہیں جنھوں نے چوتھی صدی میں یورپ اور افریقہ پر یورش کی مسیحی کلیسیا کو بڑا نقصان پہنچایا ۔

اٹیلا ۔ گِن سرک ۔ اِن قوموں کے بادشاہ تھے ۔

پے پیسی ۔ پاپا ۔ یا ۔ پوپ یعنی اُسقف روما کی گدی ۔

غلطنامہ کتاب مسیحی کلیسیا کی تواریخ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۲	(Ireaneus)	(Irenaeus)
۴	آخری سطر	"	"
۸	۱۴	Poly-Corp)	(Polycarp)
۹	۱۰	اور کلیٹس (Cletus)	اور اناکلیٹس (Anacletus)
۳۰	۱۱	(Domition)	(Domitian)
۳۸	۱۱	(Galenuis)	(Gaitienus)
۶۸	آخری سطر	(Montemus)	(Montanus)
۸۵	۲	(Pantinus)	Pantaenus)
۸۹	۶	(Ambrox)	(Ambrose)
۹۰	۷	(Gregary Thamulargas)	(Gregory Thaumaturgus)
۹۲	۱۳	(Demitrius)	(Demetrius)
۱۱۶	۷	(Munus)	Minius
۱۱۸	۴	(Licinus)	(Licinius)
۱۲۵	۱۴	(Nazeanz)	(Nazianzus)
۱۴۴	۷	(Dophne)	(Daphne)
۱۴۷	۱۶	(Tiridales)	(Tiridates)
۱۴۸	۳	(Frumantius)	(Frumentius)
۱۶۲	۱۱	(Drosaurus)	(Dioscurus)
۱۶۶	۱۸	Tcilestin	(Celestin)